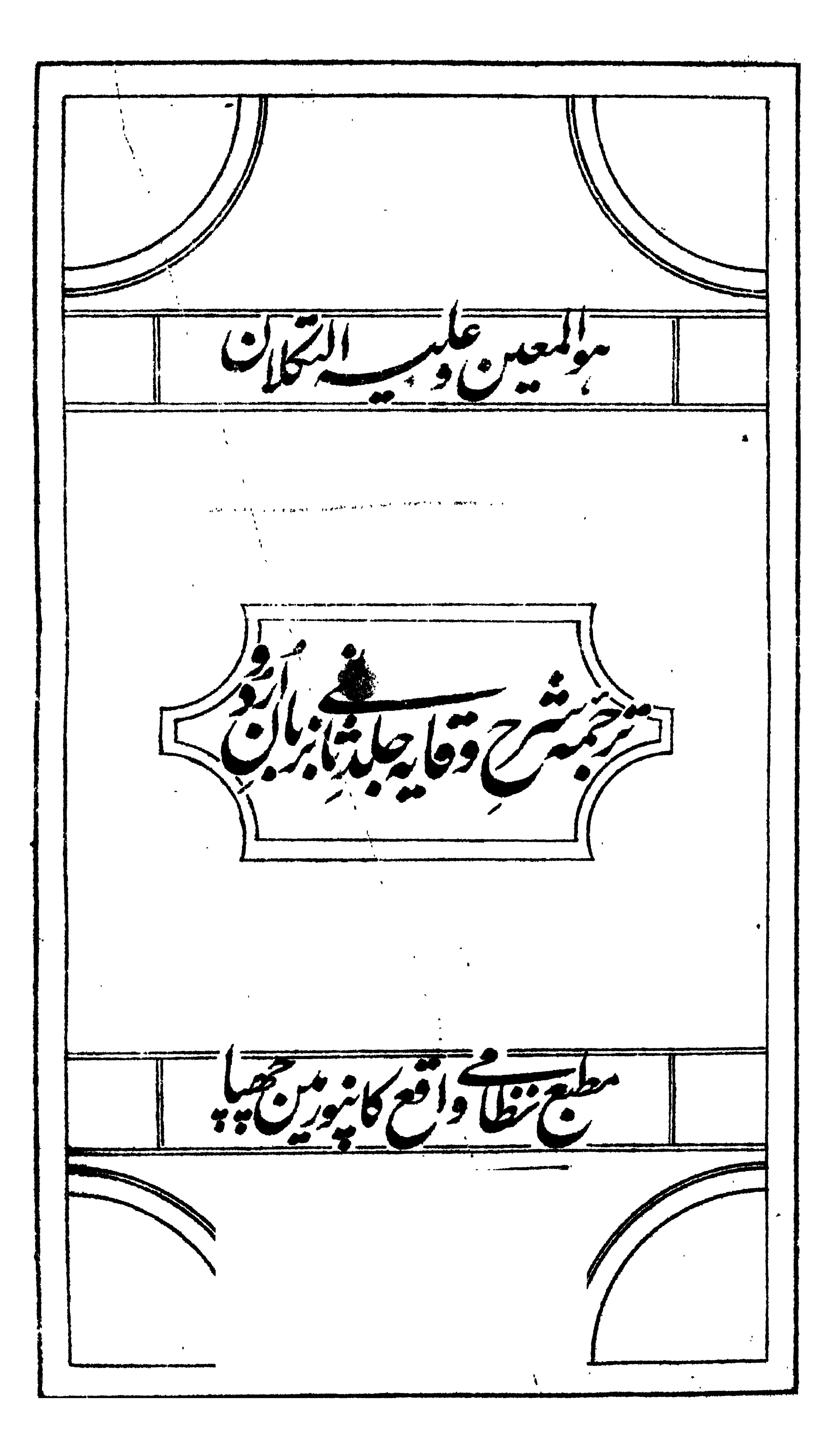


هو المعين وعليه التكلان

ترجمہ شرح وقایہ جلد ثانی بزبان اردو

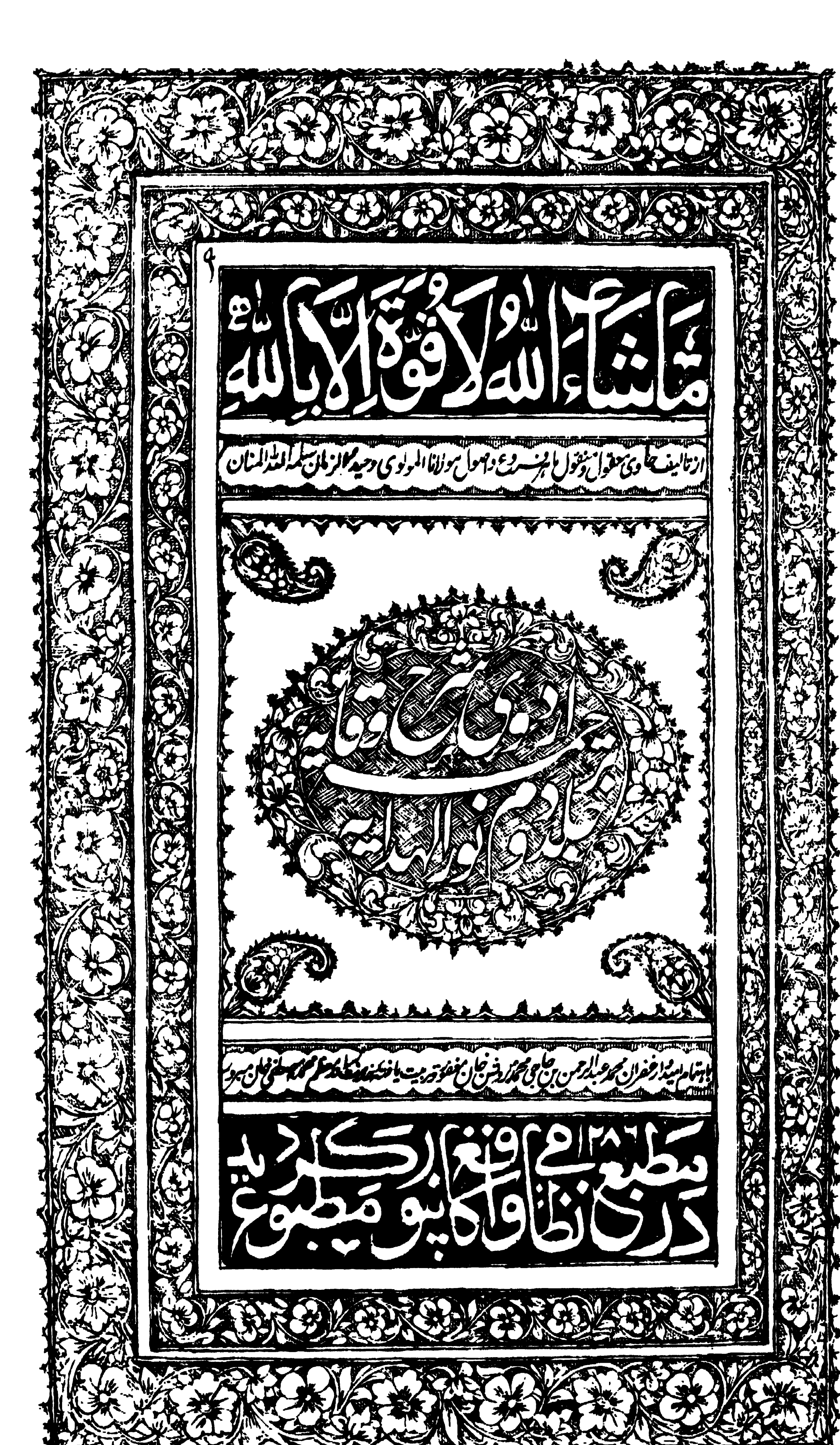
مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

اشتہار اظہار شوق

الحمد للہ کہ باوجود انقلاب روزگار اور گردشِ دوراں ہنوز تذکرہ علوم دینیہ باقی ہے اور باوصف تشتت حواس اور شدت افلاس متعلمان حق شناس کو انکی اشتیاق ہے زمانہ سلف مین جو درس و تدریس علم ادیان کا چرچا تھا بسبب قدردانی حکام اور توجہ رؤسائے ذوالکرام تھا آئی زمانا بوجہ تباہی و بربادی بلاد اسلام ہندوستان اکثر طلاب اس دولت سے ناکام ہین اور اگر کہین کہین اسکے چرچے بھی ہین تو برائے نام مگر ہزار شکر کہ دار العلم حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین ہنوز یوماً فیوماً ترقی علوم و استفادہ بیان کمالات کی دھوم ہے اللہ تعالی اس شہر کو آباد اور یہاں کے حاکم اور ارکان دولت کو ہمیشہ شاد رکھے بمحمد و آلہ الامجاد کہ بحسن توجہ مروج اسلام ہین اور بمزید حرمت و عزت طلاب ناکام سیما جناب مستطاب معلی القاب ارسطو فطرت افلاطون طبیعت مدار المہام سرکار آصفیہ شجاع الدولہ سالار جنگ **نواب مختار الملک بہادر** دام اقبالہ و اجلالہ کو نہایت اس بات کا خیال ہے اور بفضلہ تعالی بپایہ کمال بدرجہ کمال **ناظم** چشمہ فیض ہے یہ صاحب جاہ و اقبال جو قدردان علما حامی ارباب کمال ہین انکی تعریف کتابون مین ہی دفتر دفتر ہو اسی توصیف سے ہین اہل ہنر اہل ہنر جو حق ہے اوصاف و ستایش کا سزاوار یہ ہی ہین خیرخواہ ملک و ملک کا مختار یہ ہی ہین انہین کی عالی ہمتی سے مدرسونکی کثرت درس و تدریس کی شہرت ہے یہ فقیر حقیر بھی بسبب دستگیری ہی امیر روشن ضمیر کے سرنامہ ہے الحق اسی وجہ خاص و علمائے عام ہے خلاصہ تمہید یہ کہ پیش ازین پانچسو نسخے جلد اول ترجمہ شرح وقایہ اور فی الحال اسیقدر جلد دوم بھی کہ دونون جلدون مین علاوہ مشقت تالیف و تصنیف کے بتوفیق باریتعالی جل شانہ قریب آٹھ سو روپیہ ماہوار داغ سے صرف ہوئے خالصۃ لوجہ اللہ و لرسولہ چھپواکر ہدیۃ خدمت بزرگان عالی شان اور علمائے فیض رسان اور خداپرستان اہل یقین مین دیکر ودیعۃ گذرانے للہ الحمد کہ ہر بزرگوار صاحب علم و وقار کو بلحاظ تسہیل و تیسیر مسائل دینیہ علی الخصوص بنظر ترویج و تکثیر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدل مقبول و مطبوع ہوئے بعد ازین مطابق ایمائے والد ماجد مد ظلہ العالی فہم مین گذرا کہ ان دو جلدین آخر ہدایہ کی جنکا درس و تدریس عجم و عرب اور شرق و غرب مین بعد درس جلالین اور لین شرح وقایہ کے بکثرت مروج ہے حل المتن شرح بشروح متداولہ اور محشی بحواشی معتبرہ مع حل مطالب و کشف رموز ما ترتیب دقیق دقائق و تحقیق حقائق زبان فارسی مین بعبارت سلیس نہایت صحت و غور سے ترجمہ کیجاوین کہ طلبہ عربی خوان بلکہ جملہ فارسی خوان ذی استعداد بھی اوسکے مطالعہ سے حظ کافی اور بہرہ وافی پاکر بخوبی استخراج مطالب اور استحصال مآرب پر قدرت پاوین تا فیض وہین و سکا واسطے خاص و عام کے ابد الآباد باقی رہے ہر چند کہ تالیف و تکمیل ہدایہ کی بعنوان مذکور بلحاظ عدم فرصتی کاروبار کچہری اور درس ہی بعض طلاب سے دور از امکان بشری ہے اور بالفرض اگر بہزار مشقت شبانہ روزی حسب دلخواہ تکمیل بھی پاوے تو بنظر تہیدستی اور بضاعتی کے بحسب ظاہر طبع اور ترویج اوسکی بصرف مبلغ خطیر سعی حقیر سے بعید از وہم و گمان ہے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کہ از دست تہی چہ خیزد از پا بستہ چہ سیر با این ہمہ ایک دو ورقہ ہدایہ کا بطور نمونہ لیکے اس کتاب مین توکلاً علی اللہ العظیم طیار کر کے منسلک کیا تا شاید کوئی عالی ہمت والا مرتبت بہ نیت حصول منافع دنیوی و حصول مدارج اخروی تمام کتاب ہدایہ کو مطابق اس نمونہ کے ہوکر توجہ طبع فرماوے کہ یہ حقیر بھی بمصداق الدال علی الخیر کفاعلہ اس وسیلے سے ثواب پاوے یا حق سبحانہ تعالی جل شانہ باثر دعای بزرگان دین اور توجہ بلند ہمتی ناظران باعز و تمکین اپنی قدرت کاملہ اور رحمت بے اندازہ سے اسدرجے تائید فرماوے کہ یہ ورزش دیرینہ انجام دہی اس کام نیک انجام مین حسب دلخواہ بفراغ خاطر متوجہ ہوکر جلدین ہدایہ کو موافق اس دو ورقے کے چھپوا کر بشکرانہ انعام الہی بلا اخذ قیمت ہدیۃ ملاحظۂ خاص و عام مین پیش کرے سعادت ابدی اور ثواب سرمدی حاصل کرے واللہ الموفق والمعین

درمطبع نظامی کانپور

الداعی الی الخیر وحید الزمان و لد مولوی مسیح الزمان عفا عنہما المنان



ماشاء الله لا قوة الا بالله
از تالیف حاوی معقول و منقول ماهر فروع و اصول مولانا المولوی وحید الزمان سلمه الله المنان
ترجمہ اردو شرح وقایہ
جلد دوم نور الہدایہ
باہتمام امیدوار غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور
در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۸۶ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا ہی واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب و قبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کر دیا مینے اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کر دے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا مینے اور اگرچہ وہ دونون اسکے معنی کو نجانین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پھر مشتری کہے خریدا مینے **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اگر عورت سے کہا کہ تمنے فلانے کو جو تو ہم مین اپنے تئین دیا سو کہا عورت نے کہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ قبول کیا نکاح جائز ہو جاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تو نے سو کہا اوسنے بیچا پھر مشتری نے کہا خریدا صحیح ہو جاویگا اور اگر مرد عورت نے کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح درست ہو جاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اوپر بیان ہو چکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجکو بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خریدا مینے تجکو خواہ یہ لفظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسی طرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسی وقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہ کے اونسے درست ہوگا اور اجارہ اور وصیت سے درست نہوگا کیونکہ اجارہ واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک

نکاح نہین جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے ص اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام
کو سُنے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو عورتین آزاد حاضر ہووین ف کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے
شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہون کے جائز نہین کیونکہ روایت کیا بیہقی نے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِالشُّهُوْدِ یعنی نہین ہی نکاح مگر گواہون سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی
نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباس پر
اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفا اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علما نے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعی رح کے
اور امام مالک کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین اور یہ حدیث اونپر حجت ہی ص اور امام شافعی
کے نزدیک بغیر دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون ف اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی
معتبر نہین ص مسلمان ہون ف اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاویگی ص اور دونون نے
معًا عاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اس طرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح
ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا ف اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تعدد فساد
لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہین ص اگرچہ وہ دونون فاسق ہون ف اور امام شافعی کے نزدیک جبکہ وہ
گواہ فاسق ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے
روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہؓ سے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان اور باپ اوسکا کہا دارقطنی نے دونون ضعیف
ہین اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کیا دارقطنی نے عایشہؓ سے
کہ ضروری ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن میسر ابو خطیب مجہول ہی اور اس
باب مین مروی ہی عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسناد ان سب روایتون کا واہی ہی ص
یعنی ضعیف ہی ۱۲
یا اوسپر حد قذف لگی ہو ف یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت نہو اور اسکا بیان
کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا ص یا وہ اندھے ہون ف کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کی لفظ کو سُنا ہی اور یہ
امر اندھون سے حاصل ہی ص یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے ف
اول صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوئے
اور پھر زید نے زینب کو طلاق دیا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی
اور دوسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور پہلے سے دوسری بیوی سے زید کے
بیٹے تھے تو اب اونکی گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے
ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے کسی خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے
زید سے درست ہی ص لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی قبول نہوگی

فا یزید بن سنان

فا نافع بن میسر

یعنی اگر خاوند کے ذمیون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہوجاویگی اور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو درصورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی مقبول نہوگی اور درصورت دعوی کرنے خاوند کے شہادت اونکی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہ چار صورتین ہوگئین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک ذمیہ عورت سے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین اور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہوجاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی **ف** اور اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہوجاویگی اور وہ مقبول ہی **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کو کسی سے منکوح کردے سو اوسنے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین باپ عاقد رہیگا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہوجاوینگے **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسی طرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوجاویگا **ف** کیونکہ اس صورت مین وہ بالغہ عاقدہ ہوجاویگی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہوجاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین نکاح درست نہوگا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین عاقد باپ ہوجاویگا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین +

فصل بیان مین اون عورتون کے جن سے نکاح حرام ہی

اور اونکو محرمات کہتے ہین حرام ہی مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی ما اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہان تک سلسلہ چڑھے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ یعنی حرام کی گئین تمھارے اوپر مائین تمھاری اور بیٹیان تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہی اور اسی طرح نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی ما کی ما اور دادی بھی ما ہی اسواسطے کہ اُم کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین پوتے اور نواسے کی یا یہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہی اور اجماع حجت قاطع ہی **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین نیچے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہی مرد پر بہن اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمھاری اور پھوپھیان تمھاری اور خالائین تمھاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہی کیونکہ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گودون مین ہین تمھاری اون عورتون سے جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اونسے تو نہین گناہ ہی تمپر اور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین اپنی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال ہی اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے اور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کرلے اوسکی بیٹی سے اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو حرام ہی اوسپر ماں اوس عورت کی برابر ہی کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اسنادا اوسکا اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین حدیث مین اور اس باب مین مروی ہوا ابن عباس رض سے بھی اور اسپر اتفاق ہی ایمۂ اربعہ کا ص اور اپنی بیوی کی ماں برابر ہی کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری بیویون کی اور اسمین قید صحبت کی نہین اور اوپر دلیل اسکی حدیث سے بھی گذری ص اور اپنی اصل کی بیوی ف یعنی باپ اور دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہووین کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے جن سے نکاح کیا اونسے باپون تمھارے نے ص اور اپنی نسل کی بیوی ف یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اوترین کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ اور حرام ہین تمپر بیویان تمھارے بیٹون کی جو تمھارے نطفے سے ہین اور اس سے نکل گئین بیویان متبنّٰی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنالیا ہو اور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین ص اور بھی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی ہون ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری جنھون نے دودہ پلایا تمکو اور بہنین تمھاری رضاعت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے عایشہ رض سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی انشاء اللہ تعالیٰ ص اور اسمین بہت سی صورتین ہر ایک مین نکلین گی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی کو ف اور اسی طرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا ص اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بشہوت اور اسی طرح حرام ہی اصل ان عورتون کی ف اور یہی مذہب ہی امام احمد کا اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی دلیل ہماری یہ ہی

یعنی دودہ کے ناتے سے ہون ۱۲

ابن لہیعہ کی تصحیح

کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے
سو فرمایا آپ نے کہ مین نہین تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور بھی روایت کی ابن جریج
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سو اوسکو دبا وے اور اس سے
زیادہ کچھ نکرے تو نہ نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل ہی منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے
راوی ثقہ ہون اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام
نہین فاسد کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہ رض سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمان وقاصی ہی
کہا یحیی بن معین نے لیس بشیٔ کان یکذب یعنی کچھ نہین جھوٹھ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی
کہا بخاری او نسائی اور رازی اور ابو داود نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حسان نے روایت کرتا تھا
ثقات سے موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے
ابن عمر رض سے اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہوئی خطا اوسکی سو مستحق ہوا
ترک کا اور بھی اوسکی اسناد مین اسحٰق بن محمد عروی ہی کہا یحیی نے کچھ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے
اوسکو ص مس بشہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی ہوگا
اور مردون مین بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہووے ف اور یہی صحیح ہی کذا فی الفتح
ص اور نو برس سے کم کی عورت مشتہاۃ یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے کہ کبھی عورت
نو برس یا زیادہ کی مشتہاۃ ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی ف اور تفصیل اسکی
انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آویگی ص اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور درمیان اون دو
عورتون کے کہ اگر اونمین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو ف اسواسطے کہ اللہ تعالی
نے فرمایا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تمپر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اسکو
ترمذی اور ابو داود نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ کے
اور پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی
اس لفظ سے ص خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہو اور اوسکی عدت مین دوسری
سے نکاح کرے ف اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آویگا ص اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو
اپنی لونڈیان ہون اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے
تو اونکے درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے
کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے تو نکاح اون دونون مین حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین
او صرف نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جب تک کہ ایک کو اون مین سے

ف عثمان بن عبد الرحمان وقاصی
ف عبید اللہ بن عمر
ف اسحٰق بن محمد عروی

اپنے اوپر حرام نکرلے اس طرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکال دیوے یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کردیوے
ف یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری سے اوسکا
نکاح حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی
یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی
سے نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد
فرض کرین تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی
خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح حرام ہی اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی
اور نکاح ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع کیا جاویگا درمیان عورت
کے اور اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور روایت کیا
اوسکو ابو داود و ترمذی و دارمی نے اور اوسمین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت
اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کی جاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر
اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا درجہ
مین بڑی ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کیا بخاری نے جابر رض سے مانند اسکے اور اس باب مین
روایت ہی ابن عباس رض سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابو سعید سے روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور علی رض سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمر رض سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے
صحابیون سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقہ رحم ہی اور بسبب
نکاح کے شاید منقطع ہوجاوے کیونکہ اکثر سوتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَهُنَّ یعنی جسوقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے
اونکے ناتون کو روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کیا ابو داود نے
مراسیل مین عیسی بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت پر بسبب
خوف قطع رحم کے **ص** اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھہ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا
تو درمیان خاوند اور اون دو بہنون کی جدائی کرائی جاویگی **ف** یعنی قاضی تفریق کرادیگا **ص** اور اون دونون کو
آدھا مہر ملیگا **ف** اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی اور پہلا نکاح صحیح ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو اوس
مہر کو دونون مین تقسیم کردینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسرے کو **ص** اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح
کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھہ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوسکے خاوند کی
دختر کے ساتھہ درصورتیکہ وہ دختر اوس عورت سے نہو **ف** کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی نسبت بھی بیٹی

کہا انھون نے نکاح کی جاوے حُرّہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہؓ سے حدیث طویل مین مرفوعًا وَیُتَزَوَّجُ الْحُرَّۃُ عَلَی الْاَمَۃِ وَلَا یُتَزَوَّجُ الْاَمَۃُ عَلَی الْحُرَّۃِ یعنی نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی **ص** اور چار عورتون سے زیادہ آزاد ہون یا لونڈیان نکاح کرنا درست نہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو اور تین اور چار اور یہی مذہب ہی ایمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہی حدیث صحیح سے روایت ہی حضرت ابن عمر سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اور اونکی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اونکے ساتھ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور روایت ہی نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا آپ نے چھوڑ دے ایکو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اونمین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبت تھی ساتھ میرے بانجھ تھی ساٹھ برس کی روایت کیا اوسکو شافعی نے اور بغوی نے شرح السنہ مین **ص** اور غلام کو دو سے زیادہ درست نہین **ف** اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور احمد کا اور کہا مالک نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کیا ابن الجوزی نے تحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسا ہی روایت کیا بغوی نے معالم مین کہا ابن الجوزی نے کہا حاکم نے کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے **ص** اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے **ف** اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک نکاح فاسد ہی اور یہ اختلاف اوسمین ہی کہ نکاح کرے اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی **ص** اور وطی نکرے اوس سے جبتک وہ وضع حمل نکرے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہی واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو ابوداود اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری سے **ص** اور جس عورت سے وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اوسکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین **ف** استبرا کہتے ہین طلب برائت رحم کو ولد سے اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اگر دو عورتون سے نکاح کیا ساتھ ایک ہی عقد کے **ف** مثلا کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور انھون نے کہا قبول کیا ہمنے **ص** اور ایک اون دو عورتون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہی تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور نہین جائز ہی نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے **ف** یعنی وہ عورت جو مالک ہی غلام کی اسواسطے کہ نکاح موضوع ہی واسطے حاصل ہونے فوائد کے جو مشترک ہون درمیان زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین

احد العاقدين مملوك ہی دوسرے کا اور مملوکیت منافی ہی مالکیت کی تو اب دونون مین مشترک نہونگے **ص** اور نہین جائز ہی نکاح مجوسیہ سے اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوسنے ایک کو اونمین سے طلاق دیا توجب تک وہ عدت مین ہی نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام کیواسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے باوصف ہونے حُرّہ کے نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا حرّہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دیا توجب تک وہ عدت مین ہی نکاح لونڈی سے جائز نہین اور حُرّہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت حاملہ سے جو مقید ہو کے آئی ہی اور اوس حاملہ سے کہ اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور اوسی سے حاملہ ہوئی ہووے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اس طرحپر کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجسے اسطرحپر اتنی مدت پر اتنے مال پر **ف** اتفاق کیا ایمۂ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ یعنی نجات پائی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین سو جو شخص تلاش کرے سوا اسکے پس وہی لوگ ہین زیادتی کرنیوالے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے جو لوگ قائلین متعہ ہین اونکے نزدیک بھی عورت مرد مین وراثت نہین برخلاف زوجہ کے روایت کیا مسلم نے ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اونکے باپ نے حدیث بیان کی اوسنے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو فرمایا آپ نے اے لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعہ کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اسکو دن قیامت تک سو جس شخص کی ایسی عورت ہو تو چھوڑ دے اوسکو اور نہ لیوے اوسنے جو دیا ہی اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے دوسرے طریق سے اور بھی روایت کیا ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر رض سے کہ انہون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن دیا متعہ کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ رجم کرونگا مین اوسکو پتھرون سے اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمر رض نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا جو نکاح کرتے ہین متعہ کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی کہ نکاح کیا ہو ویگا اوسنے متعہ کا مگر رجم کرونگا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمر رض متعہ سے سو کہا حرام ہی سو کہا گیا اونکو کہ ابن عباس فتوی دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انہون نے کہ کیون نہ بولے زمانہ حضرت عمر رض مین اور روایت کیا مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہا رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا ہمکو متعہ سے اور روایت کیا مسلم نے سبرہ بن معبد سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال فتح مین

متعہ کا جب ... پہ ... چہ ... یہان تک کہ منع کیا اوسکو متعہ اور روایت کیا خازنی نے اپنی ... حدیث مین کہ خطبہ پڑھا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک مین اور ثنا کی اللہ پر اور منع کیا متعہ اور روایت کیا بخاری مسلم نے حضرت علی سے تحقیق انہون نے سنا ابن عباس رضہ سے کہ نرمی کرتے ہین متعہ مین سو کہا چھوڑ دے ای ابن عباس تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اوس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین ہی حضرت علی رضہ سے کہ کہا انہون نے واسطے ابن عباس کے تم مرد گمراہ ہو اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہوئی ہین اور روایت کیا عبد الرزاق نے ابن عباس سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھ اوسکے بعض تابعین نے مثل ابن جریج اور طاوس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاویگا قول اہل حجاز سے متعہ نسا کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اسکو حاکم نے علوم الحدیث مین اور نسے اور روایے مین ہی کہ ابن عباس نے رجوع کیا اوس سے روایت کیا بیہقی نے زہری سے کہ انہون نے کہا نہین مرے ابن عباس رضہ یہان تک کہ رجوع کیا انہون نے فتوے اپنے سے درباب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ نے صحیح مین اور روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھا متعہ اول اسلام مین کہ آتا تھا ایک شخص شہر مین اور اوسکو اوس شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جبتک جانتا تھا کہ مین مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سواب ہر فرج سوا انکے حرام ہی اور روایت کیا ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کا بھی فتوے سے اور تفصیل اسکی تفسیر مظہری مین ہی **ص** اور نکاح موقت یعنی اس طرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے ساتھ اتنے مہر کے مہینہ بھر تک یا دس دن تک **ف** اسواسطے کہ یہ بھی معنون مین متعہ کے ہی اور زفر کے نزدیک درست ہی

باب ولی اور کفو کے بیان مین

جائز ہی نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا **ف** بکر ہو یا ثیب **ص** اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے اور ولی کو درست ہی کہ قاضی سے کہکر فسخ کرا دے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کیا حسن نے ابو حنیفہ رح سے کہ نکاح ساتھ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوی ہی قاضی خان کا اور ایک روایت مین امام ابو یوسف رح سے نکاح نہین منعقد ہوتا مگر ساتھ ولی کے اور نزدیک محمد رح کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر **ف** یعنی اگر ولی چاہے روا رکھے اور چاہے فسخ کرے **ص** اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک نکاح نہین منعقد ہوتا ہی ساتھ عبارت عورتون کے **ف** برابر ہی کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہی یعنی نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھ تو اوس عورت کے واسطے مہر ہی بدلے حلال ہونے اوسکی فرج کا تو اگر اختلاف کیا انہون نے تو بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے

ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسی سے اونھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہ رض
سے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے حدثنا ابن ابی عمران قال اخبرنا یحیی بن معین عن
ابن عیینہ عن ابن جریج انہ قال لَقِیتُ الزُّہرِیَّ فَاَخبَرتُہٗ عَن ھٰذَا الحَدِیثِ فَاَنکَرَہٗ یعنی کہا ابن جریج نے
کہ ملاقات کی مینے زہری سے سو خبر کی مینے اونکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اسکا اور روایت کیا
ترمذی اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لَانِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَالسُّلطَانُ وَلِیُّ مَن لَّا وَلِیَّ لَہٗ یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا
کوئی ولی نہین اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطات ضعیف ہی اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان
اور باپ اوسکے دونون ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو نسائی اور احمد وغیرہما نے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہ رض
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین
اوسکی نافع بن میسرا ابو خشیب مجہول ہی اور روایت کیا احمد نے ابی موسی سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے لانکاح الا بولی نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو احمد نے طریق
حجاج بن ارطاۃ سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک دوسرے طریقے سے اور اوسمین عدی بن الفضل اور عبد اللہ بن عثمان دونون ضعیف ہین
اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کر لیتی ہین اپنا آپ نہین جائز ہی
نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین
اوسکی ہشام ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے لایساوی شیئا اور روایت ہی ابن مسعود
ابن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث
ابن مسعود مین بکیر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبد اللہ بن محرز ہی کہا دارقطنی نے متروک ہی اور حدیث ابن عمر مین
ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لَایُحتَجُّ بِہٖ نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ
اوسکے اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تُزَوِّجُ المَرأَۃُ المَرأَۃَ وَلَا تُزَوِّجُ المَرأَۃُ
نَفسَہَا فَاِنَّ الزَّانِیَۃَ ھِیَ الَّتِی تُزَوِّجُ نَفسَہَا یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت اپنا آپ تحقیق
کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کرلے اپنا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن الحسن ہی
اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر سے مرفوعاً نہین
نکاح ہی مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اوسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ
عرزمی ہی کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور سکے اور اوسکی اسناد مین قطر بن بسیر ضعیف ہی
اور روایت ہی معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے

سو وہ زاتیہ ہی اخراج کیا اوسکا دار قطنی نے اور اوسکی اسناد مین ابو عصمۃ اسم بن ابی مریم ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور کہا دار قطنی نے متروک ہی یہ سب ایلین شافعی کے مذہب کی تھین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ کیونکہ نسبت نکاح کی اسمین طرف عورت کے ہی اور حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہی وہ زیادہ حقدار ہی اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور بکر سے اذن لیا جاویگا اور اذن اوسکا سکوت ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور مالک اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور حدیث ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور مین ناراض ہون سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باپ کو نہین نکاح ہی واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی لیکن مرسل نزدیک ہمارے حجت ہی اور حدیث حضرت عایشہ رض سے تحقیق کہ قتادہ داخل ہوئین اونپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا اپنے بھتیجے سے تا کہ بڑھے حسب اوسکا اور مین مکروہ رکھتی ہون سو کہا حضرت عایشہ رض نے بیٹھ اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو خبر کی حضرت عایشہ رض نے آپ کو سو آپ نے کہلا بھیجا طرف اوسکے باپ کے اور دیا اختیار قتادہ کو سو کہا قتادہ نے ای رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مینے اوسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مینے مگر یہ کہ آگاہ کرون مین عورتون کو کہ نہین ہی اون پر اونکے باپون کا اختیار روایت کیا اوسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا قتادہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تو یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عایشہ رض کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی کو تو ترجیح حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ صحیح ہی اور اقوی ہی از روے سند کے برخلاف اون احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب خالی نہین ضعف سے جیسا کہ بیان کیا ہمنے اوسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہی کہ نہین ہی نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے اور حدیث حضرت عایشہ رض کو حمل کرتے ہین اوپر اوس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہووے واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش نہین ص جو عورت بکر ہی اور نابالغہ ہی تو اوس پر ولی جبر کر سکتا ہی واسطے نکاح کے اتفاقا ف اور اسپر اجماع کیا مجتہدین نے ص اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا اور امام شافعی کے نزدیک باپ اور دادا کو جبر پہونچتا ہی ف امام شافعی دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کیا گیا حسن سے مرسلا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے اور یہ حدیث ساقط ہی از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینے اور جبر کے تناقض ہی کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین اور لیکن از روے سند کے سو اسواسطے کہ اوسکی سند مین عبد الکریم ہی کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اوسکی طعن پر علاوہ اسکے حدیث مرسل امام شافعی کے نزدیک مقبول نہین اور دلیل ہماری حدیث ابن عباس کی ہی کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اوسکے باپ نے نکاح کر دیا اوسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود

اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اوسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل ہی کچھ مضر نہین اسواسطے کہ وہ مرسل ہی بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہی اور بعض طریقون صحیحہ سے متصل ہی کہا ابن القطان نے حدیث ابن عباس کی صحیح ہی اور نہین ہی یہ عورت خنساء بنت خدام کہ نکاح کر دیا تھا اوسکا اوسکے باپ نے اور وہ ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت مین ہی کہ خنساء بکر تھی اخراج کیا اوسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہی اور روایت کیا دارقطنی نے حدیث ابن عباس کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح کر دیا تھا اون دونون کا اونکے باپ نے اور وہ دونون ناراض تھین اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر رض سے تحقیق کہ ایک شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا اور ایک روایت مین ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھین لیتے تھے عورتین اونکے خاوندون سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ نکاح کر دیتے تھے اونکا باپ اونکے جب وہ ناراض ہوتی تھین اس سے اور روایت کیا دارقطنی نے جابر سے تحقیق ایک شخص نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اوسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور جدائی کر دی آپ نے درمیان اوسکے اور اوسکے خاوند کے **ص** اور اسیطرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک اوسپر جبر نہین پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سبکے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ہمارے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہی اور کچھ تعیین نہین کی اور زیلعی نے نہین پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہی حضرت علی رض سے موقوفا اور مرفوعا اور ذکر کیا اوسکو سبط ابن الجوزی نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمرو بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھین اور ولی کہتے ہین عصبہ بنفسہ کو اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک جبر کسی ولی کو نہین پہونچتا سوا باپ اور دادا کے اگر ولی نے بکر سے اذن لیا اور وہ چپ رہی یا ہنسی تو اذن ہو گیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہ مین ہی کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح ہی اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اوسکا یہ ہی کہ چپ رہے اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے اور ایک روایت مین مسلم کی یہ ہی اَلْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اوسکا سکوت ہی اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہی وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمَاتُهَا یعنی بکر رضا اوسکی چپ رہنا اوسکا ہی **ص** اور اسی طرح اگر روئی بغیر آواز سے اور اگر روئی آواز سے تو وہ رد ہوگا نکاح کا اور اگر اوسکو خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ رہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہی کہ خاوند کا نام لیا ہووے اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اوسکا رضا نہوگا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہین **ف** اسواسطے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہی بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور اگر اذن لیا اوس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اوس سے زیادہ قریب موجود ہی **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العنایہ **ص** تو نہوگی رضا اوسکی یہانتک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہے نہین ہوتی **ف** اسواسطے کہ حدیث مین ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلثَّيِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ کی جاوے

کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب بہذا اللفظ اور مشاورہ دونون طرف سے ہوتا ہی اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہین کیا جاتا اور بہ نسبت بکر کے اوسکو حیا بھی کم ہی ص جو عورت کہ اوسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے یا کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اوسکا حکم بکر کا ہی اس باب مین کہ سکوت اوسکا رضا ہی ف اور اسی طرح رونا اوسکا بغیر آواز کے اور ہنس دینا رضا ہی ص اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے نکاح کی خبر پہونچی تھی تو تو چپ رہی تھی اور اوس عورت نے اوسکا انکار کیا اور کہا مینے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت کا ہی مگر جب مرد اوسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نہ کیے تو اوس عورت کو حلف نہ دلاوینگے ف اور بیان اسکا کتاب الدعوی مین آویگا ص اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا ف یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہین ص اور اگر سوا باپ دادا کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اوس لڑکے اور دختر کو جائز ہی کہ جب بالغ ہون نکاح کو فسخ کرین اگر وہ نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی انکو خبر نتھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اوسوقت بھی جائز ہی کہ نکاح فسخ کرین اور امام شافعی کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہین اور جب لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اوسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ رہی تو سکوت اوسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اوسکو خبر نتھی تو اوسکو اختیار ہی بعد خبر ہونے کے اور جب خبر پہونچی اور وہ چپ رہی تو سکوت اوسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا نام خیار البلوغ ہی ف اور اگر وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اوسکا رضا نہوگا ص اور اختیار بکر کا جب بالغ ہو گئی اوسکی آخر بیٹھک تک باقی نرہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اوسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو ف صورت مسئلے کی یہ ہی کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اوسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے خبر پہونچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگا اور جب تک یکسان بیٹھی رہی اختیار باقی رہیگا بلکہ بمجرد خبر اور بلوغ کے اختیار ہی اور بعد اوسکے سکوت رضا ہی اور پھر اختیار باقی نہین رہیگا ص اگرچہ وہ بکر اس بات کو نجانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ کے یا خبر ہو پہنچنے کے اختیار ہی فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہر دار کے کہ اوسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اوسکو معلوم نتھا کہ بروقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہی تو یہ عذر شمار کیا جاویگا ف یعنی پھر بروقت معلوم ہونے اس مسئلے کے اوسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہی اگرچہ وہ لونڈی وقت آزادی کے چپ رہی ہو بخلاف بکر حرہ کے کہ پھروقت معلوم ہونے مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونے کے چپ رہی ہو اوسکو اختیار فسخ کا باقی نہین ہی ص اور لونڈی کا جہل اسواسطے مقبول ہی کہ اوسکو خدمت مولی وغیرہ سے فراغت نہین ہوتی کہ علم سیکھے برخلاف اون عورتون کے جو حرۃ الاصل ہین یا پہلے کسیکی لونڈی تھین پھر آزاد ہو گئین کیونکہ طلب علم فرض ہی ہر مسلمان مرد اور عورت پر ف کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض ہی ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت مین ہی کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا اس حدیث کا عقیلی نے اور ابن عدی نے انس رضی سے مرفوعًا اور یہ حدیث مروی ہی سنن ابن ماجہ مین سا تھہ اس لفظ کے

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ یعنی طلب علم فرض ہی ہر مسلمان پر اور رکھنے والا علم کا اوس شخص کے پاس جو اوسکے لائق نہین ہی مانند اوس شخص کے ہی کہ سورون کو جواہر اور موتی اور سونا پہناوے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم تک اور کہا کہ متن اس حدیث کا مشہور ہی اور اسناد اوسکا ضعیف ہی اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور وہ سب طریقے ضعیف ہین انتہی تو رابہی لیا اوزابادی نے کہ روایت کیا اوسکو احمد نے بھی اور شمار کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین انتہی اور کہا ابن حبان نے بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ اور راسناد مین اوسکی ابو عاتکہ ہی اور حدیث اوسکی منکر ہی اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اخراج کیا ہی اوس سے ترمذی نے اور اور اہل علم نے الحاصل یہ حدیث ضعیف ہی موضوع نہین جیسا کہ گمان کیا اوسکو ابن حبان اور ابن الجوزی نے اور اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ مقدار اوس علم کے جو فرض ہی کیا ہی ملا علی قاری رح نے لکھا ہی کہ فرض وہ علم ہی کہ جس سے بندے کو چارہ نہین جیسے پہچاننا خداوند عالم کا اور علم اوسکی وحدانیت کا اور اوسکے رسول کی نبوت کا اور اسیطرح ضروری مسائل نماز کے کہ سیکھنا اوسکا فرض عین ہی برخلاف تحصیل رتبۂ اجتہاد اور درجۂ افتا یعنی فتوی دینے کے کہ سیکھنا اسکا فرض کفایہ ہی اور یہ مقام اس بحث کی تفصیل کا نہین جس شخص کو تحقیق اسکی منظور ہووے تو وہ احیاء علوم الدین تصنیف امام غزالی رح کی ملاحظہ کرے ص تو اگر آزاد عورت جاہل رہیگی تو جہل اوسکا عذر نہوگا اگر کوئی کہے کہ تحصیل علم فرض ہی جب عورت بالغ ہو اور کلام ہمارا عورت نابالغہ مین ہی جب بالغ ہو اور وہ عورت قبل بلوغ کے مکلف نہین ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ عورت یا مرد جب مُراہق یعنی قریب بلوغ کے ہون تو واجب ہی اونپر سیکھنا ایمان کا اور احکام ایمان کا اور اونکے ولی پر واجب ہی تعلیم اونکی اور یہ نہین چاہیے کہ اونکو بے مصرف چھوڑ دے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرو تم اپنے لڑکون کو نماز کا جب پہونچ جاوین سات برس کو اور مارو اونکو جب پہونچ جاوین دس برس کو ف اور نماز نہ پڑھین روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے اور بغوی نے شرح السنۃ مین ص اور ثیبہ عورت اور لڑکے کا اختیار باطل نہین ہوتا وقت بلوغ کے جب تک راضی نہوجاوین صریح تعریض سے یعنی یہ کہین کہ راضی ہوا مین یا اشارے سے یعنی ایسا فعل کرین کہ جس سے اونکی رضا معلوم ہووے مثلا بوسہ لے یا لمس کرے کوئی کسیکا یا لڑکا مہر دیوے اور عورت قبول کرے اور اسیطرح اختیار اونکا باطل نہین ہوتا اگرچہ اٹھ کھڑے ہون مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور وہ ناراض ہون تو نکاح کے فسخ کرنے کے واسطے قاضی شرط ہی ف یعنی اونکو بغیر قاضی کے فسخ نہین پہونچتا اسواسطے کہ اسمین ضرر ہی مرد کا اور لازم کردینا ضرر کا کسی پر بدون قضا ے قاضی کے ممکن نہین ہی ص اور جو لونڈی آزاد ہو تو اوسکے نکاح فسخ کرنے کے لیے قاضی شرط نہین ف اسواسطے کہ وہ لونڈی اپنے تئین دوسرے کی زیادتی ملک سے بچاتی ہی اور اسمین کچھ قضاے قاضی شرط نہین اور زیادتی ملک شوہر کو ہی کیونکہ جب وہ لونڈی آزاد نہین تھی تو خاوند اوسکا مالک دو طلاق کا تھا کیونکہ لونڈی کے دو طلاق سے زیادہ نہین ہوتے اور جب آزاد ہوئی تو خاوند اوسکا مالک تین طلاق کا ہوتا ہی اور نہ زیادتی ملک ہی ص اور اگر لڑکا یا لڑکی کوئی انمین سے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے مرگئی تو دوسرا اوسکا وارث ہوگا برابر ہی کہ بالغ ہون یا نہون ف یعنی اگر قبل بلوغ کے

کوئی مرگیا تو تو وارث ہونگے کیونکہ نکاح قائم ہوا اور اسیطرح بعد بلوغ کے قبل فسخ کرنے قاضی کے کیونکہ فسخ کی شرط
نہین پائی گئی تو نکاح قائم رہیگا ص اور ولی وہ شخص ہی جو عصبہ بنفسہ ہو یعنی وہ مرد جو متصل ہو میت کے ساتھ
بغیر واسطہ عورت کے ف یعنی جب اوسکو مردے کی طرف نسبت کرین تو بیچ مین عورت واسطہ نہ پڑے
جیسے باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا تو نانا ولی نہین کیونکہ وہ ماں کا باپ ہی تو ماں واسطہ پڑگئی اور وہ عورت ہی اور اسیطرح
نواسا کیونکہ وہ بیٹی کا بیٹا ہی تو بیچ مین بیٹی پڑگئی اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالی آخر کتاب مین ہے ص اور بہن بالغہ عصبہ
ف اور وہ چار عورتین ہین ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بہن علاتی یعنی جو سوتیلی ماں سے ہو ص
جیسے بیٹی اوسکو ولایت نہین اپنی مجنون ماں پر ف مجنون کی قید اسواسطے ہی کہ اگر وہ اچھی ہی ہوشیار ہو تو کسیکو
اوسپر ولایت نہین ص اور عصبہ مع الغیر ف یعنی وہ عورت کہ دوسری عورت سے ملکے عصبہ ہوجاوے ص
جیسے بہن ساتھ بیٹی کے اوسکو ولایت نہین اپنی بہن مجنونہ پر ف یہان بھی قید مجنونہ کی اسی واسطے ہی اگر بہن مجنونہ
نہو تو اوسپر کسیکو ولایت نہین کیونکہ بہن ثیب ہی بالغہ ہی اسواسطے کہ اوسکی بیٹی موجود ہی جسکے ساتھ بہن ملکے عصبہ ہوتی ہی
ص اور ولایت عصبات کی بشرطیکہ آزاد مکلف مسلمان ہون ف کیونکہ اگر کافر ہونگی تو اونکی مسلمان پر ولایت نہین
فرمایا اللہ تعالی نے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا یعنی نہین کریگا اللہ کافرون کو مسلمانون
پر راہ ص بطور ترتیب وراثت اور حجب کے ہی ف یعنی حاجب مقدم ہی محجوب پر اور اسی طرح وارث غیر وارث
یعنی بیٹے کے ہوتے پوتے کو وراثت نہین تو ولایت نکاح بھی نہو گی اور باپ کے ہوتے دادا کو وراثت نہین تو دادا کو باپ
کے ہوتے ولایت نکاح بھی نہو گی اور حاجب اوسکو کہتے ہین جو غیر کو میراث سے روک دیوے اور محجوب جو روکا گیا ہو دے
جیسا کہ بیٹا حاجب ہی پوتے کا اور باپ دادا کا وقس علی ہذا ص تو پہلے جزو ف یعنی فرع جیسے بیٹا اور پوتے ص
اگرچہ بہت نیچے چلے جاوین مقدم ہین ف یعنی بیٹے کا بیٹا اور پوتے کا بیٹا اور پوتے کا پوتا اور پوتے کا پروتا اور پروتے کا
پروتا وقس علی ہذا ص اور پھر اصل ف یعنی باپ اور دادا ص اگرچہ اونچے ہو جاوین ف یعنی باپ کا باپ اور دادا
باپ اور دادا کا دادا اور دادا کا پردادا اور پردادا کا پردادا وقس علی ہذا ص پھر اصل قریب کے جز جیسے بھائی
ف کہ جز ہی اپنے باپ کا اور وہ قریب ہی ص پھر بیٹے بھائی کے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی بھتیجے کا بیٹا
اور بھتیجے کا پوتا اور بھتیجے کا پروتا اور بھتیجے کے بیٹے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر اصل بعید کے جز جیسے چچا ف کہ جز ہی
دادا کا اور وہ اصل بعید ہو ص پھر چچا کے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف جیسے چچا کا پوتا اور چچا کا پروتا اور چچا
کے بیٹے کا پروتا اور چچا کے پوتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر باپ کا چچا پھر اوسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین
ف یعنی باپ کے چچا کا پوتا اور باپ کے چچا کا پروتا اور باپ کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور باپ کے چچا کے پوتے کا
پروتا اور باپ کے چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر دادا کا چچا پھر اوسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف
یعنی دادا کے چچا کا پوتا اور دادا کے چچا کا پروتا اور دادا کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور دادا کے چچا کے پوتے کا پروتا اور دادا
کے چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص قریب بعد قریب کے ف یعنی جو قریب ہوگا انہین سے وہ مقدم ہوگا

مثلاً فروع مین بیٹا مقدم ہی پوتے پر اور پوتا پر پوتے پر اور پر پوتا پوتے کے پوتے پر اور اصول مین باپ مقدم ہی دادا پر
اور دادا پر دادا پر اور بھائیون مین بھائی مقدم ہی بھتیجے پر اور بھتیجا اوسکے بیٹے پر اور اوسکا بیٹا اوسکے پوتے پر اور چچا اون
چچا مقدم ہی اوسکے بیٹے پر اور بیٹا اوسکا پوتے پر اسی طرح پر قیاس کر لینا چاہیے ص پھر ترجیح ہوگی ساتھ قوت
قرابت کے یعنی عینی مقدم ہوگا علاتی پر ف تو بھائی حقیقی یعنی عینی مقدم ہوگا بھائی علاتی پر اور عینی کہتے ہین
حقیقی بھائی کو اور علاتی اوس بھائی کو کہتے ہین کہ اپنے باپ کا بیٹا ہو مگر اپنی مان سے نہو ص اور کافر کی ولایت
مسلمان کو نہین اور نہ مسلمان کی ولایت کافر کو اگرچہ کافر اوسکا عصبہ ہو ف دلیل دوسرے مسئلے کی اوپر گذری اور
دلیل اس بات کی کہ مسلمان کو ولایت کافر کی نہین یہ ہی کہ ولایت سبب ہی میراث کا اور مسلم کو میراث کافر کی نہ پہونچیگی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ وارث ہوگا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا روایت کیا اوسکو بخاری
مسلم اور اصحاب سنن نے اسامہ بن زید رضی سے اور یہی حدیث دلیل دونون مسئلون کی ہو سکتی ہی اور کافر کافر کی
ولایت کریگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ یعنی جو لوگ کافر ہوئے بعض اونکے
ولی ہین بعض کے اور اسمین فرق نہین کہ ایک نصرانی ہو اور دوسرا یہودی کیونکہ کفر ملت واحدہ ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ
لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى رواہ احمد والنسائی وابوداود وابن ماجہ والدارقطنی یعنی نہین وارث ہونگے دو
ملت والے متفرق کچھ ہمارے منافی نہین ہی اسواسطے کہ ملتین سے مراد اس جگہ کفر واسلام ہی ص پھر ان سبکے بعد
مان پھر صاحب رحم ف صاحب رحم وہ شخص ہی کہ نہ اوسکا کوئی حصہ کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع سے مقرر ہی اور نہ وہ
عصبہ ہی جیسے نواسے اور پوتیون کے بیٹے اور نانا اور پرنانا اور بھانجا اور ماموں وغیرہم ص قریب بعد قریب کے
ف یعنی جو قریب ہوگا اوسکو ترجیح ہوگی بعید پر مثلاً نواسا مقدم ہی نواسے کے بیٹے پر اور نانا نانا کے بیٹے پر اور
اسی طرح ص پھر مولی الموالات اور وہ وہ شخص ہی کہ دوسرے کے ساتھ عہد کیا ہی کہ اگر مجھسے جنایت ہو تو تو دیت دیگا اور
اگر مین مرون تو تو وارث ہوگا ف صورت اوسکی یہ ہی کہ ایک شخص مجہول النسب نے کہا دوسرے سے کہ جب مین مرونگا تو تو
میرا وارث ہوگا اور تو میری دیت دیگا جب مین جنایت کرونگا تو یہ کہنے والا اوسکا مولی الموالات ہوا تو اسکو اوس شخص کا
عقد پہونچتا ہی جب اوسکا اور کوئی قریب نہوگا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ولایت سبب ہی میراث کا اور مولی الموالات کو میراث
پہونچتی ہی ص پھر وہ قاضی کہ اوسکے مکتوب مین یہ لکھا گیا ہی کہ اوسکو ولایت تزویج کی ہی ف یعنی وہ مکتوب کہ اوسکو
بادشاہ سے ملا ہی وقت ملنے عہدہ قضا کے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ قاضی کو کچھ ولایت اصلی نہین بلکہ
بسبب اسکے کہ وہ نائب بادشاہ کا ہی تو جب نائب بادشاہ کو ولایت ہی تو بادشاہ کو بطریق اولی ہوگی اور ایسا ہی ہی بیچ مین
کہ وقت نہونے اولیا کے ولایت امام کو ہی اور دلیل لائے ہین اوسپر صاحب ہدایہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ یعنی بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اس حدیث کو احمد اور
ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رض سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی ہی اور دوسرے یہ کہ وقت مرنے
کے درصورت نہونے کسی وارث قریب کے مال بیت المال مین جاتا ہی تو حالت حیات مین بھی درصورت نہونے کسی

وارث قریب کے ولایت سلطان کو ہوگی ص اور جو ولی بعید ہی اوسکو درست ہی کہ جب ولی قریب غائب ہو تو نکاح کردیوے اور غائب سے مراد یہ ہی کہ اوسکی غیبت منقطعہ ہووے اور غیبت منقطعہ سے مراد اوتنی مدت ہی کہ کفو نکاح کرنے والا اوسکی اخبار کا انتظار نکرے ف یعنی جس شخص کا نکاح ہو رہا ہی وہ اوتنی مدت تک اوس ولی قریب کا انتظار نہ کرے مثلاً بھائی ایک عورت کا ایسے ملک مین ہی کہ وہان سے آدمی ایک مہینے مین آتا ہی اور بھتیجا اوس عورت کا موجود ہی تو جس شخص سے نکاح ہو رہا ہی اگر وہ ایک مہینے تک اوسکے آنے کا انتظار کرتا ہی تو یہ غیبت منقطعہ نہین ہی اب بدون اوس بھائی کے آئے ہوئے نکاح نکرینگے اور اگر وہ انتظار نہین کرتا تو غیبت منقطعہ ہی بھتیجے کو اوسکا نکاح کردینا درست ہی ص اور بعضون کے نزدیک غیبت منقطعہ یہ ہی کہ مدت سفر کی راہ ہووے ف یعنی تین دن اور تین رات کی جیساکہ بیان اسکا کتاب الصلوٰۃ مین گذرا جامع الرموز مین ہی کہ یہی صحیح ہی ص اور یہی اختیار ہی بعض متاخرین کا اور اسی پر فتویٰ ہی اگر ایک عورت مجنونہ ہی اور اوسکے باپ اور بیٹے دونون ہین تو ولی اوسکے نکاح مین بیٹا ہوگا اسواسطے کہ اوپر گذرا کہ بیٹا مقدم ہی باپ پر ولایت مین ف اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کے نزدیک باپ ہی کیونکہ باپ کو اپنی دختر پر زیادہ شفقت ہوگی ص

فصل کفو کے بیان مین

اور معتبر ہی کفاءت نکاح مین اہل عرب کی از روے نسب کے ف کفاءت کے معنی لغت مین برابری کے ہین اور کفاءت شرعی کہتے ہین برابر ہونے کو مرد کے ساتھ عورت کے اون باتون مین جن کا بیان آگے آتا ہی ص سو قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا اونکے عرب ہین وہ کفو ہین ایک دوسرے کے ف کفاءت نکاح مین معتبر ہی کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَا لَا یُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِیَاءُ وَلَا یُزَوَّجْنَ اِلَّا مِنَ الْاَکْفَاءِ وَلَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رواہ الدارقطنی والبیہقی عن جابر یعنی نہ نکاح کرین عورتون کا مگر ولی اور نہ نکاح کی جاوین مگر اون مردون سے جو کفو ہین اور نہین مہر کم ہی دس درم سے اور دوسرے یہ کہ عورت فراش ہی مرد کی اور عمدہ فراش خسیس کو لائق نہین برخلاف مرد کے کہ وہ صاحب فراش ہی تو اگر فراش برا ہوا اور صاحب فراش عمدہ ہوا تو کچھ مضائقہ نہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اختیار کرلو تم اپنے نطفون کے واسطے اور نکاح کرو تم اون عورتون سے جو کفو ہین تمھارے اور نکاح کردو عورتون کا بھی اون لوگون سے جو اونکے کفو ہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور قریش ایک دوسرے کے کفو ہین اور اونمین پھر اعتبار نقصان وفضل کا نہین کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش بعض بعض کے کفو ہین ہر بطن دوسرے بطن کا اور عرب بعض اونکے کفو ہین بعض کے ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ہر مرد دوسرے مرد کا اور موالی کہتے ہین اونکو جو لوگ سوا عرب کے ہین اور اونکا نام موالی اسواسطے ہوا کہ وہ مددگار ہین عرب کے اور مولی کے معنی مددگار کے بھی آئے ہین اور اسکا بیان آتا ہی اور روایت کیا حاکم نے ابن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْعَرَبُ بَعْضُهُمْ اَکْفَاءٌ بِبَعْضٍ قَبِیْلَةٌ بِقَبِیْلَةٍ وَالْمَوَالِیْ بَعْضُهُمْ اَکْفَاءٌ لِبَعْضٍ رَجُلٌ بِرَجُلٍ اِلَّا حَائِکًا اَوْ حَجَّامًا

یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہا
اور حجام اور اوسکی اسناد مین ایک راوی ہی کہ اوسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اوسکو ابو حاتم نے کہا شیخ ابن حجر نے
اوسکا ایک شاہد ہی بزار نے روایت کیا اوسکو معاذ بن جبل سے اور سند اوسکی منقطع ہی اور ایسا ہی کہا زیلعی نے
تخریج ہدایہ مین اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کفو ہین
ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولی مولی کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے
علل متناہیہ مین اور اسناد مین اوسکی بقیۃ مدلس ہی اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہی اوسمین اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے
اور وہ بھی ضعیف ہی اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیون کا حضرت عثمانؓ سے اور وہ اموی تھے اور
حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے ص اور قریش وہ ہی جو نضر بن کنانہ کی اولاد مین ہی
اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگون کی اولاد مین ہی وہ قریش نہین اور کفارت عرب مین اسواسطے خاص ہوئی کہ عجم کے
لوگون نے اپنے نسب ضائع کر دیے ف یعنی اپنے غیر قبیلے مین شادیان کر کے ص اور اہل عجم مین کفارت باعتبار
اسلام کے ہی تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اوس عورت کا جسکے باپ اور دادا اور پردادا اور غیرہ بھی
مسلمان تھے ف حاصل یہ ہی کہ اسلام مین نسب تمام ہوتا ہی ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان
تھے وہ کفو ہی اوس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے ص اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہی وہ کفو
نہین اوسکا جسکا باپ مسلمان ہی اور جو شخص کہ اوسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہین اوسکا جسکے باپ اور دادا بھی
مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہین اوس عورت کا جو اصل سے
آزاد ہی اور اسی طرح جس شخص کا باپ غلام معتق ف یعنی آزاد ص تھا کفو نہین جسکے باپ اور دادا دونون آزاد تھے
اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہین اوس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہی ف نیکبخت شخص کی قید
اسواسطے لگائی کہ اکثر نیکبختون کی بیٹیان بھی نیکبخت ہوتی ہین اور اگر نیکبخت نہون فاسق ہون تو فاسق اونکا کفو ہی
ص اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہین کرتا ہی اور یہی مختار ہی شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشائخ کے
نزدیک اگرچہ وہ فاسق فسق کے کامون کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو
شخص عاجز ہی مہر معجل سے ف مہر معجل اوس مہر کو کہتے ہین جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور موجل جو بعد نکاح کے ہووے
ص اور نفقے سے تو وہ کفو نہین اوس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اوس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص
کہ قادر ہی مہر معجل اور نفقے پر تو وہ کفو ہی اوس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہی کیونکہ مال فنا ہونے والا ہی تو جو مال
قدر واجب سے زائد ہی اوسکا اعتبار نہین ف اور نفقے کا بیان آگے آویگا ص اور باعتبار پیشے کے تو جولاہا
اور حجام اور بھنگی اور چمار کفو نہین ہی عطار اور بزاز اور صراف کا ف اور یہی مذہب صاحبین کا ہی اور امام ابو حنیفہ
سے دو روایتین ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسمین ہتک ہی عزت کا اور شرم کا ص اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم پر مہر مثل سے
ف یعنی اپنے مہر سے جیسے مانند اوسکے عورتین پاتی ہین ص تو ولی کو تعرض پہنچتا ہی یہان تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہو جاوے

فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین

نکاح فضولی موقوف ہی اوپر اجازت اوس شخص کے جسطرف سے وہ فضولی ہی یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا بے اذن اوسکے نکاح کردیا نکاح جائز ہی اور موقوف رہیگا اونکی اجازت پر **ف** اگر اجازت دینگے تو نکاح صحیح ہوجاویگا ورنہ نہ اور جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع مین اصیل کہلاتا ہی اور جو کسی دوسرے کا نکاح کراوے پس اگر اوسکے اذن سے نکاح کراتا ہی تو وہ وکیل کہلاتا ہی اور اگر بغیر اذن کے نکاح کراتا ہی پس اگر اون دونون مین وہ قرابت ہی جو کہ ولایت نکاح مین معتبر ہی تو وہ ولی کہلاتا ہی ورنہ وہ فضولی ہی **ص** اور اسی طرح اگر مرد اور عورت دونون کا دو فضولیون نے نکاح کردیا بغیر اونکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا اونکے اذن پر **ف** تو اگر دونون نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہی اور اگر دونون یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہی **ص** اور مالک ہوجاتا ہی ایک شخص جو فضولی نہو کسیکی طرف سے دونون جانب نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا اور اون دونون کی زبان سے کہنے کی حاجت نہین رہتی تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کی طرف سے اور کہا اوسنے کہ نکاح کردیا مینے اوس عورت کا اوس مرد سے کافی ہی **ف** یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہین کہ قبول کیا مینے **ص** اور اسکی کئی صورتین ہین اول یہ کہ اصیل اور ولی دونون ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ **ف** تو چچا کا بیٹا اصیل بھی ہی یعنی اپنا نکاح کررہا ہی اور ولی بھی ہی اپنے چچا کی بیٹی کا **ص** دوسرے یہ کہ اصیل اور وکیل دونون ہو جیسا کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اوس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرے تیسرے یہ کہ دونون طرف سے ولی ہووے **ف** جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے **ص** چوتھے یہ کہ دونون طرف سے وکیل ہووے **ف** جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے اور کوئی مرد بھی اوسیکو اپنے نکاح کیواسطے وکیل کرے **ص** پانچوین یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے وکیل ہو **ف** جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اوسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ تھی اوس شخص سے نکاح کردیا **ص** اور جائز نہین کہ ایک شخص مالک ہوجاوے دونون طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب و قبول کا اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل اور فضولی ہو **ف** جیسا کہ کہے نکاح کیا مینے فلانی عورت سے گواہ رہو تم اور اوس عورت کو خبر پونہچی اور اوسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہی **ص** یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے **ف** مثلا یون کہے کہ نکاح کیا مینے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اوس فلانے کو خبر پونہچی اور اوسنے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی **ص** یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو **ف** مثلا زید نے وکیل کیا عمرو کو کہ میرا نکاح کردے اور اوسنے گواہون کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کردیا مینے زید کا فلانی عورت سے اور جب اوس عورت کو خبر پونہچی تو اوسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہی **ص** یا دونون طرف سے فضولی ہو **ف** مثلا یون کہے کہ نکاح کردیا مینے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہون کے سامنے اور وہ دونون شخص غائب ہین اور پھر اون دونون نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی **ص** اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا

کہ تو میرا نکاح کر دے کسی عورت سے اور اوسنے اوسکا نکاح کر دیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہوا **ف** کیونکہ اوسنے مطلق عورت کہا تھا حرہ کی قید نہین لگائی تھی **ص** اور باپ کو اور دادا کو وقت نہونے باپ کے درست ہی نکاح کر دینا اپنے ولد نابالغ کا لڑکی ہو یا لڑکا ساتھہ غبن فاحش کے مہر مین **ف** یعنی اوسکا مہر مثل مثلا ہزار درہم ہی اور باپ اور دادا نے نکاح کر دیا اوسکا پانسو روپیہ پر **ص** اور غیر کفو سے تو اب اون دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر سوا ماں باپ کے اور کسینے نکاح کیا ہی تو اونکو پہونچتا ہی کہ بعد بلوغ کے فسخ کرین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کسی کو کہ میرے واسطے ایک عورت نکاح مین لا دے اور اوسنے نکاح کیا اوسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون عقد جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھہ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہی اور دوسرا نادرست ہی

باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعی رح کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہی وہ صالح مہر کی ہی برابر ہی کہ قیمت اوسکی دس درم ہون یا زیادہ یا کم **ف** کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین ہی مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے کہا ابن الجوزی نے روایت کیا ہمنے اس حدیث کو کتنے طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہی کہا احمد بن حنبل نے مبشر کچہہ نہین احادیث اوسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہی حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا ہی موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہی کہ قوی کرتا ہی اسکو وہ جو روایت کیا گیا ہی حضرت علی رض سے موقوفا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھہ کم مین دس درہم سے اور نہوگا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمد نے موطا مین کہ پہونچا ہمکو یہ حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو اپنے اسناد سے شرح مین اوسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حدیث علی مین داود ازدی ہی روایت کی اوسنے شعبی سے اوسنے حضرت علی رض سے کہا یحیی بن معین نے داود حدیث اوسکی کچہہ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہی حضرت علی رض سے اور بعض طریقون مین اوسکے غیاث بن ابراہیم ہی کہا احمد اور بخاری اور دارقطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہی اور کہا یحیی نے کذاب ہی اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہی احادیث کو اور روایت کیا بیہقی نے حضرت علی رض سے کہ کہا انہون نے اقل درجہ اوسکا کہ حلال ہو جاوے اوس سے عورت دس درہم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن عبدالبر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہی کہ جب بہت طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہی باوجود اسکے کہ مؤید ہون اوسکے آثار صحابہ اور تابعین اور امام مالک کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہی حضرت علی رض سے لیکن اسناد مین اوسکی حسن بن دینار متروک ہی اور کذاب کہا اوسکو ابو حاتم نے اور امام شافعی کی دلیلین بہت ہین صحاح مین مذکور ہین اونمین سے ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کر تو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا اونکا بدلے

تعلیم قرآن کے اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جیسا کہ روایت کیا سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
عورت کا اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہوگا پھر یہ مہر کسیکے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوط مین ہی
ص اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے ف اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے
کم مین لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اوسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہین ص اور اگر دس درہم
معین کیے یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا اوتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے
ف یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو مین سے مرگیا تو جتنا مہر معین ہی وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود رض نے اوس شخص
مین کہ نکاح کیا اوسنے ایک عورت سے اور وہ مرگیا بغیر وطی کے اور اوسکا مہر نہین معین کیا کہ اوسکو مہر ہی کامل اور عورت پر
عدت ہی اور اوسکو میراث بھی ہی کہا معقل بن سنان نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا بروع بیٹی
واشق مین روایت کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور روایت کیا امام مالک نے موطا مین عبد اللہ بن عمر سے کہ نہین ہی مہر
واسطے اوسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہی معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر معین
نہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا ص اور اگر طلاق دیدیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کی
تو نصف مہر لازم آتا ہی ف کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ
لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ یعنی اگر طلاق دو تم عورتون کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اونسے یعنی
جماع کرو اور تم مقرر کر چکے تھے اونکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہی تمپر نصف اوسکا جو مقرر کیا تھا تمنے ص اور صحیح ہی
نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے ف اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہی اور اثر ابن مسعود کا ص اور اگر
نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہی یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سور کے یا ایک سرکے کے مٹکے سے اور اوس طرف
اشارہ کیا اور وہ شراب نکلا یا ایک غلام سے اور اوسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے اور ایک جانور کے
بدلے اور اونکی صفت بیان نہ کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اوسکی ایک سال خدمت کرے یا کسیکی
بیٹی یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اوس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح صحیح ہوا
اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے ف لیکن اول صورت مین اسواسطے کہ نکاح نام ہی
اوس عقد کا جس سے اتصال اور انضمام ہو تو وہ فقط جورو خاوند سے درست ہوجاویگا اور اسکی شرط ساقط ہوجاویگی
اور دوسری اور تیسری صورت مین اسواسطے کہ شراب اور سور ہمارے نزدیک مال نہین ہی تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا
بغیر ذکر مہر کے اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلا
اور شراب اور جو شخص آزاد ہووے مال نہین ہی اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہی تو
نزاع پڑیگا تب مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہی کیونکہ اوسپر اجرت لینا
جائز نہین جیسا کہ آگے آتا ہی اور آٹھوین صورت مین اسلیے کہ خاوند مالک ہی زوجہ کا اور خدمت مقتضی ہی مملوکیت کی

اور اون دونون مین تناقض ہی تو مہر لازم آویگا اور لیکن تیسرین صورت مین تو دونون عقد جائز ہین لیکن اوسنے مہر کو وہ بنایا
جو صلاحیت مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب یا سور کو مہر کر دیا اور یہ نکاح شغار کہلاتا ہی اور منع کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روایت کیا عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نکاح شغار سے اور شغار یہ ہی کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس بات پر کہ وہ بھی اوس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے
اور کچھ مہر مقرر نہو اخراج کیا اسکا بخاری مسلم نے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہی اور یہ
اختلاف مبنی ہی اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہی یا نہین تو جن لوگون کے نزدیک جائز ہی اونکے نزدیک اسکو مہر
مقرر کرنا درست ہی اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اونکے نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین اور
امام شافعی اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح کر دیا تھا آپ نے اونکا ایک سورت پر قرآن سے
اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے اور جواب اسکا یہی ہی جو روایت کیا سعید بن منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روایت کیا ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا
ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اب کسیکے واسطے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین جائز ہی یہ کسیکو بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہی جو روایت کیا احمد اور ابو داود نے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا اونکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب لی تھی انھون نے ایک کمان اصحاب صُفّہ سے اس بات پر کہ اونکو قرآن سکھایا تھا کہ اگر خوش آتے تجکو
فائدہ کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اوسکو اور اوسکی اسناد مین مغیرہ ضعیف ہی اور روایت کیا ابن الجوزی نے ابی بن کعب
سے کہ سکھایا مینے ایک شخص کو قرآن اور اوسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مینے یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے اگر لیگا تو اوسکو لیویگا ایک کمان آگ کی اور روایت کیا طبرانی نے عبد الرحمن بن سہل انصاری
سے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اوسمین اور نہ باز رہو اوس سے
اور نہ کھاؤ اوسکے بدلے اور نہ غرور کرو اوس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے موذن کو جو نہ لیوے
اذان پر بدلہ روایت کیا اوسکو احمد نے مطرف بن عبد اللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ
أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ الآیہ یعنی حلال کی گئین سوا اونکے تمہارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اونکو اپنے مالون سے
یعنی نکاح کر لو یا خرید لو اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہی کہ حکم کیا عبد اللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اوس عورت مین
کہ خاوند اوسکا مر گیا ہو اور اوسکا مہر مقرر نہوا ہو اور شہادت معقل بن سنان کی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع
بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اوسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ایک جماعت اہل حدیث
نے ص اور موت سے مراد یہ ہی کہ کوئی خاوند یا بیوی سے مر جاوے اور اگر ان صورتون مین طلاق دے دیا مثل
خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آویگا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ
تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ

یعنی نہین گناہ ہی تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک نہ جماع کرو اونسے یا نہ قصد کرو کوئی حصہ اونکے واسطے اور متعہ دو اونکو غنی پر ہی اوسکی مقدار اور مفلس پر ہی اوسکے لائق ص اس مقدار کا کہ زائد نہو نصف مہر مثل پر اور کم نہو پانچ درہم سے ف اور یہی قول ہی کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک مستحب ہی اور آیت کلام اللہ کی اونپر حجت ہی ص اور وہ تین کپڑے ہین پیراہن اور خمار ف یعنی اوڑھنی جس سے وہ اپنا سر چھپاوے ص اور چادر ف جس سے تمام بدن چھپاوے ص اور صحیح یہ ہی کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور نزدیک کرخی کے عورت کا حال معتبر ہی ف یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اوسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا ہی کیونکہ دینے والا خاوند ہی تو اوسکی استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقہ کے باب مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ اندازہ مروی ہی حضرت عائشہ اور ابن عباس اور سعید بن المسیب اور عطا اور شعبی سے ص اور اگر نکاح کیا غلام نے اس شرط پر کہ خدمت کرے بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی عوض مال کے ہوتی ہی ص اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اوس عورت سے جسنے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے یا اس بات پر کہ اوسکو مہر نہین ف خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اوسنے اپنے تئین آپ خاوند کو تفویض کیا ہو یا مفوضہ ہو یعنی ولی نے اوسکو خاوند کے سپرد کیا ہو ص اور پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہوگئے تو بعد وطی کے یا موت کے یہی مقدار لازم آویگا اور اگر طلاق دیدیا اوسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک نصف اس مقدار کا ف یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہوگئے ہین ص لازم آویگا ف اور دلیل ہماری وہی آیت ہی ص اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھا دیا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر طلاق دیدیا قبل وطی کے زیادتی ساقط ہو جاویگی ف اسواسطے کہ زیادتی اوسنے بسبب اشتیاق وطی کے کی تھی تو جب مقصود فوت ہوا یہ زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اوسکے دس درہم ٹھہرے اور پانچ درہم اسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اوسکو قبل وطی کے طلاق دے دیا تو پانچ درہم لازم آوینگے نہ ساڑھے سات ص عورت کو جائز ہی کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کردے ف کیونکہ مہر حق عورت کا ہی اور حقدار کو پہونچتا ہی کہ حق اپنا ساقط کردے ص یا اوس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے ف مثلا اسی صورت مین پانچ درہم چھوڑ دے ص اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی کے جیسے حیض اور نفاس کہ طبیعت مکروہ جانتی ہی جماع کرنے کو حالت حیض اور نفاس مین اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود ہی ف اور وہ قول اللہ تعالی کا ہی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ یعنی جدا ہو عورتون سے حیض مین اور نہ قریب ہو اونسے یہان تک کہ پاک ہو جاوین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص جماع کرے حائض سے یا کسی عورت سے اوسکی دبر مین یا کسی کاہن سے خبر پوچھکے اوسکی تصدیق کی تو اوسنے انکار کیا اوس چیز کا

جو نازل ہو محمد پر اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے ص ثابت کر دیتی ہی مہر کو ف
اور اسی کا نام خلوت صحیحہ ہی اور امام شافعی کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہین ہوتا ہی اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی
اوپر اس بات کے کہ خلوت موجب ہی مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمر اور علی اور
زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کیا دارقطنی نے محمد
بن عبدالرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی
اوس سے تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد مین اوسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے
لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا اوس سے علماء نے اور بھی روایت کیا اوس سے اصحاب سنن نے اور بھی
اخراج کیا اوسکا ابوداؤد نے مراسیل مین ابن ثوبان سے اور رجال اوسکے ثقہ ہین اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی
اور روایت کیا بیہقی نے عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ اون دونون نے فرمایا کہ جب بند ہو جاوے دروازہ اور
چھوٹ جاوے پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اوسپر عدت ہی اور اسناد اسکا منقطع ہی اور موطا مین ہی مالك عن
یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰی فِی الْمَرْأَۃِ اِذَا تَزَوَّجَھَا الرَّجُلُ اَنَّہٗ اِذَا
اُرْخِیَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْہِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت
کیا عبدالرزاق نے مصنف مین ابوہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے موطا مین انا مالك
انا ابن شہاب عن زید بن ثابت قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِہٖ وَاُرْخِیَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ
قال وبھذا ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا یعنی کہا زید بن ثابتؓ نے کہ جب جاوے مرد
عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا
آپ نے جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کیا
ابو عبید نے کتاب النکاح مین زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا انھون نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے
کہ جسوقت بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعی کے مذہب کے
موافق بھی روایت ہی ابن مسعود اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہین اور روایت کیا بیہقی نے شعبی سے انھون نے ابن مسعود سے
کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اوس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہین سنا ابن مسعود
سے اور روایت کیا شافعی نے ابن عباس سے مثل اوسکے اور اسناد اوسکا ضعیف ہی اور اخراج کیا اوسکا ابن ابی شیبہ اور
بیہقی نے بھی اور طریق سے لیکن صحیح روایتین صحابہ سے ہمارے مذہب پر ہین ص اور مراد خلوت سے یہ ہی کہ خاوند اور
عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہو جاوین کہ وہان کوئی عاقل نہو اور بغیر اونکے اذن کے اونپر کوئی مطلع نہو سکے یا بسبب
اندھیرے اور تاریکی کے کوئی اونپر مطلع نہو سکے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ خاوند مجبوب یا عنین
یا خصی ہووے ف مجبوب اوس مرد کو کہتے ہین کہ جسکے آلت اور خصیتین کٹے ہون اور عنین وہ جو عورت پر قدرت
نرکھتا ہووے اور خصی وہ جسکے خصیے نکال لیے ہون ص یا روزہ دار ہو قضا کا اصح مذہب مین اور ایک روایت مین

نہ کا اور اگر روزہ دار ہی رمضان کا یا احرام ہی یا عورت حائضہ ہی یا نفاس سے ہی یا بیمار ہی کوئی اون دونون مین سے تو خلوت ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزے کے ہی تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہوجاویگی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہی ف دلیل اوسکی وہی ہی جو مروی ہوا حضرت عمر اور علی سے سابقا اخرجہ البیہقی ص اون سب صورتون مین برابر ہی کہ مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ یا نہو احتیاطا اور واجب ہی متعہ اوس عورت کو کہ اوسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اوسکا معین نہو ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور مستحب ہی سوا اوسکے اور عورتون کو مگر جس عورت سے ٹھہر گیا ہو اور اوسکو طلاق دے قبل وطی کے جاننا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم پر ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اوس سے وطی نہ کی ہو اور نہ اوسکا مہر معین ہو تو اوسکے واسطے متعہ واجب ہی اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی نہ کی جاوے اور اوسکا مہر معین کردیا ہووے اور اس عورت کو متعہ مستحب نہین ف اور صحیح یہ ہی کہ مستحب ہی ص تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر معین نہین چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر بھی معین ہوا ہووے تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہی تو حاصل یہ ہی کہ جسوقت عورت کے وطی کی تو متعہ اوسکو مستحب ہوگا برابر ہی کہ مہر اوسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین کی تو جس صورت مین مہر معین ہی نصف مہر دے اور متعہ مستحب نہین اور اگر نہین معین ہی تو متعہ واجب ہی اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اوسکو اپنے قبضے مین کیا اور پھر وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخش دیے اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے تو وہ مرد پانسو روپے اوس سے اور لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض کرلیا تھا اور مرد پر واجب نصف ہوا تو نصف پھیر دیوے گی اور وہ جو عورت نے خاوند کو ہبہ کردیا تھا مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپے عقود مین ف مثل بیع اور شرا اور نکاح کے ص متعین نہین ہوتے ف یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کردیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوئے تھے لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین ص اور اسی طرح فسوخ مین ف یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور بیان اسکا آگے آویگا ص اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اون روپون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا ف مثلا پانچ سو روپے کا ہزار کی صورت مین ص اور پھر عورت نے ہبہ کردیا خاوند کو کل مہر ف دونون صورت مین مگر اول صورت مین ہبہ مین عورت کو کچھ پھیرنا نہ پڑیگا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہی اور دوسری صورت مین ہبہ کل مہر کا اس طور پر ہوگا کہ اوس نصف کو جو لیا ہی پھیرے ص یا باقی کو ف دوسری صورت مین ص اور طلاق دیا اوسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسواسطے کہ اب عورت کے پاس کچھ خاوند کا حق باقی نہین اور اگر مہر کچھ اسباب ہی ف جیسے غلام گھر کپڑا وغیرہ ص اور عورت نے اوسکو قبض کیا یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کردیا تو اب عورت پر دونون صورتون مین ف یعنی قبض کی صورت مین اور عدم قبض کی صورت مین ص کچھ لازم نہ آویگا اسواسطے کہ جب قبض نہین کیا ہی تو تو ظاہر ہی ف یعنی جیسا روپون مین جب قبض نکرے تو کچھ لازم نہین آتا تھا اسی طرح اسباب مین ہوگا ص اور جب قبض کیا ہی تب بھی کچھ لازم نہین آویگا کیونکہ اسباب متعین ہوا اور اوسی کو

عورت نے خاوند کو بخش دیا **ف** یعنی جو مرد نے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخش دیا تو اب عورت پر کچھ نہین پھرتا اور روپیون مین یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دیے تھے **ص** اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اوسکو شہر سے نہ لیجاویگا یا اوسپر دوسری عورت نکریگا یا شرط کی یہ ایک بات کی کہ اگر شہر سے نہ لیجاوے تو مہر ہزار درم ہین اور اگر لیجاوے تو دو ہزار درم اور پھر عہد اپنا پورا کیا یعنی اوسکو شہر سے نہ نکالا اور اوسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسی طرح تیسری صورت مین بھی اوسکو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درم اور آوینگے تو اگر اول صورت مین اوسکو شہر سے نکالا یا دوسری صورت مین کسی عورت سے نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقاً اور اگر تیسری صورت مین اوسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی اگر مہر مثل اوسکا ایک ہزار سے کم ہی تو ہزار دیے جاوینگے اور اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اوسکا دو ہزار سے زائد ہی تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہوگا **ف** اور اگر مہر مثل اوسکا ہزار سے زائد ہی لیکن دو ہزار سے کم ہی یا دو ہزار ہی تو جتنا ہی اوتنا دینا پڑیگا **ص** اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے نزدیک دونون صورت مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ ہی کہ دو غلامون مین سے کسیکو معین کیا اور کہا کہ اس غلام پر یا اس غلام پر **ص** اور اونمین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا تو اگر مہر مثل اوسکا کم قیمت سے بھی کم ہی تو اوسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہی تو اوسکو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل دونون کے درمیان مین ہی **ف** مثلاً کم قیمت غلام کی قیمت سو روپے تھے اور بھاری قیمت کے دو سو اور اوسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہی **ص** تو مہر مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت مین ڈیڑھ سو روپے دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اوسکو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دیدیا اوسکو قبل خلوت کے تو سب صورتون مین اوسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعاً **ف** اور اس صورت مین پچاس روپے اوسکو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا بدلے مین دو غلامون کے اور ایک اونمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہی اگر قیمت اوسکی دس درہم ہون **ف** یا زیادہ ہون اور اگر دس درہم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس پورے کر دیوے **ص** اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہووے اور پھر اوسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح مین گھوڑا یا کپڑا ابرایت کا **ف** ابرات نام شہر کا ہی اور یہ قید اسواسطے لگائی ہی کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** مہر مقرر کیا برابر ہی کہ اوسکے اندر بھی صفت بیان کیے ہون یا نہ کیے ہون یا ایسی مکیل کو **ف** مکیل اوسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین ناپ کے بکتی ہین جیسے گیہون ملک عرب مین **ص** یا موزون کو یعنی جو چیز وزن ہو کے فروخت ہوتی ہی مہر باندھا اور اوسکی جنس بیان کر دی **ف** یعنی یہ کہہ دیا کہ گیہون یا جو یا چنا یا جوار **ص** اور اوسکا وصف بیان نہین کیا **ف** کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے **ص** تو ان سب صورتون مین جو چیز مقرر کی ہی وہ لازم آویگی میانہ درجے کی یا قیمت اوسکی **ف** مثلاً گھوڑے کو مہر کیا

اور اوسکی صفت بیان نہین کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلی اور نہ بہت خسیس دیوے یا قیمت اوسکی دے دیوے
ص اور اگر مکیل اور موزون مین صفت بھی بیان کردی تو جو مقرر کیا ہی وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد مین بغیر وطی کے
کچھ واجب نہین ہوتا اگرچہ خلوت کی ہو اوسکے ساتھہ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہووے مہر معین سے
اور اگر زیادہ ہی تو مہر معین لازم آویگا اور اوس عورت کے ولد کا نسب اوس مرد سے ثابت ہوجاویگا اگر وقت دخول سے
وضع حمل تک چھہ مہینے گذرے ہون امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور اگر اس سے کم گذرے ہون تو نسب
ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھہ مہینے ہین اور اسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابوحنیفہ
اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح مین ف تو اگر نکاح کے وقت
سے وضع حمل تک چھہ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہوجاویگا ورنہ نہین اور ہدایہ مین امام محمد کے قول کو اختیار
کیا ہی اور وہی صحیح ہی اور موافق قیاس کے ہی ص اور مہر مثل عورت کا اوسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا
ف جیسے بہنین اور پھوپھیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور چچا کی بیٹیان کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود نے
واسطے عورت کے مہر مثل اوسکی عورتون کا ہی یعنی جو عورتین مثل اوسکے ہین اونکا مہر دلایا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی
نے اور مقصود اس سے باپ کے اقارب ہین کذا فی فتح القدیر ص اور مہر مثل مین معتبر ہی کہ دونون عورتین سن مین اور
حسن مین اور مال مین اور عقل مین اور دین مین اور شہر مین اور زمانے مین اور بکارت مین اور شیابت مین برابر ہون تو اگر باپ
کی قوم سے کوئی ان صفتون کے ساتھہ نہ ملا تو اور عورتین جو غیر ہین اونسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل ماں کے
اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اوسکے باپ کی قوم سے ہون جیسے اوسکے باپ کے چچا کی بیٹیان ہون اور اگر ولی
ضامن ہوجاوے خاوند کی طرف سے مہر کا تو درست ہی اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہی کہ چاہے مہر اپنا
ولی سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کردیا تو صحیح ہی اور ولی خاوند سے پھر لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن
ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہین ہوا تھا تو خاوند سے پھر نہ لیگا اور بیع مین یہ حکم نہین تو اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کا
مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا ف اور وجہ اسکی اصل کتاب مین مذکور ہی ص اور عورت کو پہنچتا ہی
کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اوس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اوسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند اوسکو اپنے ساتھہ
سفر مین لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر معجل مین سے بالفعل دیا جاتا ہی اوس عورت کے مہر مثل سے
موافق دستور کے نہ لیوے اور دونون صورتون مین خاوند پر نفقہ واجب رہیگا ف کیونکہ عورت اپنا حق طلب کرتی ہی اور
کچھ ظلم نہین کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اوس سے پیشتر وطی یا خلوت کرچکا ہی تو
بعد اوسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہین رہیگا اور یہی درست ہی عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے
سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست نہین ف
کہ بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل نہین ہی اور موجل
مین سے بھی کچھ بالفعل دینے کا دستور نہین بلکہ کل موجل ہی تو عورت کو منع نہین پہنچتا ہی اور جب موجل مین بعض دینے کا

مہر مجہول کی بیان سے نکاح صحیح ہوا ہو دوسری بین سے اور ایک بین طلاق بائن کی عدت مین ہووے یا بائن کی عدت مین ہو یا عورت سے وطی کی ہو ان مین مہر ف

دستور ہی تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے ف بلکہ جتنا دستور ہی بالفعل دینے کا اوتنے کیواسطے منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا ص اور اگر خاوند نے اسقدر مہر ف یعنی مہر معجل یا مؤجل مین سے جتنے دینے کا دستور ہی ف ادا کر دیا تو پھر اوسکو پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے ظاہر روایت مین ف کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ یعنی رکھو اونکو جہان تم رہو ص اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہین پہونچتا اور اوسی پر فتوی دیا ہی فقیہ ابو اللیث نے ف اور اسی طرف مائل ہوئین ہین بہت سے مشائخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتوی دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر پہونچتا ہی ص اور درست ہی کہ اوسکو لیجاوے ایسی جگہہ پر کہ اوسکے مسکن سے وہان تک مدت سفر کی نہووے ف یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے ص اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین سو ایک نے کہا کہ مہر معین نہین ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہین ہوا ہی اوسکو قسم دلاوینگے اگر وہ قسم نہ کھاوے تو دوسرے کا قول معتبر ہو جاویگا ف یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا ص اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ مذہب صاحبین کا ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دیوینگے تو مہر مثل واجب ہوگا ف جس صورت مین وہ گواہ قائم نکرے ص اور اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین ف مثلا خاوند نے کہا سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دو سو درہم ص تو جو گواہ قائم کرے اوسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہین قائم کیا تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت کے دعوے سے زیادہ ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل برابر [illegible] سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل موافق عورت کے ہی تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ شروع ہین واسطے اثبات اون امور کے جو خلاف ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے اپنی اصل پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم اوس شخص پر ہی جو انکار کرے ف اخراج کیا اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور معانی اس حدیث کے صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اونکا مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور اصل نکاح مین یہ ہی کہ مہر مثل سے ہو تو جو شخص دعوی کریگا خلاف اسکے تو گواہ اوسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان مین خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو ف مثلا عورت نے دو سو روپے کا دعوی کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے اور مہر مثل ڈیڑھ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہ ہی کہ مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اوس سے کم بھی نہو اور عورت کے دعوے کے برابر اور اوس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت مین ہی ص تو جو گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کھاوے تو اوسکا قول معتبر ہوگا اور جو دونون نے

قسم کھائی تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب ہین کہ نکاح قائم ہو اور اختلاف واقع ہو مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دے دیا عورت کو قبل وطی کے ف اور اگر طلاق دیا بعد وطی کے تو اوسکی صورت بعینہ وہی ہی جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا ص بعد اوسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو جو گواہ لاویگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوے اور متعہ مثل ف یعنی جو اوسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہی ص موافق مرد کے ہو تو عورتون کے گواہون کا اعتبار ہوگا اور اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہی تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور اگر متعہ مثل درمیان مین دعوے زوج اور زوجہ کے ہی ف یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے زیادہ ص تو جو شخص گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوئے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاجائیگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا ف اور ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا نکلا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق قبل وطی کے ہی تو برابری اور کمی زیادتی نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی ص اگر زوج مرگیا یا زوجہ مرگئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا تو حکم اوسکا بعینہ ایسا ہی ہی جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مرگئے اور مہر عورت کا معین ہوگیا تھا اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اس بات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہی ف کیونکہ مہر مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہوگیا تھا اور دین ہوگیا تھا تو مرنے سے ساقط نہوگا ص اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز بھیجی بعد اوسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ حلف کے معتبر ہوگا ف اسواسطے کہ خاوند تملیک کرنیوالا اوس چیز کی زوجہ کو اور مالک کرنے والا پہچانتا ہی جہت تملیک کو اور ظاہر ہی کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر واجب ہی اور غالب یہی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہی ص مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اوسکو جمع کر کے رکھتے نہون جیسے روٹی اور جو کھانے والے کیواسطے طیار ہووے ف مثل گوشت وغیرہ کے ص برخلاف گیہون کے ف اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر بادام مصری وغیرہ مین

فصل نکاح ذمی کے بیان مین

اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین بدلے مین مردے کے یا بغیر مہر کے اور یہ اوسکے دین مین جائز ہو وسے اور پھر جورو سے وطی کی یا طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے یا مرگیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند نہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف اعتقاد رکھتے ہین مثلاً سور اور شراب کا بیچنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ اونکو ترک کردین اور اونکے مسائل سے متعرض نہون برخلاف زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہی اور سود اونکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر جو شخص سود لیوے تو اوسکے ہمارے درمیان مین عہد نہین ہی کہا زیلعی نے اس لفظ سے غریب ہی اور روایت ہی شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاری تھے کہ جسنے تم مین سے بیع کی سود سے تو نہین ہی ذمہ اوسکے لیے اور روایت کیا ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور اوسمین ہی کہ جس شخص نے کھایا اونین سے

سود تو زمرہ سیر ابری ہی ہو اوس سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ تو اس سے معلوم ہوا
کہ ربوا اونکے نزدیک بھی حرام ہی ص اور اگر نکاح کیا اونھون نے شراب معین یا کسی سور معین پر اور پھر زوج اور
زوجہ دونون اسلام لائے یا ایک اونمین سے اسلام لایا تو عورت کو جو معین تھا وہی ملیگا ف یعنی شراب
اول صورت مین اور سور معین دوسری صورت مین ص اور اگر انھون نے شراب اور سور کو معین
نہ کیا تو شراب کی قیمت لازم آویگی جب شراب ٹھہرا ہو اور مہر مثل لازم آویگا سور کی صورت مین

ص باب غلام اور کافر کے نکاح مین

نہین جائز ہی نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولی کے اذن سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہی روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک
کے نزدیک جائز ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی ص اور یہی حکم ہی مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا ف یعنی ان سب کا
بھی نکاح موقوف ہی مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہوجاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہوجاویگا ص
تو اگر انھون نے نکاح کر لیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا اونپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے قرضے مین بیچا
جاویگا او مکاتب اور مدبر نہ بیچے جاوینگے بلکہ سعی کر کے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولی نے کہا کہ اوسکو
طلاق رجعی دیدے اجازت ثابت ہوجاویگی اسواسطے کہ طلاق رجعی بغیر جواز نکاح کے نہین ہوتا ہی اور اگر مولی نے
اتنا ہی کہا کہ طلاق دیدے یا چھوڑ دے تو اجازت نہوگی اور اگر مولی نے غلام کو اذن دیا نکاح کا اور اوسنے نکاح کیا
اور وطی کی تو وہ غلام مہر مین بیچا جاویگا اگرچہ اوسنے نکاح فاسد کیا ہو اور اگر وطی نہین کی تو نکاح فاسد مین مہر لازم
نہوگا ف اور نکاح صحیح مین لازم آویگا ص اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اوسی سے دوسری بار
نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے نکاح چاہے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولی کی اول نکاح پر
تمام ہوگئی تھی اور اگر مولی نے اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرضدار تھا نکاح صحیح ہی تو اگر اوس عورت کا مہر برابر تھا
مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام بیچا جاویگا اور اوسکی قیمت اوس عورت اور قرضدارون پر موافق حصے کے تقسیم کردی جاویگی
ف مثلا قرض سو روپے تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام پچاس روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضدارون کو
اور پچیس عورت کو مل جاوینگے ص اور اگر اوسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت اوس زائد کے موافق نہ لیگی بلکہ اوسکے
حق کے دینے مین تاخیر کرینگے یہان تک کہ قرضدارون کا قرض پورا ہوجاوے ف مثلا مہر مثل اوس عورت کا سو روپے
تھے اور مہر معین اوسکے دوسو روپے ہین اور قرضدارون کا قرض بھی مقدار سو روپے کے ہی اور وہ غلام تین سو روپے کو
فروخت ہوا تو سو عورت کے دلادیے جاوینگے اور سو قرضدارون کو بعد اوسکے جو سو بچے ہین وہ بھی عورت کو ملینگے اور اگر
کچھ نہ بچا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہی عورت کو نہ دلاوینگے ص اگر مولی نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کردیا تو وہ
لونڈی اوس شخص کی ملک سے نہ نکلیگی اور جائز ہی کہ وہ لونڈی اپنے مولی کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو
اوس سے وطی کرلیوے اور مولی پر واجب نہین بیتوتت اور بیتوتت اسکو کہتے ہین کہ مولی اوس لونڈی کے اور خاوند کے

٥ یعنی جسکو تجارت کی اجازت دیگئی ہو

درمیان مین تخلیہ کردیوے اور اوسکے واسطے کوئی مکان معین کردے کہ خاوند کو اوس جگہہ آنے سے کوئی ممانعت نکرے اور مولی اوس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے اور خاوند پر نفقہ اوس لونڈی کا واجب نہوگا جب تک کہ مولی بیتوتت نکرے تو اگر مولی نے بیتوتت کی اور پھر اوس سے رجوع کر گیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہوجاویگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اوسکی خدمت کرے اور بیتوتت ہووے تو نفقہ خاوند سے ساقط نہوگا اور مولی کو پہونچتا ہی کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبراً نکاح کردیوے بغیر اونکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل وطی کے اپنے تئین آپ قتل کیا تمام مہر خاوند پر لازم آویگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو قبل اسکے کہ خاوند اوسکا اوس سے وطی کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھہ نہ لازم آویگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اوس سے عزل کرے **ف** عزل اسکو کہتے ہین کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے بیرون کرلیوے تا انزال باہر ہووے اور اپنی لونڈی مین عزل بغیر اوسکے اذن کے جائز ہی ایسا ہی کہا ابن عباس نے اور یہی ماثور ہی عمر رضؓ سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین اور آزاد عورت سے بغیر اوسکے اذن کے جائز نہین کیونکہ مروی ہی حضرت عمر بن الخطاب سے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عزل کیا جاوے آزاد عورت سے مگر اوسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل مین مختلف احادیث وارد ہوئی ہین بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہی اور بعض سے کراہت اور اولی ترک ہی تصریح کی اوسکی امام نووی نے اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بیٹے اونکے رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے عزل کو اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے فَمَا حَمَلَ الْأَمْرَ إِلَّا كَرَاهَةُ التَّنْزِيهِ لَا الْحُرْمَةُ الشَّدِيدَةُ **ص** اور جو لونڈی یا مکاتب عورت کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح مین ہووے اور آزاد ہوجاوے تو اوسکو اختیار ہی **ف** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کرلے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے حضرت عایشہ رضؓ سے اور روایت کیا اوسکو ابن سعد نے طبقات مین اور اوسمین ہی کہ فرمایا آپ نے قَدْ عَتَقَ بُضْعُكِ مَعَكِ فَاخْتَارِي اور یہ مرسل ہی شعبی پر اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی علاوہ اسکے یہ حدیث صحیحین مین مروی ہی حضرت عایشہ رضؓ سے اور اوسمین ہی کہ اختیار دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اختیار کرلیا اوسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی مین ہی اختاري یعنی اختیار کرلے تو **ص** اور امام شافعی کے نزدیک اگر خاوند اوسکا آزاد ہی تو اوسکو اختیار نہوگا **ف** اور یہی مذہب ہی احمد اور مالک کا اور ذکر کیا کشف الغمہ مین ایک اثر ابن عمر رضؓ سے اس باب مین موافق امام شافعی کے لیکن ترک کیا ہمنے اوس اثر کو اس سبب سے کہ روایت کیا ابوداود نے باسناد صحیح حضرت عایشہ رضؓ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جسوقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک اور ابن عباس کی روایت مین ہی کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی روایت صفیہ مین اخراج کیا انکا اصحاب صحاح نے اور ترجیح حدیث حضرت عایشہ رضؓ کو ہی کیونکہ وہ زیادہ واقف تھین بریرہ کے حال سے بہ نسبت ابن عباس کے علاوہ اسکے صحیح روایتون مین اتنا ہی ہی کہ خاوند اوسکا غلام تھا اور یہ کچھہ اسکے منافی نہین کہ وقت آزاد ہونے بریرہ کے وہ بھی آزاد ہوا اور وہ جو ایک روایت مین ہی کہ خیار دی گئی تھی بریرہ اور خاوند اوسکا غلام تھا محمول ہی اوپر نہ مطلع ہونے

ابن عباس کے اوسکی آزادی سے اور ہمارے مذہب پر جمع بین الاحادیث بھی تحقق ہی برخلاف مذہب امام شافعی کے
ص اور اگر لونڈی نے نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہوگئی تو نکاح نافذ ہوجاویگا اور اوسکو اختیار نہین
رہیگا اسواسطے کہ خود راضی ہوگئی تھی ف برخلاف اوس صورت کے کہ نکاح کردیا تھا اوسکا مالک نے کیونکہ اس صورت
مین رضا اور عدم رضا اوسکی دونون برابر ہین ص اور جو مہر مقرر ہوا وہ اوسکے مالک کا ہی اگرچہ زائد ہو مہر مثل پر
اگر وطی کے بعد آزاد ہوئی اور جو قبل وطی کے وہ آزاد ہوگئی تو مہر لونڈی کا ہی اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی
سے اور اوسکے اولاد ہوئی اور دعوی کیا اوسکا اوس شخص نے تو نسب اوس ولد کا اوس شخص سے ثابت ہوجاویگا اور
وہ اوسکی ام ولد ہوجاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت اوسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور
مال تیرا واسطے باپ کے ہی ف مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہی تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہی تحقیق کہ اولاد تمہاری
اچھی کمائی ہی تمہاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابوداود اور ابن ماجہ نے ص مفید ہی
ملک والد کو بیٹے کے مال مین وقت حاجت کے تو قبل وطی کے وہ عورت ملک مین تھی باپ کے تاکہ وطی حرام نہووے پس
واجب ہوگی قیمت اوسکی باپ پر اور مہر نہ لازم آویگا کیونکہ اوسنے اپنی لونڈی سے وطی کی ہی اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ
وہ لڑکا باپ کی ملک مین پیدا ہوا ہی اور یہی حکم دادا کا ہی بعد موت باپ کے نہ قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے
بیٹے کی لونڈی سے نکاح کرلیا صحیح ہی اور وہ اوسکی ام ولد نہوگی اور واجب ہوگا مہر نہ قیمت اور لڑکا اوسکا آزاد ہوگا
اسواسطے کہ وہ قرابت رکھتا ہی بیٹے سے ف کیونکہ اوسکا بھائی ہی ص اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص مالک ہو کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہوجاویگا اوسپر ف اخراج کیا اس حدیث کا ابوداود اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے سمرہ رض سے ساتھ اس لفظ کے من ملک ذا رحم محرم فهو حر ص اگر عورت غلام کی آزاد ہی
اور غلام کے مالک سے کہے کہ تو میرے خاوند کو بدلے مین ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی
کرے تو غلام عورت کی طرف سے آزاد ہوجاویگا اور نکاح فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک مین آکر آزاد
ہوا ہی اور اس صورت مین ولاء غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اوسی نے آزاد کیا ہی ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ولاء اوسکے واسطے ہی جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے حضرت عایشہ رض سے ایک حدیث طویل مین
ص اور اگر نیت کفارے سے کہا ہو تو یہ آزادی اوسکی کفارے سے ادا ہوجاویگی ف مثلا عورت پر کفارہ
قسم کا تھا اور اوسنے نیت یہ کی کہ یہ غلام اوسی کے کفارے سے ادا کرتی ہون تو کفارہ ادا ہوجاویگا ص اور اگر
عورت یہ کہے کہ میری طرف سے آزاد کر اور بدلے کا ذکر نکرے ف جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت مین ص
اور مالک آزاد کردیوے تو طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور ولاء مالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے
اس جگہ بھی نکاح فاسد ہوگا اور ولاء عورت کو ہوگی ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اگر کافر نے کافرہ سے
بغیر گواہون کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت مین اور یہ اونکے دین مین جائز ہی اور پھر اسلام لائے تو نکاح اپنے

حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرمہ سے ف یعنی جس سے اسلام مین نکاح حرام ہی جیسے ماں سے
یا بہن سے یا بیٹی سے ص اور پھر اسلام لائے تو اونکے درمیان مین تفریق کرادی جاویگی ف کیونکہ اتفاق
کیا اسپر علماے امت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جب وہ اسلام لائے تھے
اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داود نے ص اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی اوسکے
ماں باپ سے مسلمان ہو اور اگر دونون مین سے کوئی اسلام لایا تب بھی لڑکا اوسی کے تابع ہوجاویگا ف
اسواسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہی اوسکے جو ماں باپ مین سے ازروے دین کے بہتر ہو کہا صاحب کشف الغمہ نے تھے ابن عباس
ساتھ اپنی ماں کے ضعفا مسلمین سے اور نتھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر ص اور اگر
لڑکا مجوسی اور کتابی کے بیچ مین ہی تو تابع کتابی کا ہوگا ف اسواسطے کہ کتابی بہتر ہی مجوسی سے ص اگر زوج عورت
مجوسی کا یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح پہلا ثابت
رہیگا اور اگر اسلام نہ لاوے تو اون دونون کے بیچ مین تفریق کرادی جاویگی تو اگر قاضی اسلام پیش کر رہا ہی خاوند پر تو یہ
تفریق طلاق بائن کے شمار مین ہوگی اور اگر پیش کر رہا ہی عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہوگی کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے
نہین ہوتا ف اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہی بعد اسلام عورت کے اوسپر اسلام عرض کرنا ضرور ہوگا ورنہ
فرقت کرادی جاویگی اور اگر عورت مجوسی ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کتابی ہی تو پیش کرنا اسلام کا اوسپر ضرور نہین کیونکہ نکاح
اہل کتاب کی عورتون سے جائز ہی ص اگر خاوند مسلمان ہوگیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہوئی
تو اگر وطی نہین کی تو خاوند پر کچھہ نہ لازم آویگا ف اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہین ہوتا تو نصف مہر
بھی لازم نہوگا ص اور اگر وطی کی ہی تو کل مہر لازم آویگا اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی
نہین کی تو نصف مہر لازم ہوگا ف کیونکہ یہ طلاق ہی قبل وطی کے ص اور اگر وطی کی ہی تو کل مہر لازم آویگا
اور اگر دار الحرب مین زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض نہو جاوینگے فرقت نہوگی ف اور یہی قول ہی تمام
تابعین سے ص اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہوا تو کتابیہ اوسی کی رہیگی اگر کوئی زوج یا زوجہ مین سے کہ دونون کافر تھے
دار الحرب سے دار الاسلام مین آیا درمیان اون دونون کے فرقت ہوجاویگی اگرچہ قید ہوکے آیا ہو اور اس فرقت سے عورت پر
عدت نہ لازم آویگی مگر درصورتیکہ وہ عورت حامل ہو تو اوس سے وطی نکرینگے جب تک وضع حمل نہو ف اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتون مین جو مقید ہوئین تھین غزوۂ اوطاس مین کہ نہ وطی کیجاوین حاملہ یہان تک کہ
وضع کرین حمل اپنا اخراج کیا اسکا ابو داود نے سنن مین اور دارقطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی انمین سے مرتد ہوگیا معاذ اللہ
فورا بے حکم قاضی کے نکاح فسخ ہوجاویگا تو اگر عورت سے وطی کی گئی ہی تو اوسکے لیے کل مہر ہی اور جو نہین وطی کی تو جس صورت مین
خاوند مرتد ہوگیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہی اور اگر عورت مرتد ہوگئی تو خاوند پر کچھہ نہ لازم آویگا ف اور جو
وطی کی ہی تو ہر صورت مین کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوج زوجہ دونون ساتھہ مرتد ہوگئے اور پھر دونون
ساتھہ ایکہی وقت مین اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

باب القسم

جب ایک مرد کی دو بیویان آزاد ہووین تو واجب ہی عدل اونکے درمیان مین قسم مین **ف** قسم اسکو کہتے ہین کہ خاوند کھانے پینے پہننے مین اور رات کو رہنے مین اپنی عورتون کے بیچ مین قسمت کردیوے **ص** برابر ہی کہ دونو بکر ہون یا دونون ثیب ہون یا ایک بکر اور دوسری ثیب ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکی ہون دو عورتین اور جھکا وہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن اور ایک جانب اوسکا جھکا ہوگا روایت کیا اوسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہ رضی سے کہا شیخ ابن حجر نے اسناد اوسکا صحیح ہی اور یہ حدیث عام ہی شامل ہی بکر اور ثیب کو اور روایت ہی حضرت عایشہ رضی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن بانٹتے تھے واسطے اپنی عورتون کے پھر عدل کرتے اور فرماتے ای اللہ یہ بانٹ میری ہی جسمین مین مختار ہون سو ملامت نکر مجھے جسمین تو مختار ہی مین نہین یعنی اگر دل کا میلان کسیکی طرف زیادہ ہو تو لاچاری ہی مگر قسمت مین برابری کرتا ہون اخراج کیا اسکا چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے **ص** اور نئی اور پرانی برابر ہی اور اسی طرح مسلمہ اور کتابیہ بھی **ف** اور دلیل ہماری اطلاق اوس حدیث کا ہی جو مروی ہوئی اور ایمۂ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہی تو سات راتین برابر اوسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہی تو تین راتین پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ روایت ہی انس رضی سے کہا سنت ہی کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اوس پاس سات راتین پھر برابر بانٹے اور جب نکاح کرے شوہر ثیب کو تو ٹھہرے اوس پاس تین راتین پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ لفظ بخاری کا ہی اور روایت ہی ام سلمہ رضی سے کہ جب نکاح کیا اونسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے اون پاس تین راتین اور فرمایا نہین تجھے تیرے اہل پر ذلت اگر چاہے تو تو سات دن رہون مین تجھ پاس اور اگر سات دن رہون تجھ پاس تو سات سات دن رہونگا اور عورتوں پاس اخراج کیا اوسکا مسلم نے **ص** اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ کو نصف حرہ کا ہی **ف** یعنی قسمت مین برابری حرہ کی نکریگی کیونکہ کشف الغمہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کیواسطے دو دن ہین اور لونڈی کیواسطے ایک دن اور روایت ہی حضرت علی رضی سے فرماتے تھے جب نکاح کیجاوے حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہین اور واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا ہی حکم کیا حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی امام احمد نے حضرت علی کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اوسکو ضعیف کیا بسبب منہال بن عمرو کے اور ابن ابی لیلی کے تو یہ کچھ نہین اسواسطے کہ وہ دونون ثقہ ہین حافظ ہین اور زیلعی نے تخریج ہدایہ مین لکھا ہی کہ روایت کیا بیہقی نے ایسا ہی سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کیجاوے اور سوکن ہووے لونڈی کی تو اوسکے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کے واسطے ایک دن **ص** اور نہین حق ہی عورتون کا قسمت مین جب سفر کرے زوج تو جس عورت کو چاہے سفر مین لیجاوے اور قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک نہین جائز ہی خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر اور عورتون کی رضا سے یا قرعہ سے اور امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہین کہ عورتون کا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ

ف لہ یعنی تجھمین کچھ خلل نہین ہے تاکہ تو ایسا [illegible] لوگون کو خرابی [illegible] بلکہ اب شرع کا حکم قسمت کا برابر ہونیکا [illegible] بلوغ المرام

ف منہال بن عمرو [illegible]

خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اوسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی مین سے لیجاوے

ص اور قرعہ بہتر ہی ف یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عایشہ رض نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا حصہ نکلتے اوسکو لیکر روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے

ص اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہو کے دیدیوے تو درست ہی ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجسے اور کر دیجیے دن میرا واسطے حضرت عایشہ رض کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دیدیا ہو سودہ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عایشہ رض کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روک رکھیے مجکو شاید کہ ہون تمہاری عورتون سے ہون جنت مین اور مرقاۃ مین ہی کہ امام محمد بن الحسن نے کہا کہ پونہچا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہ کے عدت کر تو تو سودہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے آپ مجسے اور ایسا ہی روایت کیا بیہقی[له] نے عروہ سے مرسلا اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور صحیح روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عایشہ رض سے بیشک سودہ بنت زمعہ نے بخش دیا دن اپنا یعنی باری اپنی عایشہ رض کو اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بانٹتے حضرت عایشہ رض کے لیے دن اونکا اور ایک دن سودہ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپ کی تھین اور قسمت کرتے تھے انکے بیچ مین آٹھ عورتون کے لیے اور عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہ رض تھین اور تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہ تھین اور یہ کلام عطا کا محمول ہی اوپر غلطی ابن جریج راوی کے ص اور پھر اگر اوس سے لوٹ جاوے تو درست ہی ف اسواسطے کہ یہ حق اوسکا ہی

كتابُ الرضاع

تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار چوسے جب مدت رضاع مین ہووے تو رضاع ثابت ہوتا ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب کہ پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہی ایک دو دفعہ چوسنا روایت کیا اوسکو مسلم نے حضرت عایشہ رض سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دو بار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ الایہ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اور یہ عام ہی قلیل اور کثیر کو اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے ابن عباس سے اور یہی مروی ہی ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمر کو پونہچا کہ ابن الزبیر اثر بیان کرتے ہین حضرت عایشہ سے تحقیق کہ نہین حرام کرتی ہی رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبد اللہ بن عمر نے قول اللہ تعالی کا بہتر ہی قول حضرت عایشہ رض سے فرمایا اللہ تعالی نے وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اور نہین ذکر کیا

[له] والفاظه عن عروة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طلق سودة فلما خرج الى الصلوة امسكته بثوبه فقالت والله ما لي في الرجال من حاجة ولكني اريد ان احشر مع ازواجك قال فراجعها وجعل يومها لعائشة انتهى ۱۲

ایک بار یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونون اثرون کا عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین ص مدت رضاع کی امام ابو حنیفہ کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہین ف اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور یہی قول ہی حضرت امام شافعی کا اور امام زفر کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول اللہ تعالی کا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسواسطے کہ کم مدت حمل کی چھ مہینے ہین تو فصال کے واسطے دو برس رہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دار قطنی اور ابن عدی نے ابن عباس سے اور تفسیر مظہری مین ہی کہ روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اوسکا یہ ہی لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ مین اور کہا دار قطنی نے کہ رجال اوسکے صحیح ہین مگر ہیثم بن جمیل اور وہ ثقہ ہی حافظ ہی توثیق کی اوسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضون کے نزدیک رضاع ساری عمر مین باقی رہتا ہی اور یہی ماثور ہی حضرت عائشہ رض سے لیکن رد کیا اونکے اس قول کو ازواج مطہرات نے اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین حرام کرتا ہی رضاع مگر جو چیرے آنت کو اور ہووے قبل دودھ چھڑانے کے اور یہی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہین رضاع ہی مگر جو ہو دو سال مین اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے ذکر کیا یہ کشف الغمہ مین ص اور بعد اس مدت کے رضاع نہین ثابت ہوتا ف کیونکہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ فرمایا حضرت عمر نے نہین رضاع ہی مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر مین اور روایت کیا طبرانی نے معجم صغیر مین حضرت علی رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد جوان مضبوط ہونے کے اور روایت کیا بغوی نے شرح السنہ مین مثل اسکے اور روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت علی رض سے مرفوعًا لَا رَضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اور ابو داود طیالسی نے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ یعنی نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے اور جامع ترمذی مین ہی حضرت ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حرام کرتی ہی رضاعت مگر وہ رضاعت کہ چیرے آنت کو اور ہووے پہلے دودھ چھڑانے کے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابو داود مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی رضاعت مگر وہ کہ پھیلاوے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ مین ہی کہ فرماتے تھے زہری رح ہمیشہ فتوی دیتی تھین حضرت عائشہ رض اس بات پر کہ نہین حرام کرتا ہی رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہان تک کہ وفات ہوئی اونکی ص اور جس عورت نے دودھ پلایا وہ اوس ولد کی مان ہوجاتی ہی اور اوسکا شوہر کہ جس سے اوس عورت کا دودھ ہی باپ ہوجاتا ہی تو حرام ہوگا اوس سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے ف کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہوتا ہی رضاعت سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اور ایک روایت مین ہی بخاری کی يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور ایک مین ہی اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ص مگر بہن نسبی کی مادر رضاعی یا بھائی نسبی کی مان رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مان نسبی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مادر رضاعی کہ یہ سب حرام نہین

ف اور بہن نسبی کی مادر نسبی یا بھائی نسبی کی مادر نسبی حرام ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اور اسی طرح حرام نہین اپنے
بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہی کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونون حرام ہین اور رضاع
مین ایسا نہین اور نہی نہین حرام ہی اپنے بیٹے کی جدہ رضاع سے اور نسب سے حرام ہی کیونکہ وہ یا اپنی مان ہوگی یا اپنی عورت
موطوءہ کی مان اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور اسی طرح نہین حرام ہی مادر رضاعی اپنے چچا اور پھوپھی
کی اور مادر رضاعی اپنے مامون اور خالہ کی مرد کیواسطے ف اور تفصیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور عورت
کیواسطے نہین حرام ہی اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہوچکا کیونکہ اوپر کہا کہ مرد پر مان رضاعی
بھائی کی درست ہی تو وہ مرد اس عورت کے رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا ف مثلاً زینب کا رضاعی بیٹا زید اور اوسکا
عمرو بھائی ہی تو عمرو کے بھائی کی مان زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہوچکا ص اور جاننا چاہیے کہ رضیع یعنی شیرخوار پر مرضعہ یعنی
جو عورت کہ دودھ پلاتی ہی اور اوسکا خاوند کہ جس سے اوسکا دودھ ہی آور ان دونون کی قوم سب حرام ہوجاویگی ف
تو خاوند مرضعہ کا اوس شیرخوارہ پر حرام ہی اور اسی طرح اوسکا بھائی کیونکہ وہ شیرخوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے عایشہ رضی اللہ عنہا کے البتہ داخل ہو تیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہی رضاعت سے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ص
اور مرضعہ پر فقط شیرخوار کا خاوند اگر وہ عورت ہی اور اسی طرح مرضعہ کے خاوند پر شیرخوار کی بیوی اگر وہ مرد ہی اور شیرخوار کی
فروع یعنی اوسکی اولاد حرام ہوجاویگی اور قاعدہ اوسکا اس بیت مین ہی بیت از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ٭ و زجانب
شیرخوار زوجان و فروع ٭ ف یعنی دودھ پلانے والی اور اوسکا خاوند مع اولاد اور باپ دادا اور مان بہنون اونکے
شیرخوار کے خویش ہوجاوینگے اور شیرخوار اور اوسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہوجاوینگے دودھ پلانے والی
اور اوسکے خاوند کے ص جائز ہی کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہی کہ نکاح کرے اپنے بھائی
نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی یہ ہی کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہی اور اوسکی ایک بہن ہی اخیافی تو اس شخص کو درست ہی کہ
اوس سے نکاح کرے ف اور اگر اوسکی بہن حقیقی ہی یا علاتی ہی تو اسکو درست نہین ص اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے
مدت رضاع مین ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہوجاویگی اور وہ مانند بھائی بہن کے
ہونگے اور اگر دونون نے مل کے کسی بکری ف یا گاے یا اونٹنی ص کا دودھ پیا تو وہ بھائی بہن نہونگے اگر
دودھ عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت کا ہی تو حرمت رضاع ثابت
ہوگی ورنہ نہین اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ غالب ہی اوس سے حرمت رضاع
ثابت ہوگی ف اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہی حرمت ثابت نہوگی اور بعض روایات مین ہی کہ
اوس سے بھی حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دود ھ برابر ہین تو دونون سے حرمت
ثابت ہوگی اسواسطے کہ کوئی دوسرے پر غالب نہین ص اگر عورت کے شیر کو طعام مین ملایا تو اوسکے کھانے سے
حرمت رضاع کی ثابت نہوگی ف اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت
رضاع ثابت ہوگی کذا فی الہدایہ ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اوسکے پینے سے حرمت رضاع

ثابت نہوگی جیسے کہ کسی شخص کو مدت رضاع مین عورت کے دودھ سے حقنہ دیا **ف** تو حرمت رضاع ثابت نہوگی **ص** اور اگر کسی عورت بکر کی پستان سے دودھ نکلا یا عورت مردہ کی اور کسی شخص نے اوسکو مدت رضاع میں پیا تو حرمت ثابت ہوگی **ف** لیکن خاوند اوس بکر کا شیرخوار پر حرام نہوگا تو درست ہی بکر کے خاوند کو جب اوس سے وطی نکی ہو کہ اوس شیرخوار سے نکاح کرے **ص** اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیرخوارہ سے نکاح کیا اور اوس بڑی بیوی نے اپنی سوکن شیرخوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پر حرام ہوجاوینگی **ف** اسواسطے کہ خاوند جامع ہوویگا درمیان عورت اور اوسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہین اور عنایہ مین لکھا ہی کہ بڑی عورت تو ساری عمر حرام ہی اور شیرخوارہ بھی اسی طرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہی اور اگر وطی نہین کی تو درست ہی خاوند کو کہ پھر اوس شیرخوارہ سے نکاح کرے **ص** تو اگر بڑی عورت سے وطی نہین کی ہی تو اوسکو کچھ مہر نہین **ف** اور اگر وطی کی ہی تو کل مہر لازم ہوگا **ص** اور شیرخوارہ کو آدھا مہر ملیگا اور خاوند اوس آدھے مہر کو اوس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اوسنے قصدًا واسطے فساد کے دودھ پلایا تھا اور اگر واسطے فساد کے نہین پلایا تھا **ف** بلکہ وہ شیرخوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا **ص** تو خاوند اوس سے نہ پھیریگا اور رضاع نہین ثابت ہوتا ہی مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ❊

کتاب الطلاق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہی روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہی اور طلاق تین قسم ہی ایک حسن اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی تو **ص** طلاق احسن یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے اوس طہر مین جسمین اوس سے جماع نہ کیا ہووے اور چھوڑ دے اوسکو یہان تک کہ گذر جاوے مدت اوسکی **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مستحب جانتے اس بات کو کہ نہ زیادہ کرین ایک طلاق پر یہان تک کہ گذر جاوے عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا اونکے نزدیک کہ طلاق دے مرد عورت کو تین بار ہر طہر مین ایک طلاق ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین اور مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایک بار پھر چھوڑ دے اوسکو یہان تک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور طلاق حسن یہ ہی کہ غیر موطوہ کو ایک طلاق دیوے برابر ہی کہ حیض مین دے یا طہر مین اور موطوہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طہر مین جسمین وطی نہ کی ہو اگر اوس عورت کو حیض آتا ہو **ف** اور امام مالک رح کے نزدیک یہ بھی بدعت ہی بلکہ نہین مباح ہی مگر ایک طلاق اور دلیل ہماری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی تحقیق کہ طلاق دیا انھون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھین پھر ارادہ کیا کہ اور دو طلاق دیوین وقت دو حیضون کے سو پونہچا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا کہ نہین ایسا حکم کیا تجکو اللہ تعالی نے بیشک تو نے خطا کی سنت سے اور سنت یہ ہی کہ استقبال کرے تو طہر کا تو طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے سو حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو رجعت کی مینے اپنی عورت سے اور فرمایا آپ نے جسوقت کہ وہ پاک ہوجاوے

تو چاہے طلاق دے اوسکو اور چاہے روک رکھے سو کہا مینے ای رسول اللہ کیا دیکھتے ہین آپ اگر تین طلاق دون مین
اوسکو تو پھر مجکو رجعت حلال ہی فرمایا کہ نہین بائنہ ہو جاویگی وہ تجہسے اور ہو ویگا گناہ روایت کیا اوسکو دارقطنی سنے اور
ابن ابی شیبہ سنے مصنف مین حسن سے انھون سنے ابن عمر سے اور تعلیل کی اوسکی بیہقی سنے ساتھ عطاء خراسانی کے
اور کہا کہ لاتا ہی وہ زیادتیان ایسی کہ نہین متابعت کیا جاتا اوسپر اور وہ ضعیف ہی نہین قبول کیجاویگی وہ حدیث کہ منفرد ہو
اوسکے ساتھ کہا شیخ ابن الہمام سنے کہ تعلیل بیہقی کی مردود ہی کیونکہ متابعت کی عطاء کی شعیب بن رزیق سنے سند کو تمنا
روایت کیا اوسکو طبرانی سنے معجم مین ص اور اگر حیض نہ آتا ہو یا صغیرہ ہو یا حاملہ ہو تو ہر مہینے مین ایک طلاق دے اور
جائز ہی طلاق دینا ان تینون کو بعد وطی سکے بھی اور طلاق بدعی یہہ ہی کہ تین طلاق یا دو طلاق ایک بار یا دو بار ایک طہر مین
دیوے اور رجعت نکرے درمیان اونکے ف تو اگر ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جاویگی اور طلاق دینے والا گنہگار ہوگا
اور دلیل اوسکی اوپر حدیث ابن عمر رض کی گذری اور مروی ہی سنن ابو داود مین کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عباس سنے واسطے ایک
مرد کے کہ تین طلاق دیے تھے اوسنے اپنی عورت کو بائنہ ہوگئی وہ عورت تجہسے اور تو نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور روایت کیا
طحاوی سنے کہ ایک شخص سنے سو طلاق دیے اپنی عورت کو کہا ابن عباس سنے نافرمانی کی تو سنے اپنے رب کی اور بائنہ ہوگئی عورت
تیری تجہسے اور مروی ہی مانند اسکے موطا مالک مین حضرت ابن عباس اور عبد اللہ بن مسعود سے اور روایت کیا عبد الرزاق سنے
علقمہ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود کے سو کہا کہ طلاق دیا مینے اپنی عورت کو ننانوے طلاق سو کہا ابن مسعود سنے
کہ تین طلاق واقع ہین اور باقی زیادتی ہی اور مروی ہی مانند اسکے موطا مین اور سنن ابو داود مین حضرت ابو ہریرہ رض اور ابن عباس رض
سے بھی اور ابن عمر رض سے اور روایت کیا وکیع سنے اعمش سے انھون سنے حبیب بن ثابت سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت علی رض
کے پاس تو کہا کہ ہزار طلاق دیے مینے اپنی عورت کو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجہسے ساتھ تین طلاق کے اور تقسیم کر دے تو
باقی طلاقون کو اپنی عورتون پر اور روایت کیا وکیع نے معاویہ بن ابی یحیی سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف عثمان بن عفان رض کے
اور کہا کہ ہزار طلاق دیے مینے اپنی عورت کو تو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجہسے ساتھ تین طلاق کے اور روایت کیا عبد الرزاق
سنے عبادہ بن صامت رض سے کہ طلاق دیے اونکے باپ سنے اپنی عورت کو ہزار تو آئے عبادہ اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا آپ سنے وہ بائنہ ہوگئی تین طلاق سے ساتھ معصیت کے اور باقی رہے نو سی ستانوے زیادتی
اور ظلم اگر چاہے اللہ عذاب کرے اسپر اور اگر چاہے بخش دے اور روایت کیے طحاوی سنے اس باب مین اور آثار حضرت انس
اور حضرت عمر بن الخطاب رض سے بھی اور امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک بار دیدینا جائز ہین اور بعضون کے نزدیک
اگر تین طلاق ایک بار دیگا تو ایک طلاق واقع ہوگا اور یہی آثار اون سب پر حجت ہین ص یا ایک طلاق دے اوس طہر مین
جس مین وطی کی ہو ف اور حرام کہا اس طلاق کو حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین
ص یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض مین ف اور دلیل اسکی وہی حدیث ابن عمر کی ہی جو اوپر گذری اور اسکی
حرمت پر اجماع ہی لیکن طلاق واقع ہو جاویگا ص اور واجب ہی رجعت اسمین سو جب پاک ہو وے حیض سے تو
طلاق دیوے اوسکو اگر چاہے ف اسواسطے کہ حدیث ابن عمر مین یہی ہی سو رجوع کرے اوس عورت سے پھر طلاق دے

ف عطاء خراسانی

ص یعنی حاملہ اور صغیرہ اور آیسہ کو ہر مہینے ایک طلاق اگر تین ... سنہ ...

اوسکو پاکی مین یا حمل مین روایت کیا اوسکو مسلم اور اصحاب سنن نے اور یہی قول ہی امام شافعی کا ایک روایت مین اور مسطور
مین ہی کہ فرمایا امام ابو حنیفہ نے جسوقت کہ پاک ہو جاوے اوس حیض سے جسمین طلاق دیا ہی پھر حائضہ ہووے پھر پاک ہووے
تو اب اوسکو طلاق دے اور یہ بھی مذکور ہی حدیث ابن عمر مین اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے اور یہی قول ہی امام مالک
اور احمد کا اور مشہور ہی مذہب شافعی کا ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت موطوءہ کو کہا کہ تجکو تین طلاق ہین سنت کے طریق پر
بغیر نیت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہی اور اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی پڑجاویں
ف یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین ص تو صحیح ہی یعنی تینون طلاق ف اول صورت مین ص ابھی پڑجاوینگی
ف اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگا ص اور امام زفر کے نزدیک یہ نیت صحیح نہین
ہوگی کیونکہ یہ طلاق بدعی ہی اور اوسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے نزدیک اس صورت مین معنی مسنون
کے یہ ہونگے کہ تین طلاق کا ایکبار واقع ہونا مذہب اہل سنت کا ہی کیونکہ روافض کے نزدیک تین طلاق
ایکبار نہین واقع ہوتے ف اور وہ جو حدیثین اوپر ہمنے ذکر کین دلالت کرتی ہین ...
فصل اور واقع ہوتا ہی طلاق ہر خاوند عاقل بالغ کا غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشے مین مست ہو ف اور امام شافعی
کے نزدیک جو شخص مست ہوا اوسکا طلاق نہین واقع ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت عثمان رضہ نے نہین ہی واسطے مجنون اور مست کے
طلاق اور تھے ابن عباس رض فرماتے کہ طلاق مست کا اور مکرہ کا جائز نہین اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کیا مالک نے
موطا مین تحقیق کہ سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے مست کے طلاق سے سو کہا انھون نے جسوقت کہ
طلاق دے مست جائز ہوگا طلاق اوسکا اور اگر قتل کریگا قتل کیا جاویگا کہا مالک نے کہ یہی حکم ہی نزدیک ہمارے اور
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے تحقیق کہ عمر رض نے جائز رکھا طلاق مست کا عورتون کی گواہی سے اور بھی نکالا ابن ابی شیبہ نے
عطا اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین اور ابن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن یسار اور نخعی اور زہری اور شعبی سے
کہ کہا ان سب نے جائز ہی طلاق مست کا اور بھی اخراج کیا حکم سے کہ کہا انھون نے جو اللہ کی طرف سے مست ہی سو اوسکا
طلاق جائز نہین اور جسکو شیطان نے مست کیا ہی سو طلاق اوسکا جائز ہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت علی رض جائز
رکھتے تھے طلاق مست کا اور عتاق اوسکا اور کافی ہین حضرت علی رض واسطے تقلید کے اور ہمارے مذہب مین بھی
بعض علما اس طرف گئے ہین کہ طلاق نہین واقع ہوگا مست کا اور یہی مختار ہی کرخی اور طحاوی کا ص اور گونگے کا
طلاق اشارے سے واقع ہوگا ف یعنی اوس اشارے سے جو طلاق کے واسطے مقرر ہی اور اسکا بیان انشاء اللہ
آخر کتاب مین آویگا ص اور نہین واقع ہوگا طلاق صبی کا ف کیونکہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس
سے کہ کہا انھون نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا اور روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت علی رضہ سے کہ فرمایا انھون نے
نہین جائز ہی طلاق واسطے لڑکے کے اور کشف الغمہ مین ہی کہ کہا شعبی نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا یہانتک کہ بالغ ہووے
ص اور مجنون کا ف اسواسطے کہ جامع ترمذی مین ہی حضرت عایشہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طلاق
جائز ہی مگر طلاق معتوہ کا یعنی جو مغلوب العقل ہو اور اوسکی اسناد مین عطا بن عجلان ہی کہا ترمذی نے کہ وہ ذاہب الحدیث ہی

سک یعنی مجنون ہو جانا کسی آفت سے مثلاً جذام وغیرہ ۱۲

یعنی بھول جاتا ہی حدیث کو اور کہا حضرت عثمان رضؓ نے کہ نہین طلاق ہی واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنون سے جب تک ہوش مین آوے یا افاقہ پاوے روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداود و نسائی ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضؓ سے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے **ص** اور نائم یعنی اوس شخص کا جو سو رہا ہی **ف** اسواسطے کہ سوتا شخص بھی غیر مختار ہی تو وہ بھی مانند مجنون کے ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق لڑکے اور مجنون کا روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین قلت حدیث غریب اور حدیث حضرت عایشہؓ کی جو جامع ترمذی مین ہی اوسکے معنون مین ہی اور اسی طرح واقع ہی طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق پر اور امام شافعی کے نزدیک واقع نہین ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اس باب مین حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے جنسے ثابت ہوتا ہی کہ طلاق مکرہ کا نہین واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہماری امت سے چوکنا اور بھولنا اور زبردستی سے کسیکی کام کرنا روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس سے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ ثابت نہین اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب مین صفوان بن عمرو طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اوسکی اور لی ایک چھری اور چڑھی اپنے مرد کے سینے پر اور رکھ دیا چھری کو اوسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے مجکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اوس مرد نے اللہ کی اوس عورت کو اور انکار کیا اوسنے تب تین طلاق دیے اوسکو اوس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آپ نے کہ نہین رجوع ہی طلاق مین یعنی طلاق واقع ہو گیا اب نہین پھریگا اور یہ حدیث مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے مسنداً ایک شخص سے صحابہ مین سے کہا ابن القطان نے مرسل احسن ہی مسند سے کیونکہ مرسل کی اسناد مین بقیہ اور نعیم بن حماد نہین ہین اور مرسل مین اسمعیل بن عیاش ہی اور وہ روایت کرتا ہی شامیین سے لیکن اسناد مین اوسکی غازی بن جبلہ غیر معروف ہی اور منکر کہا اوسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ مین اور تنقیح مین ہی کہ کہا بخاری نے حدیث صفوان اصم کی منکر ہی نہین متابعت کی گئی اوسپر لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ کے بعض صحابہ سے طلاق مکرہ کے باب مین ہمارے مؤید وارد ہوئے ہین روایت کیا عبد الرزاق نے ابن عمر سے کہ جائز رکھا انھون نے طلاق مکرہ کا اور بھی روایت کیا شعبی اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ اون سبنے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ اہل اسلام مین طلاق مکرہ کا جائز ہی **ص** اور سید کا اپنے غلام کی بیوی پر **ف** کیونکہ ملک نکاح حق غلام کا ہی تو اسقاط اوس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولی کے لیے اور کشف الغمہ مین ہی کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ مین ہی اور نہین اوسکے غیر کے قبضے مین اور بھی ذکر کی اس باب مین موافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباس سے **ص** اور طلاق عورت آزاد کا تین تک ہی اور لونڈی کا دو تک **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عایشہ رضؓ سے

بقیہ بن ولید

اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی کہا زیلعی نے کہ روایت کیا حدیث عایشہؓ کو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اوسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور بزار اور طبرانی اور دار قطنی نے اور صحیح کیا دار قطنی نے وقف اوسکا اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو بسبب عمر و بن شبیب مسلی کے اور وہ ضعیف ہی نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور بھی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباس سے اور کہا صحیح ولم یخرجاہ اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ ہو لونڈی نکاح مین ایک مرد کے اور دو طلاق دے اوسکو پھر خرید لیوے اوسکو نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور اسناد مین اوسکی سلم بن سالم ہی تکذیب کی اوسکی ابن المبارک نے اور کہا یحیی بن معین نے لیس حدیثہ بشیٔ اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کیا شافعی نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور دو طلاق دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض نہ آتا ہو اوسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے معرفت مین طریق شافعی سے اور دارقطنی نے سنن مین **ص** اگر عورت لونڈی ہی اور خاوند اوسکا آزاد یا غلام ہی تو خاوند مالک دو طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہی اور خاوند اوسکا غلام یا آزاد ہو تو مالک تین طلاق کا ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حر ہو تو مالک تین طلاق کا ہی اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہی

ف اور دلیل ہماری قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین تو معلوم ہوا کہ طلاق عورتون کے اعتبار سے ہی اور بھی روایت کیا امام محمد نے **اَخْبَرَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَلطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ یعنی طلاق عورتون کے اعتبار سے ہی اور عدت بھی اونھی کے اعتبار سے ہی اور یہی قول ہی عبد اللہ بن مسعود کا اور امام شافعی کے نزدیک طلاق مردون کے اعتبار سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہی کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلاق ساتھ مردون کے ہی اور عدت ساتھ عورتون کے ہی اور یہ حدیث مرفوعًا غریب ہی لیکن روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفًا ابن عباس پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفًا ابن مسعود پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہی اور بھی اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق نے موقوفًا اوپر عثمان اور زید بن ثابت اور ابن عباس کے اور روایت کیا عبد الرزاق نے نافع سے انھون نے ام سلمہ سے کہ اونکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہ رضہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہو گئی اوسپر یہان تک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طریق عبد الرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو مؤید ہین مذہب امام شافعی کو مذکور ہین بعض موطا مین امام مالک کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین

طلاق دو قسم پر ہی ایک صریح اور وہ اوس لفظ سے ہوتا ہی کہ سوائے طلاق کے اور کسی مین استعمال نہین کیا جاتا

جیسے کہے تو طالق ہی یا تو مُطَلَّقَہ ہی **ف** ساتھ تشدید لام کے **ص** یا طلاق دیا مینے تجکو اوران صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ نیت نہ کی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اوراگر کہا کہ تو طلاق ہی یا تو طالق الطلاق ہی[۱] یا تو طالق[۲] طلاقًا ہی اور کچھ نیت نہین کی یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اوراگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر وہ عورت حرہ ہی تین طلاق واقع ہو جاوینگے اور لونڈی مین دو طلاق بمنزلہ تین طلاق کے ہین حرہ مین **ف** تو اگر جورو لونڈی ہی اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہو جاوینگے کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہو جاتی ہی کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور اوپر ذکر اسکا گذرا **ص** اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلاً کہا کہ تو طالق ہی یا اوسکے ایسے جزء کی طرف کہ وہ بمنزلہ کل کے شمار کیا جاتا ہی جیسے کہا سر تیرا یا گردن تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا مونہہ تیرا یا فرج تیری طالق ہی تو ان سب صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ یہ ایسے لفظ ہین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہی لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ[۳] مِّنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کے پیچھے تو آدمی کو رأس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ اور غلام سے تعبیر کی ساتھ رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین هلك روحه ہلاک ہوئی روح اوسکی یعنی نفس اوسکا اور بدن تو ظاہر ہی اور لیکن مونہہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور اپنی ذات کی تعبیر مونہہ سے فرمائی اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰهُ الْفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے اون فروج کو جو زین پر ہین اور عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہی اوراس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے مرفوعًا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہووین زینون پر اور اوسکی اسناد مین علی بن ابی علی قرشی ہی کہا ابن عدی نے مجہول ہی اور بہرحال اس لفظ حدیث سے مطلب ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الزیلعی **ص** اوراگر نسبت کی طلاق کی اوس جزء کی طرف جو شائع[۴] ہی بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہی تب بھی طلاق واقع ہوگا اوراگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہی تو طلاق واقع نہوگا اور یہی ظاہر ہی **ف** کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین ہوا کرتی **ص** اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اوراگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہی یا تہائی طلاق ہی یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اوراگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا جو درمیان مین ایک طلاق کے تین طلاق تک ہی تو دو طلاق واقع ہونگے اوراگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اوراگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک تین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اوراگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی دو طلاق مین تو ایک واقع ہوگا برابر ہی کہ نیت ضرب کی کرے یا نکرے **ف** ضرب فن حساب مین اسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے شمار

---

[۱] یعنی تو طلاق والی ہی خاص طلاق کی ۱۲ منہ سلمہ ربہ

[۲] یعنی تو طلاق والی ہی کسی طلاق سے ۱۲ منہ سلمہ ربہ

[۳] قمح بافتح وسکون حاء حطی گندم ۱۲ منتخب

قولہ ابن ابی علی قرشی



[۴] یعنی ...

بڑھالین پہلے عدد کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ کہتے ہین اور جو حاصل ہو اوسے حاصل ضرب کہتے ہین
مثلاً ۴ کو ۵ مین ضرب کرنا یہ ہی کہ ۴ کو پنجگونہ کرلین کہ ۲۰ ہوتے ہین ۴ مضروب اور ۵ مضروب فیہ اور ۲۰ حاصل ضرب
ہوئے **ص** اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگے اور غیر موطوءہ مین ایک
طلاق واقع ہوگا جیساکہ واقع ہوتا ہی ایک طلاق اگر کہا غیر موطوءہ کو تیرے کو ایک اور دو طلاق ہین اور اگر نیت کی ایک طلاق کی
ساتھ دو طلاق سکے تو تین واقع ہونگے **ف** چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو **ص** اور اگر کہا کہ تجکو دو طلاق ہین دو مین طلاق
اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہونگے **ف** اور چار واقع نہونگے جیساکہ وہ حاصل ضرب ہی **ص** اگر کہا کہ تجکو اس
جگہہ سے طلاق ہی شام تک ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی مکّے مین یا گھر مین تو ایک طلاق بالفعل واقع ہوگا
ص اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جب تو مکّے مین داخل ہو یا گھر مین داخل ہو تو جب تک مکّے یا گھر مین داخل نہو گی طلاق واقع نہوگا
اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی کل یا کل کے روز مین تو جسوقت کل کی فجر ہو گی طلاق واقع ہوجاویگا اور دوسری صورت مین **ف**
یعنی جب کہا کہ تجکو طلاق ہی کل کے روز مین **ص** اگر نیت عصر کی کریگا تو صحیح ہوجاویگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا
اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی آج کل مین یا کل آج مین تو اول صورت مین آج ہی اور دوسری صورت مین کل کے روز طلاق پڑیگا
ف حاصل یہ ہی کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اوسی مین طلاق پڑیگا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی قبل اسکے کہ نکاح کرون
مین تجسے یا تجکو طلاق ہی کل روز گذشتہ مین اور نکاح آج کیا ہی طلاق واقع نہوگا اور کہنا اوسکا لغو ہوگا **ف**
اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی قبل نکاح کے روایت کیا اوسکو بغوی نے شرح السنہ
مین حضرت علی رض سے اور دوسری حدیث مین ہی کہ نہین طلاق ہی اوسمین جسکا مالک نہین روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے
ص اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اوس سے کہا کہ تجکو طلاق ہی روز گذشتہ مین
طلاق ابھی واقع ہوجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جب تک کہ مین تجکو طلاق ندون اور پھر چپ رہا طلاق پڑجاویگا اور اگر کہا
کہ تجکو طلاق ہی اگر مین تجکو طلاق ندون تو آخر عمر مین زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا **ف** کیونکہ شرط اوسی وقت پائی گئی
اور طلاق ندینا اوسکا متحقق ہوا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون بعد اوسکے پھر کہا کہ تو
طالق ہی تو اخیر کے قول سے طلاق پڑجاویگا تو اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون تُو طالق ہی
تو ایک ہی طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ اگر عورت سے کہے کہ تو طالق ہی تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہی جیسا
کہ اوپر گذرا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ يَوْمَ يَقْدِمُ زَيْدٌ **ف** یعنی جس روز کہ
زید آوے تو تجکو خیار ہی **ص** اور زید رات کو آیا طلاق واقع نہوگا **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی
اور رہنے اوسکو اس وجہ سے کہ عوام فہم نتھا ترک کیا **ص** اور اگر کہا يَوْمَ اَتَزَوَّجُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ **ف** یعنی
جس دن نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہی **ص** اور نکاح کیا رات کو طلاق واقع ہوجاویگا **ف** اور دلیل اسکی
اصل مین مسطور ہی **ص** اگر کسی مرد نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور اوس سے کہا کہ تجکو دو طلاق ہین جب
تجکو تیرا مالک آزاد کرے اور مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز ہوگا اسواسطے کہ

ف اول صورت مین

بعد آزاد ہونے اوسکے کے خاوند مالک تین طلاق کا ہوجاتا ہی اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہی اور اوسکے خاوند نے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز نہوگا اور امام محمد کے نزدیک رجوع جائز ہی اور عدت اوسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہی اور تین مہینے اگر وہ آئسہ ہی جیسے عدت حرہ کی ہی اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجہسے جدا ہون ساتھ نیت طلاق کے یا کہا کہ مین تجہپر حرام ہون ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی بھی ہو اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی یا نہین یا تجکو طلاق ہی ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع نہوگا اگر کوئی زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اوسکے ایک حصے کا تو نکاح باطل ہوجاویگا بغیر طلاق کے ف لیکن جب خاوند مالک ہوگیا عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملک یمین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح لغو ہوجاویگی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہی اور عورت کو ملک یمین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک اور مملوک ہوجاویگا اور وہ باطل ہی ص اگر خاوند نے اپنی عورت کو اونگلیون کے باطن سے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی عورت کی طرف کی ص تو جتنی اونگلیان کھڑی ہین اوتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے اونگلیون کے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی طلاق دینے والے کی طرف ہی ص تو جتنی اونگلیان بند ہین اوتنے طلاق پڑینگے ف کیونکہ اشارہ کرنا اونگلیون سے واسطے عدد کے اسپر عادت جاری ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینا یہ ہی یہ ہی اور دسون اونگلیون سے تین بار اشارہ کیا اور اخیر بار مین ایک اونگلی بند کرلی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور مروی ہی یہ حدیث ابن عمر سے صحیحین مین کتاب الصوم مین اور سعد بن ابی وقاص سے بھی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق بائن دیا مینے یا کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت دیا مینے یا دیا مینے تجکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا مگر جب کہ حرہ مین نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو اور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل وطی کے تین طلاق ایک بار دیے تو تینون واقع ہوجاوینگے لیکن اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی طلاق ہی طلاق ہی تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہی اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی ایک اور ایک اور اگر کسی شخص نے کہا کہ تجکو طلاق ہی ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مرگئی قبل ذکر کرنے عدد کے تو کلام لغو ہوجاویگا اور کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک قبل ایک کے یا بعد اوسکے ایک ہی تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوءہ مین اور موطوءہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک قبل اوسکے ایک اور ہی یا بعد اوسکے ایک ہی یا تو طالق ہی ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اوسکے ایک اور ہی تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک اور ایک اگر داخل ہوے گھر مین او پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑجاوینگے برابر ہی کہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ ف اور اگر شرط کو مقدم کیا

جیسے کہا ص اگر داخل ہووے تو گھر مین تو تجکو ایک طلاق ہی اور ایک طلاق ہی تو غیر موطوءہ مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک طلاق واقع ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق ف اور موطوءہ مین سب کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگے اور
جب طلاق صریح سے فارغ ہوا تو طلاق کنایے مین شروع کیا اور کہا ص اور دوسری طلاق بالکنایات اور وہ اوس لفظ
سے ہوتا ہی کہ موضوع واسطے طلاق کے نہین اور احتمال طلاق کا رکھتا ہی سو ان لفظون سے طلاق واقع نہوگا مگر
ساتھ نیت کے یا دلالت حال کے ف جیسے ذکر طلاق کا ہو رہا ہو یا غصے کے وقت کہے ص الفاظ کنایے کے
یہ ہین اعتدي یعنی عدت کر استبرئي رحمك یعنی اپنے رحم کو پاک کر انت واحدة تو اکیلی ہی اور ان تینون لفظ
سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف یعنی خاوند کو پہونچتا ہی کہ بدون نکاح جدید کے پھر اوس سے جماع کرے اور
رجعت کر لیوے اور فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سودہ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے اونسے
ذکر کیا اس حدیث کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم مین یہ حدیث گذر چکی ص اور انتِ بائن بتلة بتة یعنی
تو جدا ہی انتِ حرام تو حرام ہی اَنتِ خَلیّة تو خالی ہی انت بریئة تو بری ہی بیزار ہی حبلكِ علی غاربكِ
رسی تیری تیری پشت پر ہی ف غارب کہتے ہین مابین کوہان اور گردن شتر کے اور صراح مین ہی کہ عرب لوگ کہتے ہین
حبلك علی غاربك یعنی جہان چاہے جا تو ص الحقي باهلكِ مل جا اپنے لوگون سے وهبتكِ لاهلكِ
بخشا مینے تجکو تیرے اہل کو سرحتكِ رخصت کیا مینے تجکو فارقتكِ چھوڑ دیا مینے تجکو امرك بيدك تیرا کام تیرے
ہاتھ مین ہی انتِ حرة تو آزاد ہی تقنعي چادر پہن لے تخمّري چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے استتري اپنے تئین
چھپا اغربي دور ہو مجھسے اخرجي نکل جا قومي کھڑی ہو ابتغي الازواج تلاش کر خاوند کو تو ان سب صورتون مین
ایک طلاق بائن پڑجاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ مین یا دو کی
لونڈی مین تو اول صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑجاوینگے ف کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے طلاق بتہ
مین تو حضرت علی سے مروی ہی کہ وہ تین طلاق ہین اور حضرت عمر سے کہ وہ ایک طلاق ہی اور اہل علم کا مذہب یہ ہی کہ مدار
نیت پر ہی اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہی رکانہ بن عبد بن یزید سے کہ انھون نے
طلاق دیا اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی مینے ارادہ ایک کا
کیا تھا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا سو رد کیا اونکی بیوی کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور
وارد ہوئے ہین اس باب مین بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا
اعتدي اعتدي اعتدي بعد اوسکے دعوی کیا کہ اول اعتدی سے نیت طلاق کی تھی اور دوسرون سے نیت حیض کی
تو اگر اس بات پر قسم کھاوے تو اوسکی تصدیق کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہین کی ہی تین طلاق واقع ہوجاوینگے
ف اور اگر تینون بار مین کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا هدايه ص جاننا چاہیے کہ الفاظ طلاق بائن کے تین قسم پر
ہین بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین عورت کے رد کلام کا جیسے اخرجي اذهبي قومي اور بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین

دشنام دہی اور بدگوئی کا جیسے خلیۃ بریۃ بتۃ حرام بائن اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین رد کلام کا
او رنہ دشنام دہی کا جیسے اعتدی استبرئی رحمک انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک بیدک سرحتک
فارقتک تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کوئی لفظ سے ان الفاظ مین سے طلاق واقع نہوگا
اور جب غصے مین ہو تو پہلی دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف رہینگے تو اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہین واقع ہوگا
اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہینگے الفاظ قسم
اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جاوینگے اگرچہ نیت نہو +

باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے کہا کہ امرک بیدک یا اختاری
زوجہ کو اختیار ہی کہ جس مجلس مین اوسکو علم ہوا ہی طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہو وے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اوٹھی
یا جو کام کر رہی تھی اوسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہو جاویگی اور خیار باطل ہوگا ف اور یہ اجماع
صحابہ کا ہی کہ عورت مخیرہ کو خیار ہی مجلس تک روایت کیا عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے
جب مالک کر دے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہو گئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہے سو پھر نہین اختیار ہی
اوسکو اور کہا بیہقی نے کہ اوسمین انقطاع ہی درمیان مجاہد اور ابن مسعود کے اور روایت کیا عبد الرزاق نے جابر سے
کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہی واسطے اوسکے
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطاب اور عثمان
بن عفان کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اوسکو پھر دونون جدا ہو جاوین اوس مجلس سے
تو نہین ہی عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہی اور اسناد مین اوسکی مثنی بن الصباح ضعیف ہی اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اوسکو خیار ہی جب تک اپنی مجلس مین ہے اور اسناد
مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاؤس
سے ایسا ہی ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے
طلب کیا یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اوسکو ٹھہرا کر ایا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف
نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی بمنزلہ اوسکے گھر کے ہی اور جانور کا چلنا بمنزلہ اوسکے چلنے کے ہی تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی
اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہو جاویگی اگر کسی مرد نے نیت تفویض سے عورت کو کہا اختیاری جائز نہین ہی
کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ اخترت نفسی یا اختار نفسی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا
ف اور یہی قول ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اوسی سے اخذ کیا ہے حنفیہ نے کذا فی المبسوط ص اور شرط ہی کہ زوج یا زوجہ
کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اختاری اور زوجہ نے کہا اخترت تو وہ باطل ہی اور صاحب ہدایہ
دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کے اختیار تو بھی طلاق نہ واقع ہوگا حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھون نے

ف یعنی عورت کو تفویض کر دینا طلاق کا اوسکے بیان مین ۱۲ منہ
ص یعنی خیار مخیرہ کا باطل نہوگا ۱۲ منہ
ف مثنی بن الصباح
ف حجاج بن ارطاۃ
ص یعنی ثبوت تفویض کے واسطے

لا بل اختار الله و رسوله اور شمار کیا اوسکو نبی صلی الله علیہ وسلم نے جواب اونکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کر اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مینے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اختاري اختاري اختاري اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مینے اختیار کرنے کر یا کہا کہ اختیار کیا مینے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع ہو جاوینگے بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دیا مینے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور ہدایہ مین ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ غلطی ہی کاتب سے اور صحیح یہ ہی کہ رجعت کا مالک نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اس باب مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہی کہ طلاق رجعی واقع ہوگا اور دوسری مین یہ ہی کہ بائن ہوگا اور یہی اصح ہی اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ مین ہی ایک طلاق مین یا اختیار کر لے ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا امرک بیدک اور نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تینون طلاق واقع ہو جاوینگے اور اگر کہا عورت نے ف یعنی امرک بیدک کے جواب مین جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا مرد نے کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہی آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسون آویگا ص تو رات داخل نہو گی خیار مین تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات مین طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اوسکو رد کرے ف یعنی خاوند کو اختیار کرے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہین ہوتا اور دلیل اوسکی حدیث حضرت عایشہؓ کی ہی جو اوپر گذری اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہؓ پوچھے گئے اوس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار دیا اور اوسنے اوسکو رد کیا اور کچھ نکہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہین ہین اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عایشہؓ سے ص اور پرسون کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہی آج اور کل تو رات داخل ہو جاویگی خیار مین ف تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کرے طلاق واقع ہو جاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہین رہیگا اگر آج عورت اوسکو رد کرے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ مین مذکور ہی ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے نفس کو اور نیت نکی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اور اگر عورت اس صورت مین اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہو جاوینگے ص اور اگر عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اوسکی نیت کی ہی تو تینون طلاق پر جاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی دو طلاق کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اوسکے حق مین بمنزلہ تین کے ہین حرہ مین ف اور دلیل اسکی ہدایہ مین مذکور ہی ص اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور عورت نے اوسکے جواب مین کہا کہ مینے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو اوسکے جواب مین تو کچھ نہین واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طلقي نفسك اور عورت نے کہا اخترت نفسي تو کچھ نہیں واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں ہوئے بلکہ تخییر کے اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑجاویگا کیونکہ وہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہیں ہو نچتا ف یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور کہے کہ اب میں اجازت طلاق کی نہیں دیتا ص اور زوجہ کو بھی جائز نہیں کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہی کہ قبل دینے کے ف یعنی قبل اس بات کے کہ زوجہ اوسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو ص اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اوسکا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا ف یعنی اوس مرد کو ہونچتا ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیوے اور اسی طرح اسکی زوجہ کو اختیار ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیوے ص اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت میں بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ کو اختیار ہی طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہیں ہی کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اوس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئیں تین طلاق دے اور اوسنے اپنے تئیں ایک طلاق دیا ایک طلاق واقع ہوجاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیئے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اوسنے ایک طلاق رجعی دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اوسنے اپنے تئیں ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہی تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اوسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئیں اگر چاہے اور اوسنے تین دیئے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور عورت نے جواب میں کہا کہ چاہا میں نے اگر تو چاہتا ہی اور پھر مرد نے کہا چاہا میں نے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا میں نے طلاق تیرا عورت کے جواب میں تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو ف اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو ترک کیا ص اور ایسا ہی ہی جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر ف جیسے اس جگہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا اور وہ ایک امر غیر معلوم ہی ص اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا میں نے اگر آسمان اوپر ہو زمین کے تو طلاق واقع ہوگا ف تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور اوسنے کہا چاہا میں نے اگر باپ میرا گھر میں ہو اور باپ اوسکا گھر میں تھا تو طلاق پڑجاویگا اور اگر نہیں تھا تو طلاق نہ پڑیگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہی جسوقت یا جب یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے

کہ خاوند نے اوسکو مالک طلاق کا کیا ہی تو جسوقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگی اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق دے جتنے مرتبہ چاہے تو تو عورت کو درست ہی کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق تین تک اور یہ جائز نہین کہ تینون طلاق ایک بار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر پہلے خاوند پاس لوٹ آئی تو اب اوسکو اختیار نہین کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہی جس جگہہ یا جہان چاہے تو تو عورت کو جائز ہی کہ اوسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل مجلس کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جس طور کا چاہے تو اور زوجہ نے جواب مین کہا کہ ایک طلاق بائن چاہا مینے یا تین طلاق موافق چاہنے خاوند کے تو جو چاہا ہی اوس موافق طلاق پڑجاویگی ف یعنی اگر ایک طلاق بائن چاہا ہی تو ایک طلاق بائن پڑیگی اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے ص اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوویگا اور اگر خاوند نے کچھہ نیت نہین کی تو جو عورت چاہے گی اوس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھہ نہ چاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھہ نہ واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہو جاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس بدل گئی اختیار باطل ہوگا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہی کہ ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینیکا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہی کہ تین طلاق دے لیوے

باب الحلف بالطلاق

اور جسوقت اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے تو طلاق بعد نکاح کرنے کے واقع ہوگا جیسے کہے کسی عورت اجنبیہ سے اگر نکاح کرون مین تجسے تو تو طلاق ہی یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طلاق ہی ف تو ان دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوویگا مگر دوسری صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق پڑجاویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی قبل نکاح کے ف یہ حدیث مروی ہی جابرؓ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہین ہی آزاد کرنا مگر بعد ملک کے روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اوسکا حسن ہی اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قبول ہوتی ہی نذر آدمی کی اوس مین کہ اختیار مین نہین اور نہ آزادی اوس مین کہ اختیار مین نہین اور نہ طلاق اوس عورت مین کہ اختیار مین نہین نکالا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور نقل کیا بخاری سے کہ وہ اصح ہی اس باب مین اور حدیثون سے اور دلیل ہماری اس باب مین ہدایہ مین مذکور ہی اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ حدیث محمول ہی اوس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طلاق ہی تو اس صورت مین ہمارے نزدیک بھی طلاق واقع نہوگا اور یہ معنی اسکے منقول ہین شعبی اور زہری سے روایت کیا

ابوبکر رازی سے زہری سے کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہی کہ نہین طلاق ہی قبل نکاح کے تو یہ اوس صورت مین ہی کہ کہا جاوے
کوئی شخص کہ نکاح کر فلانی عورت سے اور وہ کہے کہ اوسکو طلاق ہی لیکن جس شخص نے کہا کہ اگر نکاح کرون مین فلانی عورت
سے پس وہ طالق ہی تو جب نکاح کریگا اوس سے طلاق واقع ہوگا اور بھی روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے مصنف مین
زہری سے کہ کہا انھون نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طالق ہی اور جو لونڈی کہ خریدون مین
وہ آزاد ہی تو جیسا اوسنے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہین وارد ہوا ہی کہ نہین طلاق ہی قبل نکاح کے اور نہین آزادی ہی
مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اوس صورت مین ہی کہ کہے کوئی شخص کہ فلانے کی عورت طالق ہی اور غلام فلانے کا آزاد ہی
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سالم اور قاسم اور عمر بن عبدالعزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور
ابی بکر بن عمرو بن حزم اور عبداللہ بن عبدالرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کرون مین فلانی سے
پس وہ طالق ہی یا جسدن نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہی یا جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے سو وہ طالق ہی
تو جیسا اوسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور ایک لفظ مین ہی جائز ہی یہ اوپر مضمون زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی ص اور شرط صحت تعلیق طلاق کی
یہ ہی کہ یا اضافت کرے طرف ملک کے ف جیسے کہ اوپر گذرا مثلاً کہے اجنبیہ سے کہ اگر نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق ہی
ص یا تعلیق کے وقت ملک موجود ہو تو اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ اگر کلام کرون مین تجھسے تو تو طالق ہی اور پھر نکاح کرکے اوس سے
کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا ف اسواسطے کہ دونون شرطین فوت ہوئین کیونکہ نہ اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے اور
نہ ملک کا وجود تھا وقت تعلیق کے ص اور اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہی اور وہ گھر مین داخل ہوئی
تو طلاق پڑجاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہہ ملک موجود ہی اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر مین آوے تو
یا جب گھر مین آوے تو یا جسوقت گھر مین آوے تو تو طالق ہی تو بعد گھر مین آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اوسکے شرط
پوری ہوجاویگی یعنی پھر بعد اسکے اگر گھر مین جاویگی تو اب طلاق نہ پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر مین آوے تو تجکو طلاق ہی
تو جس بار گھر مین آویگی طلاق واقع ہوویگا اور بعد تین طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہوجاویگی تو اگر بعد تین طلاق واقع ہونے کے
حلالہ کرکے پھر اوس سے نکاح کیا تو اب جو گھر مین آویگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کرون مین تجھسے تو تو
طالق ہی تو شرط باطل نہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اوس سے نکاح کریگا طلاق واقع ہوجاویگا اور بعد یمین کے اگر زوال
ملک[ل] ہو تو یمین باطل نہوگی تو اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئے یمین تمام ہوجاویگی اور طلاق واقع ہوگا ف صورت اسکی
یہ ہی کہ اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تو طالق ہی بعد اوسکے پھر ایک طلاق بائن بالفعل اوسکو دیکے
جدا کیا اور عدت تمام ہونے کے بعد پھر اوس سے نکاح کرلیا اور اب وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو وہ شرط پہلے کی متحقق
ہوگی اور طلاق پڑجاویگا اگرچہ درمیان مین اسکی ملک زوجہ سے زائل ہوگئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک مین متحقق
نہوئے تو یمین تمام ہوجاویگی اور کچھہ واقع نہوگا ف صورت اسکی یہ ہی کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی
تو تجکو طلاق ہی بعد اسکے اوسکو ایک طلاق بائن بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر مین داخل ہوئی
تو قسم تمام ہوگئی یعنی ساقط ہوگئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی

[ل] یعنی ملک نکاح باقی نہو ۱۲

اوس عورت مین کہ نہ مالک ہوا وسکا تو اگر پھر اب اوس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر مین داخل ہوگی طلاق واقع نہوگا
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر مین
جاوے اور تین طلاق نہ پڑین تو اوسکا حیلہ یہ ہی کہ بالفعل اوس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنے
کے وہ گھر مین داخل ہو پھر اوس سے نکاح کرے تو اب گھر مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل ہوگئی ف
اس سبب سے کہ وہ پہلے ایک بار گھر مین جاچکی ص اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے مین اختلاف ہوا ف مثلا
خاوند نے کہا کہ تو گھر مین نہین آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی ص تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ عورت گواہ لاوے اپنے
مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوجہ کے کہے معلوم نہین ہوتی تو اوسمین قول زوجہ کا معتبر ہوگا اوسی کے حق مین ف
اور غیر کے حق مین معتبر نہوگا ص مثلا خاوند نے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے تو تو اور فلانی میری بیوی طالق ہی یا کہا کہ اگر تون
اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہی تو تجکو طلاق ہی اور غلام میرا آزاد ہی اور عورت نے کہا مین حائضہ ہونی یا مین دوست رکھتی ہون
اللہ کے عذاب کو تو اول صورت مین فقط اوسکو طلاق ہوجاویگا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑیگا اور دوسری صورت مین بھی
اوسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے تو طالق ہی پھر اوسکو حیض آیا
تو جب تین دن برابر خون دیکھےگی اوسوقت حکم کرینگے طلاق کا اول روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے خون کے تیسرے دن
معلوم ہوگا کہ خون اول روز کا حیض ہی تو اوسی روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو پھر کہا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طالق ہی
تو جب حیض سے پاک ہوویگی اوسوقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض اوسی وقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روز روزہ رکھےگی
تو تجکو طلاق ہی اور اوسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جسدن روزہ رکھا ہی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ
اگر تو روزہ رکھےگی تو تجکو طلاق ہی ف اور قید ایک روز کی نہ کی ص اور اوسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ
ایک ساعت بھی رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنےگی تو تجکو ایک طلاق ہی اور اگر لڑکی جنےگی تو تجکو
دو طلاق ہین اور زوجہ نے اوسکی دونون کو جنا اور معلوم نہین کہ اول کسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ وفی ما
بین اللہ دو طلاق واقع ہونگے ف تو اگر قبل اسکے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اوسکو یہ چاہیے کہ پھر وطی نکرے
اوس سے یہان تک کہ حلالہ نہووے اگرچہ قاضی اوسکی حلت کا حکم کرے ص اور عدت تمام ہوجاویگی دوسرے کے
جننے سے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ص اور اگر
طلاق کو معلق کیا دو چیزون کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہی کہ دونون
چیزین ملک مین پائی جاوین ف جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہی
اور زوجہ نے دونون سے کلام کیا اور نکاح قائم ہی ص یا دوسری چیز فقط ملک مین ہووے اور اول نہووے
ف جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجکو طلاق ہی اور پھر بعد اسکے ایک
طلاق بالفعل اوسکو دے دیا اور جب عدت تمام ہوئی اوسنے زید سے کلام کیا بعد اسکے پھر اوسکو خاوند نکاح مین لایا اور
نکاح کر اوسنے عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہوجاویگا ص اور اگر دونون [illegible] سے کوئی ملک مین نہووے

۵ ترجمہ اور جو عورتین حمل والی ہین تو میعاد اونکی یہ ہی کہ وضع کرین حمل اپنا ۱۲

ف جیسے زوجہ نے بعد گذرنے عدت کے زید اور عمرو دونون سے کلام کیا **ص** یا اول چیز ملک مین ہووے
اور دوسری نہووے **ف** جیسے زوجہ نے حالت نکاح مین کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اوسکو ایک طلاق
بالفعل دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے اوسنے عمرو سے کلام کیا **ص** تو طلاق واقع نہوگا اور تنجیز **ف** یعنی
بالفعل طلاق دے دینا **ص** باطل کرتا ہی تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر اور پھر قبل وجود شرط کے
تین طلاق بالفعل دے دیے اور بعد اوسکے وہ عورت حلالہ ہوکے پھر اوسی خاوند پاس لوٹ آئی اور اب شرط متحقق ہوئی
تو کچھہ نہ واقع ہوگا **ف** مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے اپنی زوجہ رحیمہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجکو تین طلاق ہین
اور پھر رحیمہ کو تین طلاق بالفعل دے دیے اور رحیمہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اوس سے جماع کر کے
پھر اوسکو طلاق دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے رحیمہ سے زید نے پھر نکاح کر لیا اور اب رحیمہ گھر مین داخل ہوئی تو
کچھہ واقع نہوگا **ص** اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا اوپر وطی کے یعنی یہ کہا کہ اگر مین تجھسے وطی کرون تو تجکو
تین طلاق ہین اور پھر حشفہ کو فرج مین داخل کیا اس طرح پر کہ دونون ختنے مل گئے تو خاوند پر عقر واجب نہوگا اگرچہ دیر
کی ہو **ف** اور اگر باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عقر واجب ہوگا **هدایہ ص** اور عقر کہتے ہین مہر مثل کو اور بعضون کے
نزدیک عقر اجرت ہی وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہی اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی اور
اگر زوجہ کا طلاق رجعی اوسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جبتک نکالکے پھر نڈالا اور جو نکالکے ڈالے
تو رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب ہوگا **ف** اور امام ابی یوسف کے نزدیک طلاق رجعی مین فقط دیر تک ڈالے رہنے سے
بھی رجعت ثابت ہوگی **هدایہ ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہی انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا
ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کھائی ساتھہ طلاق یا عتاق
کے اور کہا انشاء اللہ اوس سے ملا ہوا تو نہین حینث ہی اوپر کہا زیلعی نے تخریج مین غریب ہی اس لفظ سے اور روایت
کیا ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جسنے قسم کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اوسپر حنث نہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کیا ابن عدی
نے کامل مین عطاء سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے
تو طالق ہی انشاء اللہ یا اپنے غلام سے تو آزاد ہی یا مین جاؤنگا خانہ کعبہ مین انشاء اللہ تو اوسپر کچھہ حنث نہین اور
اسناد مین اوسکی اسحق کعبی ہی ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا عبد الرزاق اور دارقطنی نے مکحول سے
انھون نے معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے
اور دشمن زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہین ہی استثنا واسطے اوسکے اور غلام
آزاد ہی اور جسوقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اوسکے ہی استثنا اوسکا اور نہین طلاق ہی عورت پر انتہی اور
ذکر کیا اوسکو عبد الحق نے احکام مین جہت دارقطنی سے اور کہا کہ اسناد مین اوسکی حمید بن مالک ہی اور وہ ضعیف ہی
اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور مکحول نے معاذ سے نہین سنا اور وہ منقطع ہی **ص** اگر زوجہ قبل کہنے

انشاء اللہ سے کہ مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مرگیا طلاق واقع ہوگا **ف** یعنی سارا لفظ انشاء اللہ
کا نہ کہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو تین طلاق ہین مگر دو تو ایک
طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ اوا ہمیت
مین اوسنے تین سے دو نکال لیے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت مین تین سے ایک تو دو رہ گئے **ص**
اور اگر کہا تجکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین

باب طلاق مریض کے بیان مین

جو شخص کہ غالب اوسکی ہلاکت ہی بسبب مرض کے ہو یا نہو جیسا کہ وہ شخص جو واسطے حاجتون کے گھر سے باہر
نہین نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر اوسپر قدرت رکھتا ہی یا جو صف قتال مین واسطے قتال کے آگے کیا جاوے
یا اوسکو واسطے قتل کے باہر لاوین قصاص مین یا حد مین اگر اوسی حالت مین مرجاوے چاہے دوسرے سبب
مرا ہووے تو تصرف اوسکا ثلث مال سے زیادہ مین درست نہین اور اگر طلاق بائن دے دیوے اپنی عورت کو
اور مرجاوے اوسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اوسکی وارث ہوگی **ف** جب کہ وہ عورت عدت
مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی **ہدایہ ص** اور امام شافعی کے نزدیک وارث نہوگی **ف** اور
امام مالک کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمر اور عایشہؓ
اور ابن مسعود اور ابراہیم اور شریح اور طاؤسؒ سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت مین ہو اور بھی
روایت کیا امام محمد نے ابراہیم سے انھون نے شریح سے کہ حضرت عمر نے لکھا طرف اوسکے کہ جو شخص طلاق دے
اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اوسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اوسکی عدت گذر جاوے تو
نہین ہی میراث واسطے اوسکے اور موطا مین ہی مالك انّه سمع ابن شهاب يقول اذا طلّق الرجل امرأته
ثلثا وهو مريض فانّها ترثه یعنی کہا ابن شہاب نے کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ
عورت وارث ہوگی اوسکی اور وارث کیا حضرت عثمانؓ نے عبد الرحمن بن عوف کی عورت کو اور انھون نے طلاق دی
دیا تھا اوسکو مرض مین اور نقل کیا امام مالک نے کہ عدت اوسکی گذر گئی تھی اور روایت کیا شافعی نے اور لوگون سے
سوائے مالک کے کہ عبد الرحمن بن عوف مرے اور بیوی اونکی عدت مین تھی ایسا ہی تہذیب الاسماء مین کہا
شیخ ابن الہمام نے کہ قول مالکیہ کا کہ حضرت عثمان نے وارث کیا تھا اوسکو بعد عدت کے معارض ہی ساتھ قول جمہور کے
کہ وہ عدت مین تھی **ص** لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیے تو امام شافعی کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسی طرح
اگر طلاق دیا اوسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہی اور لیکن نزدیک امام شافعی کے
سو ہو اسطے کہ کنایات اونکے نزدیک طلاق رجعی ہین لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ
اوسی حال مین مرا ہووے اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دے کے طلاق لے لیا
اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اوسنے اوسکو تین طلاق دے دیے تو ہمارے نزدیک

زوجہ اوسکی وارث ہوگی اور یہی وارث ہوگی اگر اوسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ دیا شہوت سے اسواسطے کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہے نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہے اوسنے اگر اپنی زوجہ سے لعان کیا **ف** اور لعان کا بیان آگے آتا ہے **ص** اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہوگئی اور زوج اوسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک زوجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک اوس سے قریب نہوا اور دونون مین جدائی ہوگئی بعد اوسکے زوج اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر کے واسطے حوائج کے باہر آوے اگرچہ بیمار ہو یا اوسکو تپ ہو اور جو کہ بند ہو جاوے یا صف قتال مین ہووے یا قصاص اور رجم کے واسطے قید ہو اور اپنی جورو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اوسکے مرنے کے زوجہ وارث نہوگی اگرچہ اوسی حالت مین مرا ہووے یا قتل ہووے اور جو اوسکی زوجہ نے اوس سے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا اور زوجہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اوسکو تین طلاق دیے زوجہ اوسکی وارث نہوگی **ف** اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین خود راضی طلاق سے ہوگئی **ص** اور اگر بحکم زوجہ کے اوسکو تین طلاق دیے اور پھر اوس مرض سے صحت پا کے مرا تب بھی وارث نہوگی **ف** اسواسطے کہ جب مریض بیچ مین اچھا ہوگیا تو حکم مرض کا باقی نہ رہیگا **ص** اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مینے تجکو تین طلاق صحت مین دیے تھے اور عورت نے تصدیق کی اور عدت گذر گئی یا زوجہ کو اوسکے حکم سے تین طلاق دیے بعد اوسکے خاوند نے اقرار کیا کہ زوجہ کا مجپر کچھ قرض ہے یا کچھ اوسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہے میراث سے تو اوسکو اقرار اور وصیت کے موافق ملیگا اور اگر میراث کم ہے اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی بہرحال جو کم ہوگا وہی ملیگا **ف** اور صاحبین کے نزدیک اقرار اور وصیت اوسکا صحیح ہے تو دونون صورتون مین موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا **ص** اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہے جیسے کسی وقت کے ساتھ یا فعل سے کسی اجنبی کے **ف** اور شرط پائی گئی مثلا کہا کہ اگر رجب آوے تو تجکو تین طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو تین طلاق ہین **ص** اور اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ اوسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین تعلیق کی ہو اور مرد کو اوس فعل سے چارہ ہے جیسے بات کرنے پر اجنبی سے یا چارہ نہین ہے جیسے کھانا طعام کا اور نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوئے اور فعل ایسا ہے کہ عورت کو اوس سے چارہ ہے جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت وارث نہوگی اور اگر اوس فعل سے عورت کو چارہ نہین جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین ہے اور زوجہ کو اوس فعل سے چارہ ہے تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہے تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث نہوگی **ف** اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہے **ص** اور اگر طلاق رجعی معلق کیا کسی شرط پر اور قبل گذرنے عدت کے عورت مرگئی تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی **ف** برابر ہے کہ طلاق دیا ہو

صحت مین یا مرض مین اوسکی طلب سے یا بغیر اوسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر جو اوسکو چارہ ہو یا نہو جلبی ص اور تمام صورتون مین اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اوس سے وارث نہوگی تو میراث خاص ہی اوسی صورت مین جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمر رض نے طرف شریح کے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اوسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اوسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہی میراث واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو امام محمد نے اور امام مالک کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرلے جیسا کہ اوپر اسکا بیان تفصیل گذر چکا

باب رجعت کے بیان مین

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہی خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اوس سے رجعت کرے برابر ہی کہ وہ راضی ہو یا نہو ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جاوین وہ قریب اپنی میعاد کے تو روک رکھو اونکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ مین ہی اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اوس سے رجعت درست ہی فقط ف اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہو جاتی ہی جیسے حرہ بعد تین طلاق کے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذری ص اگر کہے کہ رجوع کیا مین نے تجھسے (اگر عورت حاضر ہو ۱۲) یا رجوع کیا مین نے اپنی عورت سے (اگر عورت غائب ہو ۱۲) رجوع ثابت ہوگا اور اگر وطی کر لیا یا بشہوت اوسکو مس کیا یا اوسکی فرج کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہی اور امام شافعی کے نزدیک بغیر زبان سے کہنے کے رجعت ثابت نہوگی ف اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور یہ مطلق ہی ص اگر زبان سے کہکے رجعت کرے تو مستحب ہی کہ اوسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کر دے کہ مین نے تجھسے رجعت کی ف اور گواہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردون کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اپنی عورت سے رجعت کی ص اور اگر شہادت نکرے تب بھی رجعت صحیح ہی ف اور یہی مذہب ہی امام احمد اور امام مالک کا اور امام شافعی کے نزدیک ایک روایت مین رجعت نہین صحیح ہی مگر گواہون کے سامنے اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے سورہ طلاق مین وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور ہم کہتے ہین کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہی اور دلالت کرتا ہی اسپر کہ اللہ تعالی نے فرقت مین بھی فرمایا ہی فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور جیسا کہ فرقت مین شہادت شرط نہین ایسا ہی رجعت مین اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کیا ابوداود نے سنن مین کہ عمران بن حصین پوچھے گئے اوس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اوس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا اوسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کر لے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ رجعت مین گواہ کرنا مسنون ہی اور یہی ہمارا مذہب ہی اور بھی اس حدیث مین اشارہ ہی کہ رجعت جماع سے بھی ہو جاتی ہی نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہی ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہی کہ اوسپر داخل ہونے سے

۵۱ یعنی گواہ کر دو دو انصاف والون کو

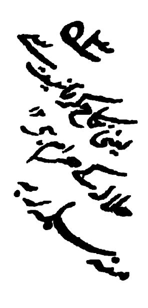
بدون اذن کے اور خبردار کرنے کے **ف** اور ماثور ہی یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے **ص** اگر خاوند نے طلاق رجعی کی عدت گذرنے کے بعد دعوی کیا کہ مینے عدت مین عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعوی باطل ہی اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت پر اس صورت مین قسم نہین کیونکہ رجعت اون چیزون مین سے ہی کہ امام صاحب کے نزدیک اونمین قسم نہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک قسم لازم آویگی **ص** اگر خاوند نے عورت سے طلاق رجعی کی عدت مین کہا کہ مینے تجہسے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری گذر گئی اگر اوس مدت مین احتمال اوسکا ہو سکے (یعنی عدت گذرنے کا ۱۲) تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہو جاویگی اور اسی طرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنے کے اوسکے مالک سے کہا کہ مینے اوس سے رجعت کر لی تھی عدت مین اور مالک نے اوسکی تصدیق کی اور لونڈی نے اوسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا اور اسی طرح اگر لونڈی سے اوسکے خاوند نے کہا کہ مینے تجہسے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولی اور خاوند نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول زوج اور مولی کا **ف** اور دلیل اسکی ہدایہ مین مذکور ہی **ص** جو عورت کہ عدت مین ہی اگر اوسکا تیسرا حیض دسوین روز تمام ہو تو بمجرد پاک ہونے کے عدت تمام ہو گئی اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو جب تک کہ غسل نکرے یا وقت نماز فرض کا اوسپر نہ گذر جاوے یا تیمم کر کے نماز نہ ادا کرے عدت تمام نہوگی اور اگر اوسنے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی اور خاوند نے رجعت کر لی درست ہی اور اگر ایک عضو سے کم چھوٹ گیا تو رجعت ثابت نہوگی **ف** اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ مضمضہ اور استنشاق ترک کرنا بمنزلہ ترک کرنے ایک عضو کامل کے ہی اور اونہی سے ایک روایت مین اور امام محمد کے نزدیک وہ ایک عضو کے حکم مین نہین اسواسطے کہ اونکی فرضیت مین اختلاف ہی بخلاف اور اعضا کے کذا فی الہدایہ **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیا اور اوسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا بعد اوسکے پھر اوس سے رجعت کر لی اور زوجہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم مین جنی تو رجعت صحیح[۱۵] ہوگی کیونکہ معلوم ہوا کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہین ہوتی تو خاوند اپنے انکار مین کاذب ہوگا اسواسطے کہ لڑکا واسطے صاحب فراش کے ہی **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہی ابو ہریرہ رضؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکا صاحب فراش کا ہی اور زانی کو محرومی ہی روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے حدیث سے اونکی اور حضرت عایشہ رضؓ کی ایک قصے مین اور روایت کیا اوسکو نسائی نے ابن مسعود سے اور ابو داؤد نے عثمان رضؓ سے **ص** اور اگر بعد جننے کے ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے ایام عدت مین اوس سے رجعت کر لی تو صحیح ہی **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اوسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے اوس سے رجعت کی رجعت صحیح نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنی تو رجعت درست ہوگی اسلیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا

[۱۵] بعد ایک طلاق سے رجعت صحیح ہوگی ۱۲

ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی تو جب وہ عورت جنے گی طلاق پڑجاویگی اور اگر بعد چھ مہینے کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم مین چھ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی اور عورت تین حمل مین تین بار جنی تین طلاق پڑجاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہوجاویگی ف اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑگیا اور عورت معتدہ ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ہوگئی اور دوسرا طلاق پڑگیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور تیسرا طلاق پڑگیا ہدایہ ص جس عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت مین زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اوس سے رجعت کرے ف ہدایہ مین ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بے ضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت ضرورت کے ص اور خاوند کو جائز نہین کہ زوجہ کو جو عدت مین طلاق رجعی کی ہو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے یہان تک کہ اوسکی رجعت پر گواہ کرلے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیہ یعنی نہ نکالو اونکو اونکے گھرون سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اون عورتون مین جو معتدہ ہین طلاق رجعی سے اور مراد یہان یہ ہی کہ شہادت کردینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق رجعی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعی کے نزدیک وطی درست نہین یہان تک کہ زبان سے رجعت کرے اور ہمارے نزدیک وطی خود رجعت ہی ف اور یہی قول ہی امام احمد کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصین کا جیسا کہ گذرا روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اوسکو دوسرا طلاق دے تو پڑجاتا ہی اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اونکے زیادہ حقدار ہین اونکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہین ہوسکتا جب تک وہ عورت اوسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر مین مذکور ہی ص اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اوس عورت سے عدت مین یا بعد عدت کے نکاح کرے ف اسواسطے کہ جب تین طلاق دیگا تو اوسکا حکم آگے آتا ہی ص اور اگر تین طلاق دے آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اوسکو حلال نہین ہوتی جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح نکرے اور نکاح صحیح ہو اور وہ پھر اوسکو طلاق دے یا مرجاوے اور عدت گذر جاوے یہ مذہب اکثر لوگون کا ہی اور سعید بن المسیب کے نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہین بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اوس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی تو حلالہ کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اس حدیث کے یہان تک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اوسکا جاری نہوگا ف میزان شعرانی مین ہی کہ اتفاق کیا ایمہ اربعہ نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اوسکو وہ درست نہین یہان تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہی اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی

کہ اگر نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہو گی انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہے کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دیا مجکو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجسے اور اوسکے پاس کنارہ ہی کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو یہ چاہتی ہے کہ پھر رفاعہ کے پاس چلی جاوے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شیرہ یعنی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرہ یعنی تیری روایت کیا اوسکو بخاری مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین سے یہ ہے کہ تین طلاق دیے تھے اوسکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اوسکا مالک نے موطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کیا جماعت نے حضرت عایشہ رضی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے وہ اوسکو قبل جماع کے کیا حلال ہے وہ عورت اب پہلے خاوند کو واسطے فرمایا آپ نے نہین یہان تک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اوسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے مقاتل بن حبان سے مانند اسکے ص اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہے ف جب حشفہ فرج مین داخل ہو جاوے اور لڑکا بعضون نے لکھا ہے کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضون نے لکھا ہے کہ دس برس کا ہو اور ہدایہ مین ہے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اوسکی متحرک اور شہوت ہوتی ہو اور نہایہ مین ہے نقلا عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کر دے تو حلالہ ثابت نہوگا بہرحال شہوت اور ادخال معتبر ہے ص اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہووے اور اوسکے امثال جماع کرتے ہون اور ضرور ہے کہ آلت اوسکی متحرک ہو اور اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہے ف مثلاً کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے اس شرط سے کہ حلال کر دونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور حلبی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین اور شرط نکرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ اجر پاوینگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہے کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کیجاوے روایت کیا اوسکو دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قول مقتضی ہے تحریم کو ص لیکن حلال ہو جاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اوسکی گذر گئی اور اوسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا ف اجماع کیا ایمہ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کر دیتا ہے تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہو جاویگا اور تین سے کم مین خلاف ہے اور ہماری دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند حلت کا ثابت کرنے والا ہے اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کر دیا تو تین سے کم کو بدرجۂ اولی ساقط کر دیگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کیا محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے انہ قال یہدم الزوج الثانی

فرمایا حضرت عائشہ نے کہ عسیلہ جماع ہے ۱۲ ک ... یعنی ... اور ... نہین ... ۱۲



الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَالثَّلٰثَ یعنی ساقط کردیتا ہی دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمرؓ نے
اور امام محمد کی دلیل وہی جو روایت کیا بیہقی نے طریق شافعی سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان
بن یسار سے کہ ان سبھون نے سنا ابا ہریرہؓ سے کہ فرماتے تھے پوچھا مینے عمر بن الخطاب سے اوس شخص سے کہ طلاق دیا اپنی
عورت کو ایک یا دو پھر عدت اوسکی گذر گئی اور نکاح کیا اوسنے دوسرے خاوند سے اور بعد نکاح کیا اوس سے اول
خاوند نے کہا حضرت عمرؓ نے کہ وہ عورت اوتنے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے ہے اور بھی روایت کیا بیہقی نے حکم بن عیینہ
سے انھون نے یزید بن جابر سے انھون نے اپنے باپ سے کہ سنا انھون نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرماتے
تھے وہ عورت اوتنے پر ہی جتنے طلاق باقی رہے ہے یہ خلاصہ ہی اوسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص**
اور جس عورت کو تین طلاق دیے ہین اگر اوسنے بعد ایسی مدت کے کہ اوس مین حلالہ ہو سکتا ہی کہا کہ مین حلالہ سے فارغ ہوئی
اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہی تو اوسکو درست ہی کہ اوسسے نکاح مین لاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ اقل اس مدت کے
اونتالیس روز ہین اسواسطے کہ حلالہ مین تین حیض اور دو طہر ضرور ہین اور اقل مدت حیض کے تین روز
ہین اور طہر کے پندرہ دن تو سب ملاکر اونتالیس روز ہوئے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

باب ایلاء کے بیان مین

ایلاء شرع مین اسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کھائے کہ مدت ایلاء مین عورت سے قریب نہوئیگا اور مدت ایلاء کی
واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الآیہ ترجمہ جو لوگ کہ ایلاء کرتے ہین اپنی عورتون سے انتظار ہی چار مہینے کا **ص**
اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہین **ف** اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے لونڈی اور
آزاد دونون کے لیے چار مہینے ہین اور امام مالک کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہین اور
واسطے مرد آزاد کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء مین اعتبار مردون کا کرتے ہین اور ہم عورتون کا **ص** اور حکم ایلاء کا
یہ ہی کہ اگر وطی نہ کی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ
کا ہی اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ مُوْلی ٹھہرایا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے
اور دلیل اونکی وہ ہی کہ روایت کیا بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ گذرجاوین چار ماہ ٹھہرایا جاویگا
یہانتک کہ طلاق دیوے اور روایت کیا مالک نے موطا مین حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت
کہ ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اوسپر طلاق تو اگر گذرجاوین چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہانتک کہ
طلاق دیوے یا رجوع کرلے اور روایت کیا امام احمد نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھون نے طاوس سے
انھون نے عثمان سے مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہی کہ معارض ہی حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ
نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا
إِذَا آلٰى فَلَمْ يَفِيْ حَتّٰى مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہ جسوقت

یعنی جس میں حیض نہیں ۱۲
یعنی ایلاء کرنیوالا
یعنی اوسکو مہلت دیجائیگی ۱۲

ایلاء کرے اور نہ رجوع کرے یہان تک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہی اور معارض ہی روایت مالک کے وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعود تھے فرماتے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس ان سبنے فرمایا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت مستحق ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور معارض ہی روایت احمد کے وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے عطاء خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابت فرماتے تھے ایلاء مین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کیا ہمنے عثمان بن عفان اور زید بن ثابت سے بہتر ہی اوس سے کہ روایت کیا اوسکو احمد نے عثمان سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہی موصول ہی بخلاف روایت امام احمد کے کیونکہ اوسمین حال رجال کا معلوم نہین حبیب تک اور منفصل کیا انھون نے اوسکو اور نہین معلوم ہی کہ طاؤس نے اخذ کیا ہی عثمان سے اور وہ جو روایت کیا مالک نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہی مثل روایت قتادہ کے اور دونون ہم عصر ہین اور وہ جو روایت کیا ہمنے عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس سے رجال اونکے سب ایسے ہین کہ اخراج کیا اونسے شیخان نے صحیحین مین تو نہین تفوق ہی روایت بخاری کو ابن عمر سے ہماری روایت پر اور مین کہتا ہون کہ اور نکی صحابہ سے مثل ہمارے مروی ہی اخراج کیا دار قطنی نے مسلم بن شہاب سے انھون نے سعید بن المسیب سے اور ابی بکر بن عبد الرحمن سے تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور خاوند مالک ہی اوسکے رد کا جب تک وہ عدت مین ہی مگر اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہی اور مسند عبد الرزاق مین ہی حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ آلَى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهِ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَضَرَبَ فَخِذَهُ وَقَالَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيقَةٍ یعنی ایلاء کیا نعمان نے اپنی عورت سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تو ماری انھون نے ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر گئین چار مہینے تو سمجھو ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ اور شعبی اور نخعی اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دار قطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے عطاء اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیب اور ابی بکر بن عبد الرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے اور ہدایہ مین ہی وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلَاثَةِ[1] وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اور کہا امام محمد نے موطا مین پہنچا ہمکو حضرت عمر اور عثمان اور تین عبد اللہ سے اور زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے جسوقت کہ ایلاء کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہو گئی ساتھ ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس نے تفسیر آیت شریف مین مانند اسکے اور ابن عباس زیادہ جاننے والا ہی تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہ کا ہی اور اکثر فقہا کا انتہی ص تو مدت ایلاء سے کم کی اگر

[1] یعنی عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲

قسم کھاویگا تو ایلاء ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
نے نہین ایلاء ہی کم مین چار مہینے سے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ کہا
انھون نے جب ایلاء کرے مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور میعاد تک نہ پہونچے یعنی چار مہینے
تک تو نہین ہی وہ ایلاء اور اخراج کیا مانند اسکے عطاء اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کیا
بیہقی نے کہ کہا ابن عباس نے تھا ایلاء جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا
اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر کم ہو چار مہینے سے تو نہین ہی ایلاء وہ ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور
اگر وطی کر لی مدت ایلاء مین تو قسم مین حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم آویگی ف اور اسکا بیان آگے آتا ہی ص
اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے قربت نہ کرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نکرونگا یا کہا
کہ اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو مجھپر حج ہی یا روزہ ہی یا صدقہ ہی یا تو طالق ہی یا غلام میرا آزاد ہی تو ان سب صورتون مین
ایلاء ثابت ہوگا ف اور یہی قول ہی امام شافعیؒ کا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس نے جو
قسم کہ مانع ہو جماع سے تو وہ ایلاء ہی ذکر کیا اوسکو شیخ عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین ص اب اگر مدت ایلاء مین
اوسکے ساتھ نزدیکی کرے تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہی تو کفارہ قسم کا لازم آویگا ف اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان
مین مسائل مجمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعی مین کہ اونکے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالی
فرماتا ہی فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سو اگر رجوع کرین تو اللہ بخشنے والا ہی بڑا مہربان اور اللہ تعالی نے
جب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اوسکا گناہ عفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہی کہ یہ وعدہ مغفرت کا آخرت مین ہی
اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ
الخ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ
بِمَا هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لِيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر دوسرے کام کو بہتر دیکھے تو کرے وہ کام
اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارۂ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین مین انشاء اللہ آویگا اور روایت کیا
ترمذی نے عایشہ رضہ سے کہ کہا انھون نے کہ ایلاء کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیون سے اور حرام کیا
پھر کیا حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اوسکے سب ثقہ ہین اور یہ حدیث ظاہر ہی کہ ہمارے
مطلوب پر دلالت کرتی ہی ص ورنہ جزا ف یعنی حج کی صورت مین حج کرنا پڑیگا اور روزے کی صورت مین
روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت مین غلام آزاد ہو جاویگا ص اور ساقط ہو جاویگا ایلاء اور اگر اوس مدت مین
اوس سے وطی نہ کی ایک طلاق بائن پڑ جاویگا ف اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی ص اور حلف موقت ساقط
ہو جاویگی ف حلف موقت اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین کوئی مدت معین مذکور ہووے ص تو اگر پھر اوس سے
نکاح کرے اور چار مہینے تک اوس سے نزدیکی نکرے طلاق واقع نہوگا اور حلف مؤبد ساقط نہوگی ف یعنی جس
حلف مین کوئی مدت مقرر نکرے مثلا یون کہے قسم خدا کی مین تجھسے قربت نکرونگا ص تو اگر بعد نکاح کے پھر چار مہینے

دو بائنہ ہوگئی تو اگر اب پھر اوس سے نکاح کرے اور چار مہینے تک از خود وطی نہ کرے تو طلاق واقع ہوگا ۱۲ منہ سلمہ ربہ

اوس سے نزدیکی نکی پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اوس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو پھر طلاق واقع ہوگا اور
یہ تیسر اطلاق ہی اور عورت بائن ہو جاویگی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اوس سے نکاح درست نہین **ص** اور
اگر بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اوس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہو جاویگا اور قسم باقی رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک
اوس سے نزدیکی نکریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہین رہا اور اگر نزدیکی کریگا حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا
لازم ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہی اور یہ صورت جب ہی کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیزون پر معلق کیا ہو اور اگر طلاق پر
ف جیسے کہے اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو تو طلاق ہی **ص** تو قسم باقی نرہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل
تین طلاق دے دینا باطل کرتا ہی تعلیق کو **ف** جیسا کہ اوپر کتاب الطلاق مین بیان کر چکے تو صورت مسئلے کی یہ ہی
کہ کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تجھکو طلاق ہی اور پھر بالفعل اوسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدیے
اور وہ عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح مین آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہی تعلیق کو
ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے نزدیکی نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون
کے تو ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجھسے قربت نکرونگا اور ایک دن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی مین
تجھسے دو مہینے قربت نکرونگا بعد اون دو مہینون کے جو اول ہین اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی
دو مہینے پر **ف** اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا **ص** اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایک دن کم **ف**
اسواسطے کہ اول دو مہینون سے ایکدن گذر گیا ہی تو سب چار مہینے پورے نہوئے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی **ص**
اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجھسے نزدیکی نہ کرونگا مگر ایکدن تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ
ایلاء اوسوقت ہوتا ہی کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہہ ممکن ہی کہ
بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایک روز اوس سے وطی کرے لیکن اگر ایک روز وطی کر لی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ
اوس سے باقی رہے تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا هدایه
ص اگر کوئی شخص بصرے مین ہی اور اوسنے قسم کھائی کہ مین کوفے مین نجاؤنگا اور عورت اوسکی کوفے مین ہی تو
ایلاء نہوگا **ف** کیونکہ ممکن ہی کہ عورت کو کوفے سے باہر نکال کے اوس سے وطی کرے **ص** جس عورت کو کہ
طلاق رجعی دیا ہی قبل گذرنے عدت کے اوس سے ایلاء درست ہی اور جو عورت کہ اوسکو طلاق بائن دیا ہی یا اجنبیہ ہی
تو اوس سے ایلاء جائز نہین **ف** تو اگر بعد قسم کے اوس عورت مبانہ کو یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اوس سے وطی کی
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اوس سے چار مہینے تک وطی نہ کریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا
لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھہ خاص ہی نہ غیر عورتون سے
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغر سنی عورت کے یا رتق کے
ف رتق کے معنی بند ہو جانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقا ہی یعنی اوس سے جماع نہین کرسکتے بسبب اس بات کے
کہ اوسمین سوا پیشاب کرنے کی جگہہ کے اور کوئی سوراخ نہین ہوتا هکذا فی المغرب **ص** یا بسبب ہونے زوجہ کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اوسکا رجوع زبان سے ہوجاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مینے اوس سے تو اگر مدت ایلاء کی گذر جاوے طلاق واقع نہوگا جب وہ عاجز رہے تو اگر قبل مدت گذرنے کے وطی پر قادر ہوگیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اوسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہی اوسی موافق پڑیگا ف اور مروی ہی موطا مین کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے انتِ عَلَیّ حرام مین کہ وہ تین طلاق ہین اور یہ جب ہی کہ نیت کر تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمرؓ کا ہی کہ جو شخص کہے عورت سے انت حرام تو وہ حرام ہی اور جو شخص کہے انت بائنۃ تو وہ بائنہ ہی اور جو شخص کہے انت طالق ثلثا تو تین طلاق پڑجاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اوسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے انت حرام قسم ہی کفارہ دے اوسکا اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہین ذکر کیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین اور ان سب سے معلوم ہوتا ہی کہ مدار نیت پر ہی ص اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلاء ہوجاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہی وہ میرے اوپر حرام ہی یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہووے وہ مجھپر حرام ہی طلاق واقع ہوجاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتوی ہی

باب خلع کے بیان مین

خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اوس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہی ص نہین حرج ہی ساتھ خلع کے وقت حاجت کے ف مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اوسکی نہوسکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہی کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کرسکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہی گناہ اون دونون پر اوس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اوسکے اور روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس مین عیب لگاتی ہون مین اوسپر خلق و دین مین ولیکن مین کہ وہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اوسپر باغ اوسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اوسکو طلاق روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اوسکی ہی کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اوس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہی کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اوسکی کہا کہ اگر نہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین مونہہ پر اوسکے اور امام احمد کی روایت مین ہی کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہی اور دارقطنی نے اخراج کیا کہ نام اوسکا زینب ہی اور ایک روایت مین ابوداود اور ابن حبان اور بیہقی کی ہی کہ نام اوسکا حبیبہ بنت سہل تھا کہا

شیخ ابن ہمام نے کہ شاید اوسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین حبیبہ واقع ہوا اور وہ جو کہ ظاہر ہوا ہے کہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اوسکی واقع ہوئے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین ص بدلے مین اوس مال کے کہ صلاحیت رکھتا ہی مہر ہونے کی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگا ف اور یہی مشہور ہی قول امام شافعی کا اور ایک روایت مین اونسے اور امام احمد کے نزدیک خلع فسخ ہی اور طلاق نہین ہی تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اونکے نزدیک پھر نکاح کرنا اوس سے درست ہی اور ہمارے نزدیک درست نہین اور استدلال دونون مذہب کا اوسی آیت سے ہی جو خلع مین وارد ہوئی ہی اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہی اور بھی امام شافعی دلیل لاتے ہین اثر ابن عباس سے کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرے اوس سے آیا درست ہی کہ اب اوس سے نکاح کرے تو فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہی چاہے نکاح کرے اوس سے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس رض سے کہ خلع فرقت ہی اور ایسا ہی مروی ہی حضرت عثمان رض سے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہی اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کہا اوسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہی اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور شعبہ سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اوسکی حدیث سے اور سکوت کیا اوس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہی وہ جو روایت کیا عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور یہ مرسل ہی صحیح اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی خصوصا جب کہ موید ہو اوسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعی نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیب کے اونکو حکم وصل کا ہی کیونکہ مین نے اونکو مسانید پایا اور حدیث ثابت بن قیس کی جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عثمان رض سے کہ انھون نے کیا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعود سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہی طلاق بائن مگر فدیہ مین یا ایلاء مین اور ایسا ہی روایت کیا حضرت علی رض سے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے ص اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہی تو بدلا خلع کا لینا مکروہ ہی ف تحریما اسواسطے کہ روایت کیا امام محمد نے آثار مین انا ابو حنیفۃ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا كَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْأَةِ فَقَدْ حَلَّتْ لَكَ الْفِدْيَةُ وَاِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْفِدْيَةُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ یعنی کہا ابراہیم نخعی رح نے کہ جب ہووے ظلم طرف سے عورت کے تو حلال ہی تجکو فدیہ اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہی اوسکو فدیہ کہا محمد نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین ص اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہووے تو جتنا مہر دیا ہی اوس سے زیادہ لینا مکروہ ہی ف اسواسطے روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے قصہ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسپر اوسکے باغ کو کہ اوسنے تجکو مہر مین دیا ہی کہا اوسنے ہان

اور کچھ زیادہ تو فرمایا آپ نے کہ زیادہ نہیں اور نکالا اوسکو دار قطنی نے اسی طرح اور کہا کہ اسناد کیا اوسکو ولید نے ابن جریج سے انھوں نے عطا سے انھوں نے ابن عباس سے اور مرسل صحیح ہی اور نکالا ابن الجوزی نے طریق دار قطنی سے ابی الزبیر سے کہ ثابت بن قیس بن شماس تھی انکے پاس زینب بنت عبد اللہ بن ابی سلول اور مہر مین دیا تھا اوسکو ایک باغ تو مکروہ جانا اوسکو اوسکی عورت نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسپر باغ کو کہا اوسنے ہان اور کچھ زائد تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن زیادتی تو نہیں تب لے لیا اوس باغ کو ثابت نے اور چھوڑ دیا اوسکو آخر حدیث تک کہا ابن الجوزی نے کہ اسناد اوسکا صحیح ہی اور کہا دار قطنی نے کہ سنا اوسکو ابو الزبیر نے کئی لوگوں سے اور بھی نکالا دار قطنی نے اپنی سند سے عطا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ لیوے مرد اوس عورت سے جس سے خلع کرے زیادہ اوس سے کہ دیا ہی اوسکو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور اوسمین ہی کہ حکم کیا ثابت کو کہ لے لیوے باغ اپنا اور نہ زیادہ لیوے کہا بعض محققین نے کہ نہیں شک ہی ثبوت کا زیادت مین ساتھ مرسل صحیح کے کہ موید ہو گئی ساتھ مسند اور مرسل کے اور روایت کیا امام محمد نے آثار مین اور امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور عبد الرزاق نے اور وکیع نے حضرت علی سے کہ فرمایا انھون نے نہ لیوے مرد عورت سے زیادہ اوس سے کہ دیا ہی اور جامع صغیر مین بھی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کہ مکروہ نہیں اور اس روایت کی دلیل اطلاق آیت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کیا ابن الجوزی نے ابو سعید خدری سے کہا انھون نے تھی بہن میری زوجیت مین ایک مرد انصاری کے کہ نکاح کیا تھا اوس سے باغ پر آخر حدیث تک یہان تک کہ فرمایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسکو باغ اور وہ طلاق دے تجکو کہا اوسنے ہان اور زیادہ کرتی ہون تب فرمایا آپ نے کہ پھیر دے اوسپر باغ اور زیادہ کر اوسپر لیکن یہ حدیث صحیح نہیں اسناد مین اوسکی عطیہ عوفی ہی کہا ابن حبان نے کہ نہیں حلال ہی لکھنا اوسکی حدیث کا اور بھی اسناد مین اوسکی حسن بن عمارہ ہی کہا شعبہ نے کذاب ہی انتہی ملخصا ص

اور اگر طلاق دیا عورت کو مال پر اور زوجہ نے قبول کیا طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر مال لازم ہوگا اور شراب یا سور پر طلاق دیا تو طلاق رجعی واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ نہ لازم آویگا اور اگر شراب یا سور پر خلع کیا تو عورت کو طلاق بائن واقع ہوگا ف کیونکہ حدیث مین ہی کہ خلع ایک طلاق بائن ہی ص اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی اوسکے بدلے مین خلع کر لے اور خاوند نے قبول کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھسے اوس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہی یا اون درہمون پر جو میرے ہاتھ مین ہین اور خاوند نے خلع کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہی پھیر دیوے اور دوسری صورت مین تین درم دیدیوے ف اسواسطے کہ اقل جمع کے تین ہین اور اگر خلع کیا عورت نے خاوند سے اس بات پر کہ جو کچھ اوسکے گھر مین ہی وہ خاوند کے واسطے ہی تو جائز ہی اور جو کچھ اوس ساعت مین گھر مین ہوگا تو وہ خاوند کا ہی اور اگر کچھ نہ نکلا تو عورت پر کچھ نہین اور اگر زوجہ نے خلع کیا اوسپر جو کچھ گھر مین ہی مال غیر سے تو خاوند کو وہ کچھ ہوگا اوسے دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ نکلا تو جتنا مہر کہ خاوند سے لیا ہی وہ خاوند کو پھیر دیگی ہکذا فی الکفایۃ ص اگر عورت نے

ایک غلام پر جو بھاگ گیا ہے خاوند سے خلع کیا طلاق واقع ہوگا اور اوس غلام کا تسلیم کرنا عورت کو واجب ہوگا اگر اوسپر قادر ہو
اور قیمت اوسکی اگر اوسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگرچہ عورت نے شرط لگائی ہو کہ مین اوسکی تسلیم سے بری ہون اور اگر
کسی عورت نے خاوند سے کہا طلقني ثلثا بالف یعنی تین طلاق دے مجکو بدلے مین ہزار روپے کے اور خاوند نے
اوسکو ایک طلاق دیا تو عورت پر تہائی حصہ ہزار روپے کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طلقني ثلثا علی الف
یعنی تین طلاق دے مجکو اوپر ایک ہزار روپے کے اور خاوند نے اوسکو ایک طلاق دیدیا تو اس صورت مین ایک طلاق رجعی
واقع ہوگا نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور عورت پر کچھ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور
تہائی ہزار روپے کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے لے اپنے تئین بدلے مین ہزار کے
یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر مرد نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین یا لونڈی
سے کہا کہ تو آزاد ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین تو زوجہ پر طلاق واقع ہو جاویگا اور لونڈی آزاد ہو جاویگی برابر ہے کہ قبول کیا ہو
ہزار کو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہین تو ہزار اونپر لازم آوینگے اور اگر قبول
نہین کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہوگا اور لونڈی آزاد نہوگی اور خلع عورت کے حق مین معاوضہ ہے یہان تک کہ صحیح ہے کہ عورت
قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کر جاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہووے ف تو اگر کسی عورت نے
خاوند سے کہا کہ خلع کر لے مجسے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا ص اور شرط خیار کی
صحیح ہے واسطے عورت کے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہین ف تو اگر خاوند نے عورت
سے کہا کہ تو طالق ہے اوپر ہزار روپے کے اور تجکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن مین باطل ہوگا
اور اگر رد نہ کیا تین روز تک تو اوسکو طلاق پڑ جاویگا اور ہزار روپے لازم آوینگے ص اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف
سے ہو تو ضرور ہے قبول کرنا خاوند کا مجلس مین ف تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا معتبر نہوگا ص اور
خاوند کے حق مین یمین ہے تو جب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہین صحیح ہے رجوع اوسکا قبل قبول کرنے عورت کے
اور نہین صحیح ہے شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا ف تو اگر عورت بعد
اختلاف مجلس کے قبول کرے جائز ہوگا ص اور جانب غلام کا عتاق مین مال پر بمنزلہ جانب عورت کے ہے طلاق مین
تو غلام کی طرف سے معاوضہ ہوگا اور مولیٰ کی طرف سے یمین ہوگی ف تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل
منظور کرنے مولیٰ کے اور خیار ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولیٰ کا مجلس مین اور نہین صحیح ہوگا رجوع مولیٰ کا
قبل قبول کرنے غلام کے اور نہین صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولیٰ کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس مین
ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ کل مینے تجکو ہزار درم پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہین کیا تھا اور
عورت نے کہا کہ مینے قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل
اس غلام کو بدلے مین ہزار درم کے تیرے ہاتھ بیچا تھا اور تو نے قبول نہین کیا اور مشتری نے کہا کہ مینے قبول
کیا تھا تو قول مشتری کا قبول ہوگا ساتھ قسم کے ف اور وجہ فرق کی دونون مسئلون مین اصل مین مذکور ہے

ص اور خلع اور مبارات ف اور وہ یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دے ص ساقط کر دیتے ہین ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہی اون حقوق مین سے جو متعلق ہین نکاح سے ف مثلاً ایک عورت کا مہر ہزار درم تھا اور اوسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر خاوند سے خلع کیا تو خاوند پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد لینے مہر کے سو درم پر خلع کیا تو خاوند کو سوا اسکو درم کے اور کچھ نملیگا ص اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہین جیسے قیمت اون اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے اوسکو خریدا ہی ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہین ساقط ہوگا بغیر ذکر کے ایسا ہی ہی ذخیرہ مین اور مہر ساقط ہو جاویگا بغیر ذکر کے اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اوسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اوسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑ جاویگا اوسپر صحیح روایت مین ف اور بعضون نے کہا ہی کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہی ص اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہوگیا ہی تو صحیح ہی اور اوسپر مال لازم آویگا ف اور مہر ساقط نہوگا ہدایہ ص اور اگر شرط کیا بدل خلع کو اوس لڑکی پر تو اوسپر طلاق پڑ جاویگا اور مال لازم نہ آویگا اگرچہ اوس لڑکی نے قبول ہی کیا ہو ف یعنی وہ اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہی اور نکاح کیا چیز ہی تو اگر اوس بدل کو زوجہ کی طرف سے باپ نے قبول کیا تو اوسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت مین طلاق واقع ہوگا ہدایہ

باب ظہار کے بیان مین

ظہار شرع مین کہتے ہین اس کو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اوس چیز کو جس سے زوجہ سے تعبیر کرتے ہین یا کسی عضو شائع کو اوس سے ف مثلاً یون کہے کہ ثلث تیرا یا ربع تیرا ص ساتھ اعضاے محارم کے کہ اوسپر نظر کرنا اوسکو حرام ہو جاتا ہے وہ محارم رضاعی ہون یا نسبی ف تو اگر تشبیہ ندی اور کہا کہ تو میری مان ہی یا بہن ہی یا بیٹی ہی تو ظہار نہوگا اور اگر عورت سے کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہی جیسے پشت میری مان کی تو کچھ نہین ص تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری مان یا بہن یا پھوپھی کے ہی یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری مان یا بہن یا پھوپھی کے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل اوسکے ہی تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اوس سے اور دواعی وطی یہان تک کہ کفارہ دیوے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الایۃ یہان تک کہا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ص تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار کرے اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اس وطی کے بدلے مین کچھ دینا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ روایت ہی سلمہ بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مظاہر مین کہ جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے استغفار کر اللہ سے اور نہ عود کر یہان تک کہ کفارہ دے اور روایت کیا مانند اسکے ابن عباس سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت سے اپنی پھر جا پڑا اوسپر پس آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا مین جا پڑا اوسپر کفارہ دینے کے پہلے فرمایا پھر نہ پاس جا اوسکے جب تک کر لے تو جو حکم فرمایا تمکو اللہ نے اخراج کیا اوسکا جماعت نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے

اور ترجیح دیا نسائی نے ارسال کو اوسکے اور روایت کیا اوسکو بزار نے ایک دوسرے طور سے نقل کی اونے
ابن عباس سے اور زیادہ کیا اوسمین کفارہ دے اور اعادہ نکر اور روایت کیا امام محمد نے آثار مین اِنَا اَبُو حَنِیفَۃَ
عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ فِی الرَّجُلِ یُظَاھِرُ مِنِ امْرَأَتِہٖ ثُمَّ یَقَعُ عَلَیْھَا قَبْلَ اَنْ یُکَفِّرَ قَالَ قَدْ اَسَاءَ وَلَا یَعُدْ
ص اور پھر وطی نکرے جب تک کفارہ ندے لیوے اور جب تک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا نکرے کفارہ لازم نہوگا
ف اور اگر قبل کرنے قصد وطی کے کوئی خاوند جورو مین سے مرجاوے کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد قصد وطی کے
پھر جزم کرے کہ ہرگز اوس سے وطی نکریگا تو بھی کفارہ ساقط ہوگا اور اگر ظہار موقت کیا جیسے کہے کہ تو میرے اوپر
مانند پشت میری ماں کے ہے ایک سال تک تو اب سال کے اندر قبل کفارہ دینے کے وطی حرام ہے اور بعد سال گذر جانے
کے قبل کفارہ دینے کے وطی درست ہے اسواسطے کہ اب کفارہ ساقط ہوگیا بسبب گذر جانے وقت کے اور عورت کو
مطالبہ کفارے کا خاوند سے پہونچتا ہے اور حاکم خاوند پر جبر کریگا کفارے پر قید اور ضرب سے اور نکاح باقی رہیگا
اور یہ حرمت بغیر دینے کفارے کے زائل نہوگی اور اسیواسطے اگر عورت سے ظہار کرکے اوسکو طلاق دیدیا اور
پھر اوس سے نکاح کیا بعد عدت کے یا دوسرے خاوند کے طلاق کے بعد تو اب بھی وطی اوسکو حرام ہے یہانتک کہ کفارہ
دیوے جامع الرموز ص اور یہ جتنے الفاظ گذر چکے سوائے ظہار کے اور کچھ نہونگے برابر ہے کہ نیت کرے
یا کچھ نیت نکرے اور طلاق اور ایلاء نہونگے اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے مثل میری ماں کے ہے تو اوسکی نیت
مدار ہوگا اگر اوسنے کہا کہ میری نیت کراہت کی تھی تو ویسا ہی ہوگا اور اگر کہا کہ مینے ارادہ ظہار کا کیا تھا تو ظہار ہوجاویگا
اور اگر کہا کہ مینے ارادہ طلاق کا کیا تھا تو طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کچھ نیت نتھی تو لغو ہوجاویگا ف نزدیک شیخین کے
اسواسطے کہ اوسکو محمول کرسکتے ہین کراہت پر اور امام محمد کے نزدیک ظہار ہوگا ھدایہ ص اور اگر اپنی زوجہ سے
کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہے مثل میری ماں کے تو جیسی نیت ہوگی ظہار یا طلاق وہی ہوگا ف اور اگر کچھ نیت نہوگی
تو امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ہوگا اور امام محمد کے نزدیک ظہار ھدایہ ص اور اگر کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہے
مانند پشت میری ماں کے اور نیت کی طلاق یا ایلاء کی تو ظہار ہوگا اور سوا ظہار کے کچھ نہوگا ف نزدیک امام ابوحنیفہ کے
اور نزدیک صاحبین کے اوسکی نیت پر رہیگا لیکن فرق یہ ہے کہ امام محمد کے نزدیک جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہوگا
اور ابو یوسف کے نزدیک دونون ہوجاوینگے ھدایہ ص اور خاص ہے ظہار اپنی زوجہ سے تو لونڈی سے اگر
ظہار کیا کچھ لازم نہوگا ف روایت کیا امام محمد نے آثار مین ابو حنیفہ سے اونھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے
کہ ظہار لونڈی سے واقع ہوگا اگر ظہار کرے اوس سے خاوند اوسکا اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے اوس سے
مولی اوسکا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ یُظَاھِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِھِمْ اور لونڈی زوجہ نہین کہ اوسمین
ظہار واقع ہووے اور یہی قول ہے امام اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور عامر شعبی کا انتہی اور امام مالک کے
نزدیک ظہار لونڈی سے ہوجاتا ہے اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک نہین ہوتا اور ایسا ہی کہا عکرمہ نے ذکر کیا اوسکو بخاری
نے تعلیقا اور مجاہد نے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے ص اور اگر نکاح کیا ایک عورت سے بغیر اوسکے حکم کے

پھر ظہار کیا اوس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہی اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری مان کی پشت کے ہو تو اون سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اوسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم ہوگا ف روایت کیا امام محمد نے آثار مین انا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال اذا ظھر الرجل من اربع نسوۃ فعلیہ اربع کفارات قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ یعنی کہا ابراہیم نخعی رح نے کہ جسوقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اوسپر چار کفارے ہین

فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

کفارہ ظہار کا یہ ہی کہ ایک رقبہ آزاد کرے ف تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہی ص مسلمان ہو یا کافر اور امام شافعی کے نزدیک کافر درست نہین ف اور دلیل ہماری اطلاق ہی آیت کا ص مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ بہرا ہو یعنی اونچا سنتا ہو اور اگر بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور یک چشم بھی درست ہی اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے ف یعنی داہنا ہاتھ کٹا ہو تو بایان پیر کٹا ہو اور بایان ہاتھ کٹا ہو تو داہنا پیر کٹا ہو ص اور وہ مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک کہ اوسپر ایک درم باقی ہی روایت کیا اوسکو ابو داود نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ص اور جائز ہی کہ اپنا قریب رشتے دار جیسے باپ یا بیٹا خرید کرکے کفارے مین دیوے ف اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین ص جب کہ نیت کفارے کی ہو ف تو اگر بغیر نیت کفارے کے آزاد کیا کفارے کی طرف سے نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کرلے جامع الرموز ص اور بھی درست ہی کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کرے اور جائز نہین کہ دیوانے لایعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور رانڈھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہوجاتا اور کبھی ہوش والا تو اوسکو آزاد کردینا جائز ہی اور نہ بھی جائز نہین وہ رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اوسکے یا دونوں انگوٹھے ف یا اور تین اونگلیان ہر ہاتھ سے ص یا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور بھی جائز نہین کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے ف مدبر اوس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اوس سے کہے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہی اور اسکا بیان آگے آویگا ص اور نہ وہ غلام کہ شریک ہو اور اپنا حصہ آزاد کرنے پھر باقی کو بعد ضمان کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہوجاویگا تو گویا اوسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہو تو اونکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اوس عورت کے جس سے ظہار کیا تھا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک درست ہوجاویگا اسواسطے کہ اونکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہوجاتا ہی اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے ف یعنی بعد رکھنے اپنے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے یا گھر رہنے کا اور امام محمد سے مروی ہی کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھلے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ص دو مہینے لگاتار روزے رکھے کہ اون مہینون مین رمضان اور دو روز عید کے اور تین دن ایام تشریق کے
نہ آوین اور اگر اون دونون مین ایک روز بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات مین یا دن مین قصداً یا سہواً
تو پھر سرے سے روزے شروع کرے یعنی اون روزون کو جو پہلے رکھ چکا ہی کفارے مین شمار نکرے اور امام ابو یوسف
کے نزدیک پھر شروع نکرے اور اون روزون کو ملا کے تمام کر دیوے ف جامع الرموز مین لکھا ہی کہ اگر اثنائے
کفارے مین اخیر روزے مین آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا[51]
ص اور اگر روزے سے عاجز ہو تو آپ کھلا دے یا اوسکا نائب ساٹھ مسکینون کو ہر ایک کو بقدر صدقۂ فطر کے
ف یعنی گیہون سے نصف صاع اور جو اور خرما سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا ہی ساٹھ مسکینون کا اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر مین کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہی گیہون سے
ایسا ہی ہدایہ مین کہا زیلعی نے تخریج مین اور صواب سلمہ بن صخر ہی اور ہدایہ مین سہیل بن صخر واقع ہی اور یہ حدیث غریب ہی
لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم مین اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا تو ساٹھ مسکینون کو
تیس صاع تو کہا اوسنے کہ نہین مالک ہون مین اوسکا مگر یہ کہ اعانت کیجیے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی اوسکی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگون نے یہان تک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک اور سنن ابو داود
مین ہی کہ حضرت نے اونکی بیوی سے کہا کہ لیجا یہ عرق کھجور کا اور کھلا دے اوسکو ساٹھ مسکینون کو اور وہ عرق ساٹھ
صاع کا تھا اور عرق کہتے ہین زنبیل کو ص اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقۂ فطر کی دیدیوے تو بھی درست ہی اور
امام شافعی کے نزدیک دینا قیمت کا درست نہین اور اگر ہر ایک کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہوگا
اگرچہ کم مین سیر ہو گئے ہون اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہون اور دو سیر خرما یا جو دیدیے تو بھی درست ہی ف مطلب
یہ ہی کہ دونون ملکے برابر نصف صاع گیہون کے یا ایک صاع جو اور خرما کے ہو جاوین ص اور اگر ایک شخص کو
دو مہینے تک ہر روز مقدار صدقۂ فطر کے دیا یا اوسقدر قیمت دی یا ہر روز دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا
تو بھی درست ہوگا اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز مین ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اوسی روز سے
جسدن دیا ہی اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصون کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہون کا تو شیخین کے
نزدیک ادا نہوگا مگر ایک ظہار سے اور امام محمد کے نزدیک دونون ظہار سے ادا ہو جاویگا اگر نیت سے کفارۂ افطار[52]
اور ظہار سے دیا ہی تو سب کے نزدیک دونون سے ادا ہو جاویگا ف اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ص
اور اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصون کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونون ظہار سے
کفارہ ادا ہو جاویگا اگرچہ کسیکو معین نہ کیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا
تو جسکے واسطے چاہے معین کر دے اور اگر نیت کفارۂ قتل خطا اور ظہار سے دو مہینے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کیا
تو کسیکی طرف سے جائز نہوگا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین ف یعنی دونون ظہار کی نیت مین اور ظہار

[51] یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا ۱۲

[52] یعنی رمضان مین قصداً روزہ توڑا ۱۲ [illegible]

اورکفارۂ قتل کی نیت مین ص کسی سے کافی نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورتون مین جسمین سے چاہے معین کرلے اور اگر غلام نے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ایمۂ اربعہ صحیح ہی اور یہی مانو۔ ہی تابعین سے ص تو فقط دو مہینے روزے رکھے اور جائز نہین ہی کہ مولی اوسکا مال سے اوسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہی تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

باب لعان کے بیان مین

لعان شرع مین عبارت ہی اون شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان جورو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے فتح القدیر ص جس شخص نے اپنی زوجہ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہو تہمت زنا کی لگائی ف مثلا یون کہا کہ تو زانیہ ہی یا مینے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ ای زانیہ اور امام مالک کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہی لیث اور عثمان اور یحیی بن سعید کا فتح ص اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہون ف یعنی دونون حر بالغ عاقل ہون اور کبھی حد قذف اونپر نہ پڑی ہووے ص اور اگر وہ عورت متہمہ ہی مثلا اوسکے پاس ایک لڑکا ہی اور اوسکا باپ معروف نہین تو اوسکے قذف سے لعان نہین ف یا اوس عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اوس سے یا اوسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کی ہو اگرچہ ایک بار ہو یا وطی حرام کی ہو شبہے سے اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا ص یا اوسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف اور طلب کرنا عورت کا شرط ہی کیونکہ وہ اوسکا حق ہی ہدایہ ص تو اگر انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہانتک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت کا خاوند پر اور خاوند اسکے پورے کرنے پر قادر ہی ص یا اپنے کو جھٹلاوے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے لعان کریگی عورت اور اگر لعان نہ کریگی قید کی جاویگی یہانتک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت پر اور عورت قادر ہی اسکے ایفا پر تو قید کی جاویگی اوسمین ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اوسکے لڑکے کا نسب خاوند سے دور ہو جاویگا لیکن اوسپر حد واجب نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہی یا کافر ہی یا حد قذف مارا گیا ہی تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ ان صورتون مین وہ اہل لعان سے نہین بوجہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو رجوع ہو جاویگا طرف موجب اصلی کے اور وہ قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الایہ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہی کہ پہلے سے دونون کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اوسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے اوسپر ایسا ہی فتح القدیر مین ص اور اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہی اور عورت لونڈی ہی یا کافرہ ہی یا حد قذف پڑی ہی اوسپر یا صبیہ ہی یا مجنونہ ہی یا زانیہ ہی تو خاوند پر حد اور لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ ہی تو پاکدامن نہی اور غیر زنا مین وہ صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہی اور لعان بھی نہین کیونکہ وہ عفیفہ اور صالح شہادت نہین ہی ف اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چار عورتین ہین کہ نہین ملاعنہ ہی درمیان اونکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے اور حرہ نیچے غلام کے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عطا سے انھون نے اپنے باپ عطا خراسانی سے انھون نے

سے حاصل یہ ہی اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے ۱۲ منہ

سے یعنی اصل یہ ہی کہ جب کوئی مرد کسی عورت عفیفہ کو تہمت زنا کی لگا دے اور زنا ثابت نہو اور وہ مرد اوس عورت کا خاوند اور اہل لعان سے نہو تو حد مارا جاویگا یعنی اسی کوڑے واسطے آزاد کے اور چالیس واسطے غلام کے ۱۲ منہ

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے عثمان بن عبدالرحمن وقاصی سے انھون نے عمرو بن شعیب سے اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی یزید بن زریع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو اوزاعی اور ابن جریج سے اور یہ دونون بڑے امام ہین انھون نے عمرو بن شعیب سے لیکن انھون نے اوسکو مرفوع نہین کیا پھر اخراج کیا اوسکا موقوفا پھر اخراج کیا اوسکا عمار بن مطر سے انھون نے عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اوسکے راویون کو کہا شیخ ابن الہمام نے اور تو جانتا ہی کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقون سے روایت کی جاوے تو حجت ہوجاتی ہی اور یہ بھی ایسے ہی خصوصا جب کہ معتضد ہو اوسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفا عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی اس مقام مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور صورت لعان کی یہ ہی کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّي صَادِقٌ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہون مین ساتھ خدا کے کہ مین سچا ہون نسبت کرنے مین زنا کے طرف اوسکے اور پانچوین مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْ مَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اسکی خاوند پر اگر اس زنا کی نسبت کرنے مین جھوٹا ہو اور ہر بار کہنے مین جورو کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ كَاذِبٌ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا گواہی دیتی ہون مین ساتھ اللہ کے کہ خاوند کاذب ہی نسبت کرنے مین زنا کے طرف میرے اور پانچوین مرتبہ کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ صَادِقًا فِيْ مَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ کا ہو زوجہ پر اگر خاوند سچا ہو نسبت کرنے مین زنا کے طرف میرے ف کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہی کلام اللہ مین اور اگر قاضی اول زوجہ سے شہادتین لیوے تو اوسکا اعتبار نہین پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتین لی جاوین اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور احمد کا ص پھر قاضی اون دونون کے درمیان تفریق کردے ف اور جب تک قاضی تفریق نکریگا تو تفریق نہوگی اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہوجاتی ہی تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونون مین سے مرجاوے وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہی ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہی صحیحین مین ابن عمر سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو تفریق کردی آپ نے درمیان اون دونون کے اور ملا دیا لڑکے کو ساتھ مان اوسکی کے اور وہ جو سنن ابوداود اور صحیحین مین ہی عویمر عجلانی سے جب وہ دونون فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عویمر نے کہ جھوٹ بولا مینے اگر روک رکھون مین زوجہ کو تو طلاق دی عویمر نے اوسکو تین طلاق اور جاری کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ امر سنت ہوگیا کہا سہل نے حاضر تھا مین اوسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی سنت بعد متلاعنین مین یہ کہ تفریق کردی جاوے پھر نہ جمع ہووین کبھی اور بیہقی نے اس مقام مین اعتراض کیا ہی اور جواب اوسکا مذکور ہی فتح القدیر مین ص اور اگر نفی ولد سے تہمت لگائی یا اوس سے اور زنا سے تو اونکو ذکر کرے لعان مین ف تو فقط نفی ولد مین زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْ مَا رَمَيْتُكِ بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْ مَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ اور دونون کی صورت مین خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْ مَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

یعنی بدون ...

یعنی جب مرد بیان کرے ... اس ... شہادتون ... تفریق ... متلاعنین ...

وَنَفْيِ الْوَلَدِ ص پہر قاضی تفریق کر دے اور نفی کرے نسب اوس لڑکے کا خاوند سے اور ملا دے اوسکو مان سے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمر ہی جو ابہی گذری ص اور بائن ہو جاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئین جہٹلایا تو اوسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہو جاویگا خاوند کو نکاح اوسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہین رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی دونون لعان کرنے والے نہین جمع ہونگے کبہی ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عمر سے مرفوعا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکا جید ہی اور موقوفا اوپر علی اور ابن مسعود کے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے عمر اور ابن مسعود سے موقوفا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفا حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود سے کہ کہا سبنے المتلاعنان لا يجتمعان ابدا ص جب ہی کہ دونون متلاعنین ہین اسواسطے کہ علت اون دونون کے جمع نہونے کی لعان ہی تو ہرگاہ لعان باطل ہوا تو اوسکا حکم یعنی نہ جمع ہونا وہ بھی باقی نرہیگا ف اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی ص اور اسی طرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اوسپر حد پڑی یا زوجہ نے کسی سے زنا کیا اور حد کہائی تو اب بہی نکاح اون دونون مین حلال ہو جاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نرہی تو اوسکا حکم بہی نرہیگا اور اگر گونگے نے اشارے سے اپنی زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم نہوگا اور حد قذف اوسپر نہ پڑیگی ف اسواسطے کہ اوسمین شبہہ ہی اور حدود دفع ہو جاتی ہین شبہون سے ص اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ حمل تیرا مجہسے نہین ہی نزدیک امام کے لعان لازم نہوگا اور نزدیک صاحبین کے اگر چہ مہینے سے کم مین جنی تو لازم ہوگا ف اور دلیل دونون کی ہدایہ مین مذکور ہی ص اور اگر کہا کہ تو نے زنا کی اور یہ حمل زنا کا ہی تو لعان واجب ہوگا اور نسب ولد کا ثابت رہیگا ف اور امام شافعی کے نزدیک قاضی کو چاہیے کہ ولد کا نسب بہی نفی کر دے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی ولد کی ہلال بن امیہ سے اور اوسنے قذف کیا تہا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تہی روایت کیا اوسکو بخاری اور ابوداؤد نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ احکام نہین مترتب ہوتے ہین مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال کو گنجایش ہی اور یہ حدیث محمول ہی اس بات پر کہ آپ نے پہچانا تہا قیام حمل کو ساتہ وحی کے هكذا فى الهدايه ص جس شخص نے کہ اپنی عورت کے جننے کے بعد نفی کیا ولد کو یا مبارکبادی کے وقت مین یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت مین تو نفی صحیح ہی اور نسب ثابت نہوگا اور لعان لازم آویگا اور اگر بعد اس مدت کے کہا تو نسب ثابت ہوگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا معین نہین ایک روایت مین تین روز ہین اور ایک روایت مین سات روز باعتبار عقیقہ کے جامع الرموز ص اگر زوجہ نے ایک ہی حمل سے دو لڑکے جنے یعنی بیچ مین دونون کے چہ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو حد مارا جاویگا اور نسب ثابت ہو جاویگا دونون کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجہسے ہی اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونون کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آویگا ف اور یہ اسکی اصل مین مذکور ہی

باب عنین کے بیان مین

عنین وہ شخص ہی جو قادر نہین ہی عورتون پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہی ثیب پر اور بکر پر قادر نہین اسواسطے

ضعف آلت سکے یا بعض عورتون پر قادر ہی اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا کبرسن کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اوس
عورت کے جبپر قادر نہین اور بعض کتابون مین امتحان اسکا اس طرح پر مرقوم ہی کہ ایک طشت مین سرد پانی بھرکے اوسکو
اوسمین بیٹھلاوین اگر ذکر اوسکی چھوٹی اور مائل ہو جاوے طرف پیٹرو کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہی ورنہ عنین ہی لیکن
مدت مقرر کرنا ضرور ہی اور محیط مین ہی کہ اگر آلت اوسکی صغیر ہو کہ فرج مین ادخال اوسکا ممکن نہین تو عورت کو مطالبہ
تفریق کا نہین پہونچیگا اور اگر نہایت صغیر ہو تو وہ مانند مجبوب کے ہی فی الفور تفریق کرادی جاویگی جیسا کہ آتا ہی ص
اگر اوسنے اقرار کیا کہ مین عورت پر نہین پہونچا ف یعنی ادخال نہین کیا ص تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر دے
اوسکو اور یہی صحیح ہی اور روایت حسن مین امام ابو حنیفہ سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ
دن اور ربع دن کا ہوتا ہی اور سال قمری تین سو چون دن اور تیسرا حصہ ایک دن کا اور تیسوان حصہ دن کا ہوتا ہی اور
ماہ رمضان اور ایام حیض اوسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے ف ہدایہ مین ہی
کہ ایک برس کی مدت دینا مروی ہی حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود سے انتہی لیکن روایت عمرؓ کی سو اخراج کیا اوسکا
عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطاب ؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کہا
معمرنے اور یہ مدت اوس روز سے ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا اور اسی طرح نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے
کہ عمرؓ بن الخطاب نے لکھا شریح کو کہ مدت مقرر کردو واسطے عنین کے ایک برس جسدن سے کہ قصہ اوٹھایا جاوے نزدیک تیرے
اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کردی واسطے عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا کہ اگر اس مدت مین
جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کردو درمیان اونکے اور واسطے عورت کے مہر ہی کامل اور روایت کیا
اوسکو امام محمد بن الحسن نے ابو حنیفہ سے انھون نے اسمعیل بن اسلم مکی سے انھون نے حسین سے کہ آئی ایک عورت
نزدیک عمر بن الخطاب کے اور خبر کیا اونکو کہ خاوند میرا نہین پہونچتا ہی مجکو تو مدت مقرر کردی انھون نے اوسکے لیے
ایک سال تو جب گذر گیا ایک سال اور نہ پہونچا اوسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اوسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا
حضرت عمر نے اوسکو ایک طلاق بائن اور لیکن حدیث حضرت علی رض کی سو روایت کیا اوسکو عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ
دونون نے اپنی سندون سے اور حدیث ابن مسعود کی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کیا
جاوے عنین ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرادی جاوے درمیان اونکے اور بھی اخراج کیا اوسکا دار قطنی
اور عبد الرزاق نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہا انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا
ابن ابی شیبہ نے حسن اور شعبی اور عطاء اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے کہ کہا انون سب نے مدت دیا جاوے عنین
ایک سال کی ص او بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہی اگر خلوت کی ہو اوس سے اور
واجب ہوگی عدت اور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجپر قادر ہوا ہون اور زوجہ نے
اوسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیب اور عورتون نے دیکھکر کے گواہی دی کہ ثیبہ ہی خاوند کو قسم دینگے
اگر قسم کھائی تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکر ہی تو اختیار

خاوندکو ایک سال مہلت دے اور اگر بعد مہلت کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب مہلت نہ دی جاویگی تو اگر عورتون نے کہا ثیب ہی تو اگر خاوند حلف کرلیگا عورت کا حق باطل ہوگا جیسا کہ پہلے تھا اور اگر نکول کیا یا عورتون نے کہا بکر ہی تو عورت کو اختیار ہی تو اگر اپنے تئین اختیار کرلے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند کو اختیار کریگی تو حق اوسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اوسے کہتے ہین کہ جسکے خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہوا اور اوسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہی **ص** اگر زوج مجبوب ظاہر ہوا **ف** یعنی اوسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرادی جاویگی اسواسطے کہ اوسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین برخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اوس سے ہی **ف** بوجہ قیام آلت کے **ص** کسیکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین برخلاف امام شافعی رح کے کہ اونکے نزدیک پانچ عیبون مین خیار ہی ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمد کے نزدیک اگر خاوند کو جنون یا جذام یا برص ہی تو عورت کو اختیار ہی اور اگر عورت کو ہی تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کرسکتا ہی اس طرح پر کہ طلاق دیدیوے برخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین امرأة رتقاء جس سے جماع کی استطاعت نہین ہوتی بوجہ بند ہونے اوس مقام کے اور قرن نام ہی ایک عصب غلیظ کا یا گوشت کا جو اوٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین ہووے اس طرح پر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعی کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے کراہت طبع ہوتی ہی اور طبع مؤید ہی ساتھ شرع کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اوس شخص سے جسکو جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہی تو شیر سے روایت کیا اوسکو بخاری نے ابوہریرہ رض سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفاے منافع کو اور ہمارا جواب یہ ہی کہ فوت استیفاے منافع کا موت سے بھی ہوجاتا ہی اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہان تک کہ موت سے کچھ مہر ساقط نہوگا تو یہ عیوب بطریق اولی موجب فسخ نہونگے اور یہ اسواسطے کہ استیفاے منافع ثمرہ نکاح ہی اور استحقاق ممکن خاوند کا ہی وطی پر عورت اور وہ حاصل ہی مجذومہ اور مجنونہ اور برصاء سے اور اسی طرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور فتق کے کذا فی الهداية والكفاية

باب عدت[۵] کے بیان مین

[۵] عدت اوس انتظار کو کہتے ہین کہ عورت کو طلاق کے یا بعد موت شوہر کی ... کے بعد کرنا لازم ہو ۱۲ منہ سلمہ ربہ

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیا اور عورت آزاد ہی اگر اوسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک اوسکو عدت لازم آویگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ یعنی مطلقات روک رکھین اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعی کے نزدیک عدت اوسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا ہی اس سبب سے کہ لفظ قرء سے کیا مراد ہی ہمارے نزدیک قرء کے معنی حیض ہین اور اونکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین کے کتب اصول مین بتفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا خلفاے راشدین اور عبادلہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داود اور نسائی نے معبد جہنی کو منقول ہی اور امام شافعی کا مذہب ماثور ہی حضرت عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت سے حالانکہ معارض ہی اوسکی روایت ابن عمر سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کی اوسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

حنابلہ سے اور اسناد کیا طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انھون نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت
لونڈی کی دو حیض ہین تو یہ بھی معارض ہی اونکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہی سعید بن المسیب اور ابن جبیر
اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی
اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سُدّی اور ابو عبید اور اسحٰق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمد نے اور کہا امام محمد بن حسن نے
موطا مین حَدَّثَنَا عیسی بن اَبِیْ عیسی الخیاط المدنی عن الشعبی عن ثلثة عشر من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کلھم قالوا اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِامْرَأَتِہٖ حَتّٰی تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَیْضَةِ الثَّالِثَةِ یعنی کہا تیرہ شخصون
نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حقدار زیادہ ہی اپنی عورت کے ساتھ یہان تک کہ غسل کرے تیسرے حیض سے
ص اور اگر اوس عورت کو حیض نہین آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہی یا کبیرہ ہی اور سن ایاس کو پہونچ گئی ہی یا سن بلوغ کو پہونچی اور
حیض نہین آیا تو اوسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ
مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ الآیہ ص اور اگر نکاح فسخ ہوگیا بسبب خیار بلوغ کے یا احد الزوجین کی ملک کے سبب سے
دوسرے پر یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بشہوت یا بسبب مرتد ہو جانے احد الزوجین کے یا بسبب کفو نہونے کے
یا اور کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد صاحب حیض ہی تو اوسکی عدت تین حیض ورنہ تین ماہ ہونگے ف
اور عدت شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر سے ایسا ہی ہی جامع الرموز مین ص اور تین حیض کامل
اسواسطے معتبر ہین کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض مین طلاق دیا تو یہ حیض عدت مین محسوب نہوگا اور جس ام ولد کا مولی
مر گیا یا اوسکو آزاد کر دیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہے سے اپنی بیوی جانکر یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت
اور متعہ کے اور خاوند مر گیا یا اونمین فرقت ہوگئی تو اگر عورت صاحب حیض ہی تو تین حیض اوسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب
حیض نہین تو تین مہینے ف اور امام شافعی کے نزدیک جب مولی ام ولد کا مر جاوے یا آزاد کر دیوے تو عدت اوسکی
ایک حیض ہی اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے یحیی بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو
کہ آزاد ہوگئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمر کے تو آپ نے پسند کیا اسکو اور وفات مین
قول اونکا معلوم نہین لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھون نے علی اور عبد اللہ سے کہ کہا اون دونون نے
عدت ام ولد کی تین حیض ہین جس وقت کہ مر جاوے مولی اوسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری
اور عطا سے ص اور اگر حرہ کا خاوند مر گیا ف برابر ہی کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہ بہا
یا غیر مدخولہ بہا صغیرہ یا کبیرہ ص تو عدت اوسکی چار مہینے دس دن ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا ترجمہ اور جو
مر جاتے ہین تم مین سے اور چھوڑ جاتے ہین بیویان روک رکھین اپنے نفسون کو چار مہینے دس دن ص اور
عدت اوس لونڈی کی جو صاحب حیض ہی واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہین ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین انتہی یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اسواسطے

کر رقیت منصف ہی اور حیض قسمت نہین پاتا تو دوسرا حیض بھی پورا ہو گیا تو دو حیض ہو گئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے
یعنی آدھا کرنے والی ہی ۱۲
کہ اگر استطاعت رکھتا مین یہ کہ کر دون اوسکو ایک حیض اور آدھا البتہ کرتا مین اوسکو سو ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے اوسکو
ڈیڑھ مہینہ تو چپ رہے حضرت عمرؓ روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور شافعی نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سکوت کیا کہ کلام اوسکا قابل التفات تھا کیونکہ اونکا کلام صاحبات حیض مین تھا
اور وہ عدت بیان کرتا تھا آئیسہ کی تو شورہ اوسکا نحن فیہ سے خارج تھا ص اور جو صاحب حیض نہین تو عدت اونکی
نصف عدت حرہ ہی یعنی واسطے طلاق اور فسخ کے ڈیڑھ مہینہ اور واسطے موت کے دو مہینہ اور پانچ روز اور عدت حاملہ
کی آزاد ہو یا لونڈی طلاق اور فسخ اور موت مین ساتھ وضع حمل کے ہی اگرچہ خاوند اوسکا جو مر گیا ہو لڑکا ہو ف اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی جو عورتین حاملہ ہین تو اونکی عدت
یہ ہی کہ وضع حمل کرین اور حضرت علیؓ کے نزدیک ضرور ہی وضع حمل اور چار مہینے دس دن بھی اور یہی قول ہی ابن عباسؓ کا
کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اوسپر عدت ساتھ وضع حمل کے اور آیت يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّعَشْرًا موجب ہی چار مہینے دس دن کو تو دونون جمع کرنے مین احتیاط ہی اور امام مالک کی موطا مین ہی سلیمان بن یسار
سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابا سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اختلاف کیا اوس عورت مین کہ جنی کچھ راتون بعد
اپنے خاوند کے تو کہا ابو سلمہ نے کہ جسوقت جنا اوسنے تو حلال ہو گیا کہ نکاح کرے اور ابن عباس نے کہا کہ عدت
اوسکی آخر ہی دونون مدتون سے تو کہا ابو ہریرہؓ نے کہ مین اپنے بھائی کے بیٹے یعنی ابا سلمہ کے ساتھ ہون پس بھیجا
کریب مولی عباس کو طرف ام سلمہؓ کے کہ اونسے پوچھے اسکو تو خبر دی انھون نے اوسکو کہ سبیعہ اسلمیہ جنی بعد وفات
اپنے خاوند کے کچھ راتون بعد تو ذکر ہوا اسکا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تب فرمایا آپ نے کہ حلال ہوئی تو نکاح کرے
جس سے چاہے اور جامع ترمذی مین ہی کہ وہ جنی تھی بعد تئیس یا پچیس دن کے اور صحیح بخاری مین ہی روایت
حضرت ابن مسعودؓ سے کہ اوتری ہی سورت نساء قصری بعد طولی کے اور مراد قصری سے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَآءَ الایۃ اور طولی سے سورۂ بقرہ ہی تو غرض ابن مسعود کی یہ ہی کہ قول اللہ تعالی کا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اوترا ہی بعد قول اللہ تعالی کے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہوگا واسطے
متقدم کے اور روایت ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهٗ
لَاُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ وَعَشْرًا اور بزار کی روایت مین ہی من شاء
حالفته اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہو جاویگی تو خبر دی اونکو ایک شخص نے انصار مین سے
کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور خاوند اوسکا تخت پر رکھا ہو اور دفن نہوا ہو تب بھی حلال ہو جاویگی روایت
کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور اوسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہی اور تفصیل فتح الباری مین ہی ص اور امام ابو یوسف
اور شافعی کے نزدیک عدت اوسکی عدت وفات ہی ف اور دلیل ہمارے یہان مذکور ہو ص اور اگر حاملہ ہو بعد مرنے
لڑکے کے تو اوسکی عدت عدت وفات ہوگی اور نسب دونون مدتون مین یعنی چاہیے قبل مرنے لڑکے کے حاملہ ہو یا بعد

ثابت نہوگا اور عدت زوجہ فار کی ف یعنی اوس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض مین طلاق دیا اور اوسی مین مرا ص واسطے طلاق بائن کے ف ایک ہو یا تین ص ابعد الاجلین ہی یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ تین حیض مین مثلا اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہی اونکو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی گذر چکی اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہی اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت مین طلاق بائن کی یا عدت مین موت کی تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت آیسہ یعنی جو سن ایاس مین ہو یعنی پچپن برس یا زیادہ کی ہو وے اور خون اوسکا موقوف ہوگیا ہو اور طلاق دیا اوسکو خاوند نے تو عدت کریگی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے ان تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آیسہ نتھی تو اب پھر عدت حیضون سے شروع کرے اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی ف اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے باطل نہوگی اور فساد نکاح[۱۵] بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور فساد نکاح ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر آیسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے چاہیے جسطرح کا ہووے حیض ہو جاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی هكذا فى الكفاية وفتح القدير اور وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی اکثر معتبر کتابون مین كذا فى الچلپى ص اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہی کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہو گیا ہو اور وہ خون دیکھے بعد اوسکے تو حیض نہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اوسنے نکاح کر لیا ہو تو ایسے خون سے نکاح فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین ف اور موافق روایت وقایہ کے فاسد ہوگا ص اور اگر اوس عورت نے کہ سن ایاس مین پونہچی ہی حیضون سے عدت کی اور بعد گذرنے ایک یا دو حیض کے خون اوسکا منقطع ہوا تو مہینون سے عدت شروع کرے ف اور جو کچھ کہ حیض و طہر گذرا ہی عدت مین محسوب نہوگا ص اور اگر ایک عورت عدت مین تھی اور کسی شخص نے اوس سے شبہے سے وطی کی ف برابر ہی کہ وہ شخص اوسکا خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہی یا اجنبی ہو ص تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین متداخل[۱۶] ہو جاوینگی یعنی جو کچھ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہو جاوے تو دوسری کو تمام کر لے اور صورت اسکی یون ہی کہ زوج نے اوسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیے اور اوسکو ایک حیض آیا اور پھر اوس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اوسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو حیض بعد اوسکے دونون عدتون مین ہو جاوینگے تو عدت پہلی تمام ہو گئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض اور چاہیے اور امام شافعی کے نزدیک مذاہب ہوگا کہ وطی بشبہہ زوج سے ہو اور عورت عدت مین ہو لیکن اگر دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

[۱۵] یعنی اگر نکاح کیا بعد گذرنے تین مہینے کے اور خون دیکھا بعد اوسکے تو نکاح فاسد نہوگا کیونکہ یہ خون اپنے وقت پر تو معلوم ہوا کہ حیض نہین ۱۲ منہ سلمہ ربہ

[۱۶] یعنی ایک دوسرے مین داخل ہو جاوینگی ۱۲ منہ

اور طلاق کا علم نہووے **ف** اور اگر بیچ مین عدت کے علم ہوگیا تو باقی کو تمام کرے **ص** اور شروع اس
عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد مین جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد کرے
ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور تکذیب کی اوسکی زوج نے تو قول عورت
کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق بائن دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اوس سے عدت مین اور طلاق دیا
اوسکو قبل دخول کے تو خاوند پر کامل مہر لازم ہی اور اوسپر نئے سرے سے ایک عدت مستقل واجب ہی نزدیک شیخین کے
اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہی اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہی اور امام زفر کے نزدیک عورت
بالکل عدت نہین **ف** اور دلائل مذہب ثلثہ کے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین **ص** اور اگر ذمی نے طلاق دیا
ذمیہ کو تو اوسپر عدت نہین اگر ذمیون کا یہی اعتقاد ہی اور اگر اعتقاد مین اونکے عدت ہی تو اوسپر عدت لازم ہی امام صاحب
کے نزدیک و صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عدت اوسپر واجب ہی **ف** اور اگر حربی نے حربیہ کو طلاق
دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز **ص**
اور اسیطرح اگر حربیہ ہماری طرف چلی آئی مسلمان ہوکے تو اوسپر عدت نہین تو اگر نکاح کرے جائز ہی مگر یہ کہ حاملہ ہو **ف**
اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین بھی اوسپر عدت ہی اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ سے یہ ہی کہ اگر وہ حاملہ
ہو تو جائز ہی نکاح اوسکا اور وطی نکرے اوس سے جیسے وہ عورت حاملہ ہو زنا سے[عہ۱] اور اول صحیح ہی **کذا فی الهدایة**

فصل جس عورت کا خاوند مر گیا یا اوسکو طلاق بائن دیا اور وہ بالغ[عہ۲] ہی مسلمان[عہ۳] ہی حرہ ہو یا نہو تو اوسکو عدت
مین چاہیے کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہین ہی معتدہ بائن پر **ف** دلیل ہماری یہ ہی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ مین سوگ نہ کرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند کے
چار مہینے اور دس دن روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا[عہ۴] الزوج مین ہی اور لیکن مبتوتہ[عہ۵] مین سو دلیل
اوسکی ہدایہ مین مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے منہدی سے اور فرمایا کہ
حنا خوشبو ہی کہا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ اس حدیث کو سروجی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اوسکو طرف نسائی کے
اور لفظ اوسکا یہ ہی نهى المعتدة عن الكحل والدهن والخضاب بالحناء قال الحناء طيب اور جائز ہی کہ یہ حدیث
کسی کتاب مین ہو کتب نسائی سے اور روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر یہان تک کہ گذر جاوے عدت اوسکی اور اپنے
دوسرے عزیزون پر تین دن تک **ص** یعنی آرایش نکرے اور جامۂ زعفرانی اور کسم کا رنگ نہ پہنے **ف** اسواسطے
کہ اوسمین خوشبو آتی ہی اور خوشبو ممنوع ہی جیسا کہ روایت کیا اوسکو ہمنے اوپر اور حدیث ام عطیہ مین ہی کہ نہ پہنے کپڑا
رنگین مگر کپڑا رنگے سوت کا **ص** اور منہدی نہ لگاوے **ف** کیونکہ حدیث ام سلمہ مین ہی اور نہ منہدی سے
کہ وہ خضاب ہی روایت کیا اوسکو ابو داود اور نسائی نے اور اسناد اوسکا حسن ہی **ص** اور خوشبو اور تیل نلگاوے
ف ہدایہ مین ہی اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہین خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل مین کوئی حدیث صحیح

عہ۱ [illegible]
عہ۲ کیونکہ صغیرہ پر سوگ نہین ۱۲
عہ۳ کیونکہ کافرہ پر سوگ نہین ۱۲
عہ۴ یعنی جسکا خاوند مرجاوے ۱۲
عہ۵ یعنی جسکو طلاق بائن دیا ہو ۱۲ منہ سلمہ ربہ

نہین آئی ص اور سرمہ نہ لگاوے ف اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ مین ہی کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج مین ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہی اور یہی لفظ مسلم کا ہی اور ابوداود اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نکرے اور نسائی کی روایت مین ہی کہ کنگھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ مین ہی کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤن فرمایا پتون سے بیری کے ص مگر عذر سے ف کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی ہان کو ام حکیم کے جب مر گئے تھے خاوند اونکے اور شدت تھی اوسپر درد کی آنکھون مین روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اوسمین ضرورت ہی اور مقصود دوا ہی نہ زینت ہی جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤن کے ص اور سوگ کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کردیا مولی نے اور نکاح فاسد مین اسواسطے کہ یہان کچھ نعمت نکاح جاتی نرہی بلکہ نکاح کا رفع واجب ہی ف تو اور خوشی چاہیے ص اور نہ بھیجے پیغام صریح بھیجے اوس عورت کے پاس جو معتدہ ہو وفات سے نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایہ سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ الایہ یعنی نہین گناہ ہی تمپر اوسمین جو اشارہ کرو تم ساتھ اوسکے پیغام سے عورتون کے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہی صحیح بخاری مین کہ کہے ارادہ کرتا ہون مین نکاح کا یا چاہتا ہون کہ ملجاوے مجھے کوئی عورت نیکبخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہی اور مین تجھ مین راغب ہون اور اللہ تجکو ایک خیر پہنچاتا ہی یا مانند اسکے اور نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول مین اللہ تعالی کے اِلَّا اَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا کہا کہ کہے مین تجھ مین راغب ہون اور مین امیدوار ہون کہ ہم تم جمع ہون اور یہ نہ کہے کہ مین تجسے ارادہ نکاح کا رکھتا ہون اور ہوا ہی مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر مین آیت شریف وَلٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اور نہ وعدہ کرو تم اون سے پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہی ار ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور جو عورت کہ عدت مین ہو طلاق کی تو اوس سے تعریض بھی بالاجماع جائز نہین ہی فتح القدیر ص اور جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی کے یا بائن کے ہووے تو وہ اپنے گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ ف اِلَّا اَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکالو اونکو اپنے گھرون سے اور نہ وہ نکلین مگر جب لاوین کسی فاحشہ صریح کو حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ فاحشہ یہ ہی کہ زنا کرین اور واسطے حد مارنے کے نکالی جاوین اور کہا حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہ فاحشہ یہ ہی کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزون پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتون کا نفقہ خاوند کے مال مین سے ہی تو اونکو احتیاج نکلنے کی نہین ص اور جو عورت کہ عدت مین موت کے ہو اوسکو جائز ہی کہ دن کو نکلے اور کچھ حصہ رات کو اور نگذارے اکثر رات کو مگر اپنی منزل مین ف اسواسطے کہ اوسکے واسطے نفقہ نہین ہی تو محتاج ہوگی طرف نکلنے کے ص جو عورت کہ اوسپر عدت واجب ہوئی تو اوسکو چاہیے کہ جس گھر مین فرقت یا موت یا طلاق ہوا تھا اوسی گھر مین عدت کو تمام کرے ف یعنی اوس گھر مین جو اوسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت اور موت کے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ اور اضافت بیوت کی اونکی طرف کی اور فریعہ بنت مالک سے

مروی ہی کہ خاوند اونکا نکلا تا لاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اوسکو جب ملے وہ اون سے کہا اوسنے کہ پھر پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا یعنی فریعہ نے ۱۲ مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جب تک کہ پونہچے لکھا اللہ کا اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی اوسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان رضنے نکالا اوسکو احمد اور چارون حاکمون نے اور مالک نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد من الوجہین جمیعا و ان لم یخرجاہ یعنی صحیح ہی اسناد اوسکا دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اوسکو بخاری مسلم نے اور کہا محمد بن یحیی ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہی اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف ہووے اوسکو تلف مال کا یا گھر کے گرجانے کا یا کرایہ گھر کا اوسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہی کہ اوس گھر سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہی تو گھر مین پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہی کہ خاوند وہان سے نکل آوے ف اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہی ہدایہ ص اور اسی طرح اگر خاوند فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل جاوے ف فتح القدیر مین ہی کہ جہان کوئی اس قسم کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہی کہ اون دونون کے بیچ مین ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ قادر ہووے منع پر وطی سے اور اگر کسی شخص نے سفر مین اپنی زوجہ کو کہ اوسکے ساتھ ہی طلاق بائن دیا یا مر گیا اور وہان موضع اقامت نہین ہی اور زوجہ کے شہر تک وہان سے مدت سفر نہین ہی تو وہان سے پھر آوے اور آنکے عدت بیٹھے اور اگر جہان کا ارادہ رکھتی ہی اور جہان سے آئی ہی دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون یا دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون تو عورت کو اختیار ہی جہان ان دونون جانب سے چلی جاوے ہو سکتا ہی برابر ہی کہ اوسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہی کہ رجوع کرے اپنے مسکن مین آن کے جہان سے چلی تھی عدت کرے اور امام سرخسی کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو اوسکو اختیار کرے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہہ سے نکلی ہی تین روز کی راہ ہووے اور جس طرف جاتی ہی کم ہووے تو اوسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہہ موضع اقامت ہی مثلا شہر ہی تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اوسکے پاس کوئی ولی موجود ہووے اسواسطے کہ نکلنا معتدہ کو حرام ہی اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اوسکے ساتھ ولی ہو تو نکلنا اوسکا حرام نہین ہی کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہی اور حرمت سفر کی اوٹھ گئی بوجہ ولی کے تو اب بنا بر قول صاحبین کے جب نکلنا جائز ہوا تو اب کسطرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہی جیسے گذری

باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اوس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہی اور پھر نکاح کیا اوس سے اور وہ جنی بعد چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب لڑکے کا اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہو ویگا اوسکو مہر اوس عورت کا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور ثابت ہو ویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا جب لاوے

وہ لڑکے کو دو برس مین یا زیادہ مین جب تک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کریگی عدت کے گذرنے کا
اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ مین دو برس سے زیادہ کی مدت ہی تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب
ثابت ہوتا ہی کہ مدت اقرار اور ولادت مین چھ مہینے سے کم گذرے ہون جیسا کہ آگے آتا ہی اور اگر لائی اوس لڑکے کو
کم مین دو برس سے تو بائنہ ہوجاویگی اپنے خاوند سے ساتھہ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہوجاویگا بخلاف اوس
صورت کے جب جنے زیادہ مین دو برس سے کہ وہان رجعت ثابت ہوجاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہین ہوسکتا ہی
مگر عدت مین ف اور اول صورت مین ہوسکتا ہی کہ وطی نکاح مین ہو کیونکہ وہان وقت طلاق سے دو برس سے
کم مدت گذری ہی ص اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہی تو اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنے وقت طلاق
سے دو برس سے کم مین اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اوسکا دعوی کرے کیونکہ
ہوسکتا ہی کہ اوسنے وطی کی ہو شبہے سے ایام عدت مین اور جو عورت مراہقہ ہی یعنی ایسی لڑکی ہی کہ اوسکے مثل اور
عورتون سے جماع ہوتا ہی اور وہ سن بلوغ مین مثلا نو برس یا زیادہ کی ہی لیکن علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئے وہ اگر
بعد طلاق کے کم مین نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا اور اگر نو مہینے مین جنی تو نسب
رجعی ہو یا بائن ہو اسلئے
ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہین اور عدت اوسکی تین مہینے ف اور اصل
مین اس مقام پر تفصیل کی ہی ص اور نزدیک امام ابو یوسف کے اگر طلاق رجعی ہی تو ستائیس ماہ تک نسب ثابت ہوگا
اسواسطے کہ تین مہینے اوسکی عدت کے مدت ہین اور دو برس اکثر مدت حمل ہین اور اگر طلاق بائن ہی تو دو برس تک اور
اگر کسی عورت معتدہ نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور پھر چھ مہینے سے کم مین وقت اقرار سے جنی تو نسب
لڑکے کا ثابت ہوجاویگا لیکن اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا ف کفایہ
اور فتح القدیر وغیرہما مین لکھا ہی کہ چھ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہی اور نسخ شرح وقایہ مین وقت طلاق سے
لکھا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ سہو ہی قلم ناسخ سے ص اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ مینے لڑکا جنا اور خاوند نے
اوسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اوسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے
نسب ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر نتھا اور خاوند نے بھی اوسکا اقرار نہین کیا تھا تو دو مردون کی یا ایک مرد
اور دو عورتون کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہی اس طرح پر کہ زوجہ تنہا گھر مین گئی اور اوسکے ساتھہ کوئی تھا
اور گھر مین بھی کوئی لڑکا نتھا اور ہم گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور
صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین گواہی ایک عورت کی کافی ہی مسئلہ اگر کوئی عورت عدت موت مین دو سال کے قبل
جنے تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اگر معلوم نہین کہ قبل موت کے جنی یا بعد اوسکے دو برس مین یا کم مین لیکن اقرار کیا ورثہ نے
کہ یہ لڑکا اونکے مورث کا ہی تو اگر صاحب اقرار ایسے ہین کہ اونسے صحت شہادت نہین ہوسکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب شہادت
کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہوجاویگا اوس مقر کے حق مین اور اگر صحیح الشہادۃ ہین تو نسب اوسکا ثابت ہوجاویگا
مقر اور غیر مقر سب کے حق مین اور جو ورثہ نے اقرار نہین کیا تو نسب ثابت نہوگا مسئلہ ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت سے

اور وہ جنی کم مین چھ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اوسکا ثابت نہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت ہوگا برابر ہی کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت ہوگی پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کو نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھسے نہین تو لعان کریوے اور اگر بعد نکاح کے جنی اور دعوی کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہوئے اور مرد نے دعوی کیا کہ چھ مہینے نہین ہوئے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہوجاویگا ف اور لڑکا زوج کا ہوجاویگا هدایه ص اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو جنیگی تو طالق ہی اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع نہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور امام ابویوسف اور محمد کے نزدیک طلاق واقع ہوجاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہی کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہوجاتا ہی ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہی اون امور مین کہ نہین استطاعت کرتے ہین مرد اونکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت اس بابت پر کہ جائز ہی شہادت عورتون کی اون امور مین کہ نہین استطاعت رکھتے ہین غیر اونکے سوا اونکے مثل عورتونکے ولادت و عیوب پر اور جائز ہی شہادت دایہ کی تنہا اوپر رونے لڑکے کے اور دو عورتین چاہیین اسکے سوا مین اور یہ حدیث حجت ہی کیونکہ یہ مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کیا امام محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اوسکا امام ابوحنیفہ نے مسند مین اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ اور فتح القدیر مین ص اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی تو عورت پر طلاق پڑجاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہی شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین ف اور دلیل ہماری قول حضرت عایشہ رضہ کا ہی کہ نہین رہتا ہی لڑکا رحم مین باکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہی کہ نہین زیادہ ہوتی ہی عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ ہو مانند سائے تکلے کے یعنی اگرچہ بقدر سائے تکلے کے ہووے کیونکہ سایہ تکلے کا وقت دوران چرخے کے سریع الزوال ہوتا ہی اور سایون سے اور مقصود تقلیل مدت ہی اخراج کیا اس قول کا دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن مین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل اونکے ضعیفہ ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر مین مذکور ہین ص اور اقل چھ مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا پھر فرمایا وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے ص اور جس شخص نے نکاح کیا کسیکی لونڈی سے پھر طلاق دیا اوسکو ف بعد دخول کے ص پھر خریدا اوسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم مین خریدنے کے وقت سے تو لازم آویگا لڑکا اوس شخص کو بغیر دعوے کے اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعوے کے اوسکو لازم نہوگا ف اور یہ جب ہی کہ طلاق ایک ہو رجعی یا بائن یا خلع ہو اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک وقت طلاق سے هدایه ص اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہی تو وہ میرا ہی اور شہادت دی ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت ہوجاویگا اور وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہوجاویگی اور اگر

کسی نے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہی اور وہ اوسکا لڑکا ہو سکتا ہی بعد اوسکے وہ شخص مر گیا اور لڑکے کی مان نے کہا کہ وہ اوسکا بیٹا ہی اور مین اوسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ وہ لڑکے کی مان ہی اور اگر معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہی اور ورثہ نے کہا کہ تو ام ولد ہی تو عورت کو میراث نہ ملیگی اور لڑکا وارث ہوگا

باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول مان ہی اور اوسپر جبر نکرینگے اگرچہ اوسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہو جاوے **ف** کیونکہ روایت ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا اوسکا برتن اور چھاتی میری اوسکی مشک اور گود میری اوسکا مکان اور باپ نے اوسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہی کہ چھین لے اوسکو مجھسے سو فرمایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہی اوسکے رکھنے کی جب تک نکاح نہ کرے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور اسواسطے کہ مان کی شفقت زیادہ ہی تو دینا اوسکی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابو بکر رضی نے دیا عاصم پسر حضرت عمر رضی کو بلکہ سپرد کیا اوسکو طرف اوسکی مان کے وقت وقوع فرقت کے روایت کیا اوسکو مالک نے اور عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکر نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ عمر بن خطاب رضی نے طلاق دیا جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اوسنے نکاح کیا اور آئے حضرت عمر اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اوسکو اوسکی مان نے یہان تک کہ مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابو بکر پاس تو فرمایا حضرت ابو بکر نے کہ چھوڑ دو اوسکی مان اور لڑکے کو تو لے لیا اوسکی مان نے لڑکے کو اور ایک روایت مین مصنف کی ہی کہ فرمایا حضرت ابو بکر نے چھونا مان کا اور گود اوسکی اور بو اوسکی بہتر ہی اوسکے لیے تمسے یہان تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کر لے اپنے نفس کو **ص** اور جب مان نہووے **ف** یعنی مر گئی ہو یا کسی اجنبی سے اوسنے نکاح پڑھا لیا ہو کفایہ **ص** تو نانی اولی ہی اگرچہ کتنی ہی بلند ہو جاوے **ف** یعنی نانی کی مان اور نانی کی نانی وغیرہا اسواسطے کہ یہ حق ماؤن کی جانب کا ہی تو جب مان نہوئی تو مان کی مان کی طرف منتقل ہو جاویگا **ص** اور اگر نانی نہووے تو دادی بہتر ہی بہنون سے **ف** اسواسطے کہ دادی بھی حصہ مان کا رکھتی ہی ترکے مین اور شفقت بھی اوسکو زیادہ ہی بہ نسبت بہنون کے **ص** تو اگر دادی نہو تو بہنین اوسکی حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی **ف** اور یہ اولی ہین خالہ سے اسواسطے کہ یہ بیٹیان ہین اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم ہین میراث مین اور ایک روایت مین خالہ اولی ہی بہن سے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ بجائے مان کے ہی حق مین بیٹے حضرت حمزہ کے نکالا اوسکو بخاری نے اور نکالا اوسکو امام احمد نے حدیث سے علی کی پھر فرمایا اور لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے کہ بیشک خالہ مان ہی اور روایت اسحق بن راہویہ مین ہی اس لفظ سے فان الخالۃ والدۃ اور یہی عبارت واقع ہی ہدایہ مین **ص** بعد اوسکی حقیقی بہنین مان کی پھر اخیافی بہنین مان کی پھر علاتی بہنین مان کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی **ف** اور حاصل یہ ہی کہ اول جو ذات قرابتین ہین یعنی باپ اور مان دونون کی طرف کی ہی مقدم کی جاویگی پھر مان کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اسواسطے مقدم ہی پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہوتی ہی

اورخالہ مان کی بہن اور قرابت مادری اس مقام مین اولی ہی ص اور یہ جب ہی کہ یہ عورتین آزاد ہون اسواسطے کہ لونڈی
اورام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہین ف اسواسطے کہ اونکو خدمت سے فراغت نہین ص اور اگر لڑکا مسلمان ہی
اور مان اوسکی ذمیہ ہی تو اوسکی مان کو حق ہی پرورش کا جب تک وہ نہ پہچانے دین کو یا الفت نہ پکڑے کفر سے تو ان دونون
صورتون مین مان سے چہین لیا جاویگا اور جس عورت نے کہ نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش کا حق اوسکا جاتا رہا
ف اور دلیل اسکی حدیث عبداللہ بن عمرو ہی جو اوپر گذری ص اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اوسکی مان نے
نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اوسکی دادی نے اوسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا ف اور دلیل اسکی ظاہر ہی ص اور اگر
نکاح جو غیر محرم سے ہوا تہا ساقط ہو گیا تو پہر حق اوسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت مان اور باپ کی جانب سے موجود نہووے
تو حق پرورش عصبات کو ہی علی الترتیب ف یعنی پہلے باپ پہر دادا پہر بہائی حقیقی پہر بہائی علاتی پہر بیٹا حقیقی بہائی کا
پہر بیٹا علاتی بہائی کا اور اسی طرح نیچے تک اونکی اولادون سے پہر چچا پہر چچا کے بیٹے ص لیکن صغیرہ کو ساتہ عصبہ غیر محرم
کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے ف اور صغیر کو دیدیوینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہین آزاد کرنے والے کو
اور کافی مین ہی کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہو تو اخیافی بہائی کو دینگے پہر اوسکے بیٹے کو پہر باپ کے اخیافی بہائی کو پہر اوسکے
بیٹے کو پہر مان کے حقیقی بہائی کو پہر علاتی کو پہر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگون کو بھی ولایت ہی نکاح مین نزدیک امام ابوحنیفہ رح
کے کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے مین ہون تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اوسکو پہر جو زیادہ عمر والا ہوگا اوسکو دینگے
جامع الرموز ص اور نہ اوسکو جو فاسق ہو لوگون کو حیلہ سکہاتا ہو اور ولد کو اختیار نہوگا بخلاف امام شافعی کے ف
کہ اونکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہی اسواسطے کہ روایت ہی نافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لائے اور انکار کیا اونکی عورت نے
اسلام سے سو بٹہلایا نبی صلی اللہ علیہ سلم نے مان کو ایک گوشے مین اور باپ کو ایک گوشے مین اور لڑکے کو اونکے درمیان مین
سو جہکا لڑکا اپنی مان کی طرف پہر فرمایا آپ نے یا اللہ تو ہدایت فرما اوسے پہر جہکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اوسنے اوسکو نکالا اوسکو
ابوداود اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور بہی نکالا چارون عالمون نے ابوہریرہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے
اختیار دیا لڑکے کو مان اور باپ کے درمیان مین کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہی اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہی کہ لڑکے کی
عقل قاصر ہی سو اختیار کریگا اوسی شخص کو جو اوسکو تقید نہ کرے بوجہ میلان اوسکے کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہی صحابہ سے کہ
انہون نے اختیار نہین دیا اور یہ حدیث سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اے اللہ ہدایت کر اوسکو اور دعا آپکی
مستجاب ہی مقبول ہی تو اسی مین بہتری تہی واسطے لڑکے کے یا محمول ہی اوس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا ص اور مان اور نانی
حقدار ہین بچے کی یہان تک کہ کہاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے
ف اور اسی پر فتوی ہی ص اور دختر کی یہان تک کہ حیض آوے اور امام محمد سے مروی ہی کہ یہان تک کہ شہوت والی ہووے
اور یہی معتبر ہی واسطے فساد زمانے کے اور سوا مان باپ کے حقدار ہین دختر کے یہان تک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز
نہین ہی کہ بعد عدت کے کہین اپنے فرزند کو سفر مین لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی مین جہان اوسکا نکاح ہوا تہا ف اسواسطے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے جو شخص اہل ہوا کسی شہر مین تو وہ اہل اوس شہر کا ہی نماز پڑہے مقیم کی روایت کیا اوسکو

ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان سے اور ابن ابی یعلی نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر میں تو وہ اہل اوس
شہر کا ہی ور اسناد مین اوسکی عکرمہ بن ابراہیم ازدی ضعیف ہی ص اور یہ اختیار صرف امام کو ہی اور غیر کو درست نہین اگرچہ نزدیک ہو

باب نفقے کے بیان مین

واجب ہی نفقہ اور لباس اور مسکن خاوند پر ف اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ یعنی
چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کشایش اپنی کشایش سے اور فرمایا وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع مین کہ عورتون کے لیے تمھارے اوپر رزق ہی اور لباس ہی موافق دستور
کے اور یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی اور اسواسطے کہ یہ نفقہ روکے رہنے کا ہی جیسے نفقہ قاضی کا ہی اور عامل صدقے کا ص اگرچہ
چھوٹا ہو وطی پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافرہ ف واسطے اطلاق آیت کے ص بڑی ہو یا چھوٹی مگر
ایسی کہ وطی کیجاتی ہو اور اگر وطی نہ کی جاتی ہو بسبب زوجہ کی صغر سنی کے یا کوئی اور مانع کے جو جانب زوجہ سے ہو تو خاوند پر
نفقہ واجب نہوگا اور معتبر نفقے مین دونون کا حال ہی تو اگر دونون غنی ہین تو نفقہ غنا کا اور جو دونون تنگدست ہین تو نفقہ
تنگدستی کا اور جو ایک غنی ہی اور دوسرا تنگدست تو دونون کے بیچ مین ف مثلا خاوند امیر ہی اپنے گھر مین حلوا اور کباب
اور اقسام کے کھانے کھاتا ہی اور عورت اپنے گھر مین جو کی روٹی کھاتی ہی تو خاوند پر واجب نہین کہ جو آپ کھاتا ہی وہ دیوے بلکہ
گیہون کے اور ایک دو قسم کے کھانے دیوے ص اور یہ ہمارا مذہب ہی اور امام شافعی کے نزدیک سب حالتون مین اعتبار
خاوند کا ہی ف اور دلیل ہماری یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت کو ابو سفیان کی کہ لے لے تو اوسکے مال سے اوسقدر کہ
کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور اضافت کیا نفقے کو طرف زوجہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی
ص اگر زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہووے اور خاوند نے اوسکو طلب نکیا ہو یا خاوند کے گھر مین بیمار ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر ہی
ف اور اگر باوجود طلب کے ازراہ شرارت نہ آتی ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر نہین ہی ص نہ وہ جو نکل گئی ہو شرارت سے
ناحق اور اگر حق پر نکلی مثلا اپنا مہر معجل طلب کرتی ہو تو نفقہ اوسکا رہیگا ف اور اگر خاوند کے گھر مین ہی اور وطی سے
مانع ہوتی ہی تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پہنچتا ہی کہ جبرا بغیر اوسکی رضا کے وطی کرے ص اور اگر زوجہ کسی قرضے مین
قید ہوگئی یا اپنے باپ کے گھر مین مریض ہوئی یا کوئی اوسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اوسکا خاوند کے
ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اوسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند
مالدار ہی تو واجب ہی اوسپر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اوسپر دو
خادمون کا نفقہ واجب ہی ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہین
کہ ایک دونون کا متولی ہو سکتا ہی ف اور فتوی قول طرفین پر ہی ص اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہین نفقہ خادم کا
اور امام محمد کے نزدیک تنگدستی مین بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہی ف اور صحیح مفتی بہ اول ہی ہدایہ ص اور
اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہوگا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہان تک کہ خاوند مالدار
ہو جاوے اور ادا کرے اور امام شافعی کے نزدیک تفریق کرادی جاویگی ف اور احادیث اور آثار امام شافعی کے بہت ہین

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات اونکے استدلالات کے بھی بتفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے
وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی دست تک
ص اور ہمارے علما نے جب دیکھا کہ بے تفریق کے معاش ممکن نہین ہی اسواسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہی اور بہت ایسا ہوگا کہ کوئی اوسکو قرض ندیگا اور غنی ہوجانا خاوند کا ایک امر متوہم ہی تو اچھا جانا اس بات کو کہ قاضی
ایک نائب شافعی المذہب کو معین کرے کہ وہ اُن دونون کے بیچ مین تفریق کر دیوے ف اور اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتوی دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو ص اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے کہ
خاوند اوسکا تنگدست ہی نفقہ فرض کیا بعد اوسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقۂ غنا تمام کرے اور اگر
خاوند نے مدت تک اپنی زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو اون ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہوجاویگا مگر یہ کہ قاضی نے اوسکے واسطے نفقہ
معین کیا ہو یا دونون کسی چیز پر راضی ہوئے ہون تو ان صورتون مین اون ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا جب تک وہ
دونون زندہ رہین تو اگر کوئی اونمین سے مرگیا یا طلاق دیدیا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہوگا مگر جب کہ قرض لیا ہو
عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک ہرگز ساقط ہوگا بلکہ مرد پر
دین ہوجاویگا اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلا چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے خاوند یا زوجہ کوئی مر گیا تو
اب باقی نفقہ زوجہ سے پھیرا نجاویگا شیخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب کرکے ایک مہینے کا نفقہ عورت
کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا ف اور فتوی قول شیخین پر ہی ص اور اگر غلام نے نکاح کیا اذن سے
مولی کے تو نفقہ اوسکا اوسپر واجب ہی تو بیچا جاویگا اوسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح بے نہایت ف
مثلا ہزار روپے اوسپر نفقے کے جمع ہوگئے اور دو بار بیچنے مین وہ ادا ہوگئے پھر اور ہزار جمع ہوئے تو پھر تیسری بار بیع کیا جاویگا
پھر چوتھی بار پھر پانچوین بار زیلعی ص اور صورت اسکی یون ہی کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولی کے اذن سے کسی عورت
سے اور قاضی نے اوسپر نفقہ فرض کیا یہان تک کہ ہزار درم جمع اور پانسو روپے کو بیچا گیا اور وہی اوسکی قیمت ہی اور مشتری جانتا ہی
کہ اوسکے اوپر دین نفقے کا ہی تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہی بلکہ اور طرح کا دین ہی تو ایک ہی بار بیع کیا جاویگا
ف اور باقی دین موقوف رہیگا اوسکی حریت پر ص اور خاوند پر واجب ہی کہ عورت کو رکھے ایک جدا گھر مین کہ اوسمین
کوئی خاوند کے اہل سے نہووے اور نہ اوسکا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہوجاوے خاوند کے
اہل کے ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہی اور اوسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زنجیر اور قفل اوسکا علحدہ ہو اور
خاوند کو پہونچتا ہی کہ والدین زوجہ کو اور اوسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین نہ آنے دیوے اسواسطے کہ گھر ملک
خاوند کا ہی تو اوسکو منع پہونچتا ہی اور نہین جائز ہی کہ منع کرے اونکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اوسکے ساتھ جسوقت
چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہی کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو اوسکے پاس
آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال بھر مین ایک بار روکے اور یہی صحیح ہی ف
ایسا ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی ص اور معین کردے قاضی نفقہ اوس شخص کی زوجہ کا جو غائب ہو

اور اوسکے والدین کا اور اوسکی اولاد صغار کا اوسکے مال سے جو اونکے حق کی جنس سے ہی مثلاً دراہم یا دنانیر یا کپڑے بخلاف اوس صورت کے کہ وہ اونکے حق کی جنس سے نہو مانند اون اسباب کے کہ اونکی بیع کی حاجت پڑتی ہو ف جیسے مکان زمین آلات وغیرہ ص کہ وہ نہ بیچے جاوینگے کہ نزدیک مودع یا مضارب یا مدیون کے ہو اور وہ لوگ اقرار کرتے ہین اوس مال کا اور اوسکی زوجہ ہونے کا یا قاضی زوجہ ہونے کو جانتا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے ضامن لے لیوے اور حلف دلاوے اوسکو اس بات پر کہ اوس شخص غائب نے اوسکو نفقہ نہین دیا ہی اور اگر وہ شخص مقر نکاح کے نہون اور قاضی بھی نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقے کو اوسپر فرض نکریگا اور حکم نکاح بھی نہ کریگا اسواسطے کہ حکم غائب پر جائز نہین ف یعنی مدعی علیہ کے غائب ہوتے فیصلہ کر دینا اوسپر جائز نہین ص اور امام زفر کے نزدیک نفقہ اوسپر فرض کر دیوے اور نکاح کا حکم نکرے اور آج کل مین واسطے حاجت آدمیون کے قاضی تعمیل موافق مذہب امام زفر کے کرتے ہین ف اور محیط مین بھی اسیکو اختیار کیا ہی

فصل جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہووے یا عدت مین اوس فرقت کی ہووے جو بسبب معصیت زوجہ کے نہین ہی جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہووے تو اوسکا نفقہ اور مسکن عدت کے گذرنے تک خاوند پر واجب ہی اور نزدیک امام شافعی کے طلاق بائن مین نفقہ اور مسکن خاوند پر نہین اور دلیل لاتے ہین حدیث فاطمہ بنت قیس سے ف کہ تین طلاق دیے تھے اونکو خاوند نے اونکے تو نہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے مسکن اور نفقہ روایت کیا اوسکو مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت عمر نے اوس حدیث کو رد کیا ف جامع ترمذی اور ابو داود اور صحیح مسلم وغیرہ مین ہی کہ آئی فاطمہ بنت قیس نزدیک عمر بن خطاب رض کے سو فرمایا آپ نے کہ نہین ہین ہم کہ چھوڑ دیوین اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے کہ نہین جانتے ہین ہم کہ یاد رکھا اوسنے یا نہین زیادہ کیا طحاوی اور دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت عمر نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مطلقۃ الثلث کو مسکن اور نفقہ ہی اور حضرت عایشہ رض نے بھی اس حدیث کو رد کیا اور کہا فاطمہ سے کہ کیا نہین خوف کرتی ہی اللہ کا یہ صحیح بخاری مین ہی اور رد بھی نمانا اوسکو کبار تابعین نے مثل اسود اور سعید بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث مین جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر مین دیکھے ص اور جو عورت کہ عدت موت مین ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے یا ابن زوج کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اوسکا واجب نہین اور جو عورت کہ عدت مین تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے تو نفقہ اوسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کراوے تو ساقط نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہی جب وہ مفلس ہون اور کوئی اوسمین شریک نہوگا جیسا کہ ماں باپ کے اور زوجہ کے نفقے مین کوئی اوسکا شریک نہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ اور مولود لہ باپ ہی ہدایہ ص اور اگر اولاد اوسکی غنی ہی تو نفقہ اونکا اونکے مال مین سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیرخوار ہی تو ماں کو دودھ پلانے پر جبر نکرینگے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

۱ مودع وہ ہی جسکے پاس مال امانت ہو اور مضارب وہ شخص جسکو مال دیا ہو نفع کی غرض کیواسطے تجارت پر اور مدیون قرضدار کو کہتے ہین ۱۲ منہ مد ظلہ

اور نہ ضرر پہونچائی جاویگی والدہ اپنے ولد سے ص مگر جب سوا اوسکے اور دودھ پلانے والی نملے یا لڑکا اور کسی کا
دودھ نہ پیوے ف یا خاوند اجرت مرضعہ پر قادر نہو ص تو اوسوقت ماں پر جبر کرینگے ف واسطے حفاظت ولد کے
ص اور مرد نوکر رکھ لے مرضعہ کو کہ دودھ پلادے ولد کو نزدیک اوسکی ماں کے اور اگر اوسکی ماں کو نوکر رکھ لیا اور وہ
اپنی زوجہ ہے یا عدت مین ہی طلاق بائن یا رجعی سے جائز نہوگا اور ایک روایت مین جب عدت مین طلاق بائن کی
ہووے تو جائز ہوگا ف اور دلیل انکی اصل مین مذکور ہی ص اور بعد گذرنے عدت کے جائز ہی کہ خاوند اوسکو
نوکر رکھ لے جیسا کہ جائز ہی کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح مین یا عدت مین ہووے نوکر رکھلے واسطے دودھ پلانے اوس ولد کے
جو زوجہ کے بطن سے نہین ہی اور ماں جب عدت سے باہر آئے تو واسطے شیردہی ولد کے وہ دوسرون سے زیادہ حقدار ہی
مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ یعنی نہ ضرر پہونچایا جاوے
باپ اپنے ولد سے اور قیمت زیادہ یہ بھی ایک ضرر ہی ص اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہی اور نفقہ پسر بالغ کا جو
کسب پر قادر نہین ف مثلا لولا لنگڑا مفلوج بے دست و پا ہی ص سب باپ پر ہی اور اسی پر فتوی ہی اور روایت
خصاف اور حسن مین دو ثلث اوسکے باپ پر ہین اور ایک ثلث ماں پر ہی اور یہ جب ہی کہ اون دونون کے واسطے مال نہووے
اور اگر مال ہووے تو نفقہ اونکا اونکے مال مین سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقہ فطر واجب ہی تو اوسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا ہون
لازم ہی ف اگرچہ کسب پر قادر ہون ج اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا اور بسر کر
والدین کے ساتھ دنیا مین موافق دستور کے اور یہ آیت ماں باپ کافر کے حق مین اوتری ہی اور دستور یہ نہین کہ آپ عیش کرے
اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہوکے مرجاوین اور اجداد اور جدات بھی آباء اور امہات مین سے ہین اور اسیواسطے
جد قائم مقام باپ کا ہوتا ہی وقت نہونے باپ کے ھدایہ ص اور بیٹا بیٹی اسمین برابر ہین ف تو اگر کسیکا
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہی تو نفقہ اوسکا آدھا آدھا دونون پر ہی ص اور معتبر اس مقام مین قرب اور جزئیت ہی نہ وراثت تو
جس شخص کا ایک پوتا اور ایک بیٹی ہی تو کل نفقہ اوسکا بیٹی پر ہی ف اسواسطے کہ وہ قریب ہی بنسبت پوتے کے ص
باوجود اس بات کے کہ ترکہ دونون کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہی اور ایک بھائی ہی تو کل نفقہ اوسکا نواسے
پر ہی ف اسواسطے کہ نواسا اپنا جزو ہی برخلاف بھائی کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لے لیویگا اور
نواسے کو کچھ نہ ملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہی اور نفقہ ذو رحم محرم کا ف ذو رحم اوسکو کہتے ہین کہ جسکا حصہ ترکے مین سے
کچھ مقرر نہین اور نہ وہ عصبہ ہی سوا اوسکا ص جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بے دست و پا یا اندھا ہووے
مالک نصاب پر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہی بقدر میراث کے اور جبر کیا جاویگا اوسپر ف اسواسطے کہ
فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور قراءت ابن مسعود مین ہی وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ
مِثْلُ ذَٰلِكَ ص تو جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہی تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی حاجب ہی
ماموں کا کیونکہ وہ عصبہ ہی لیکن ماموں کو صلاحیت ہی وراثت کی کیونکہ ہو سکتا ہی کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور ماموں وارث
ہو جاوے نفقہ اوسکا ماموں پر ہی تو معتبر اقربیت اور اہلیت ارث ہی اور جس شخص کی تین بہنین متفرق ہین مثلا ایک حقیقی اور ایک

علاتی اور ایک اخیافی کو تحمین خمس اوسکے نفقے کا حقیقی بہن پر ہی اور ایک ایک خمس اور دونون بہنون پر ف اسواسطے کہ وراثت بھی اونکی اسی طریقے پر ہی تو اگر وہ شخص مرجاوے تو اوسکے مال کے پانچ حصے کیے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک ایک حصہ اور دو بہنون کو ملیگا ص اور نہین نفقہ ہی باوجود اختلاف دین کے مگر زوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر ہون اور باپ کو جائز ہی کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور زمین اوسکی بیچنا جائز نہین اور سوائے نفقے مین اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہووے بیچنا اوسکے مال کا بھی جائز نہین اور مان کو ہرگز جائز نہین کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے اسواسطے کہ ولایت تملک مال پسر باپ کو مخصوص ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہی ف روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح ص اور جس شخص غائب کا مال کسیکے پاس امانت ہی اور اوسنے بغیر حکم قاضی کے اوس غائب کے مان باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر اوسکا مال مان باپ کے پاس امانت تھا اور انہون نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر قاضی نے نفقے کا واسطے غیر زوجہ کے حکم کیا اور ایک مدت تک اونکو نہ پونہچا تو بقدر اوسکے نفقہ ساقط ہوجاویگا اور جامع کبیر بزدوی سے منقول ہی کہ یہ جب ہی کہ مدت دراز ہوجاوے یعنی ایک مہینہ یا زیادہ گذر گیا ہووے اور اگر مدت کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہوگا لیکن اگر قاضی نے اوسکو قرض لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اوسنے قرض لیکے اپنے نفقے مین صرف کیا تو وہ مال ذمۂ غائب پر لازم ہوگا اور ساقط نہوگا اور مولی پر ہی نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامون کے حق مین کہ وہ تمھارے بھائی ہین کیا اللہ نے اونکو زیر دست تمھارا تو جسکا بھائی زیر دست ہو اوسکے تو کھلاوے اوسکو جو آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی اور نہ تکلیف دو اونکو اوس امر کی جو مغلوب کرے اونکو اور اگر دو تو تم بھی اعانت کرو اونکی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابوذر رضی سے اور روایت کیا اوسکو ابوداود نے بسند صحیح سے اور زیادہ کیا کہ جو تمکو پسند نہ آوے اون مین سے تو بیچو اونکو اور نہ عذاب کرو خلق اللہ کو اور حضرت علی رضی سے مروی ہی کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ محافظت کرو نماز پر اور ڈرو اللہ سے اپنے غلامون مین اخراج کیا اوسکو امام احمد نے ص تو اگر مولی نے نہ دیا اور وہ قابل کسب کے ہین تو کما دینگے اور نفقہ اپنا کرینگے اور اگر قابل کسب کے نہین جبر کیا جاویگا مولی اونکی بیع پر ف اور حیوانات مین اگر اونکو نفقہ نہ دے تو حکم بیع کا نہ کیا جاویگا مگر فی مابینہ وبین اللہ حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور صحیحین مین مروی ہی حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے قید کیا تھا اوسکو یہانتک کہ مرگئی پھر داخل ہوئی آگ مین اور اوسی مین ہی کہ نہ کھانا دیا اوسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اوسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اوسکو کہ کھاوے گھانس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاویگا اوس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الهدایة

کتاب العتاق

آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب اور مستحسن ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہی مرد مسلمان کو

پاک کرتا ہی اللہ اوسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور
صحیح ترمذی مین مروی ہی ابی امامہ رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان
ہونگی وہ دونون خلاصی اوسکی آگ سے اور روایت ہی ابی ذر رضؓ سے کہا کہ پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عمل
افضل ہی فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین کہا مینے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہی فرمایا جسکی قیمت
زیادہ اور نفیس زیادہ ہو اپنے مالک کے پاس روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور صحیح مسلم مین ہی حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بدلہ دے سکتا ہی بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اوسکو غلام پھر آزاد کرے
اوسکو اور مسنون رکھا علما نے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تا کہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے هدایه
ص عتق صحیح ہوتا ہی حر بالغ عاقل سے اپنی ملک مین ف تو غیر کا غلام آزاد نہین کر سکتا اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین عتق ہی اوسمین جسکا مالک نہین آدمی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ
حسن صحیح ہی ص تو اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا جیسے کہے تو حر ہی یا معتق ہی یا عتیق ہی یا آزاد کیا مینے تجکو یا
محرر ہی یا حر کیا مینے تجکو یا یہ مولی میرا ہی یا پکارا کہ ای میرے مولی ف اور ایسا ہی اگر کہا کہ ای حر یا ای آزاد اور اگر نام
اوسکا حر ہی اور اوسنے پکارا یا حر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اوسکا حر تھا اور فارسی مین کہا ای آزاد یا نام اوسکا آزاد تھا
اور عربی مین کہا یا حر تو آزاد ہو جاویگا هدایه ص یا کہا کہ سر تیرا حر ہی یا اور جو اعضا کہ اونسے تعبیر سارے بدن سے
ہوتی ہی ف اور گذرا بیان اونکا کتاب الطلاق مین ص اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا
رکھتا ہی جیسے کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہی یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مینے راہ تیری یا لونڈی سے کہا
چھوڑ دیا مینے تجکو ف کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہی کیونکہ جب کہا کہ تو میری ملک سے نکل گیا
معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین ص تو بغیر نیت کے آزاد نہوگا
اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہی تو اگر فرزند اوسکا وہ ہو سکتا ہی تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فرزند اوسکا
نہین ہو سکتا تو بھی امام صاحب کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہوگا ف اور
دلائل اسکے مذکور ہین هدایه اور شرح وقایه مین ص اور اگر خواجہ نے اپنے غلام کو پکارا کہ ای میرے بیٹے یا ای میرے
بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اوسکا ہی اور لحاظ معنی کا نہین برخلاف اوسکے جب ندا کی
ساتھ حر کے کیونکہ وہ صریح ہی قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسی طرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہی میری تجپر ف
اگرچہ نیت کرے آزادی کی ص تو بھی آزاد نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اوسکا غلام ہو اور تصرف مولی کا نہو سکے جیسا کہ
مکاتب مین ف اور بیان اسکا آگے آویگا ص اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اونسے ہمارے نزدیک
لونڈی آزاد نہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی برخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک آزاد ہو جاویگی ف اور دلائل
طرفین کے هدایه مین مسطور ہین ص اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حر کے ہی آزاد نہوگا اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی
اور اگر کہا کہ نہین ہی تو مگر حر تو آزاد ہو جاویگا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا ف

[illegible]

اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہو اپنے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہوجاویگا اوسپر روایت کیا اس حدیث کو ایسے الفاظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب اس بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے سفیان سے اور تصحیح کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہی اور تصویب کی ابن القطان نے اوسکے کلام کی اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہین پکڑی اوس سے صحیحین مین اور ایک روایت مین ہی کہ جو شخص مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہی نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ رض سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے حضرت عمر رض سے موقوفا اور عایشہ اور علی رض سے ساتھ اسانید ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور جسنے اپنے غلام کو واسطے خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی سے یا نشے مین آزاد کیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر مضاف کیا عتق کو طرف ملک کے مثلا کہا کہ اگر مین مالک ہون اس غلام کا تو وہ حر ہی یا شرط کی مثلا کہا کہ اگر فلانا شخص آوے تو غلام میرا آزاد ہی اور اوس غلام کا مالک ہوگیا یا وہ شخص آگیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر غلام حربی کا مسلمان ہوکے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہوگا **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلامون مین طائف کے جب وہ نکلے تھے وہان سے مسلمان ہوکے کہ وہ آزاد کیے ہوئے ہین اللہ کے روایت کیا یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ہذا الوجہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اور پر شرط مسلم کے **ص** اور حمل[۱] آزاد ہوجاویگا بسبب آزادی اوسکی مان کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزادی اوسکی مان کی نہوگی اور یہ جب ہی کہ بعد آزادی کے چھ مہینے سے کم مین جنے[۲] **ف** اسواسطے کہ اسمین یقین ہی وجود حمل کا وقت آزادی کے **ص** اور اسمین ولاء اوسکے باپ کی مولی کی طرف نہ آویگی **ف** صورت ولاء کھینچنے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے غلام نے اوسکے اذن سے ایک لونڈی سے نکاح کیا کہ اوسکو غیر نے آزاد کیا تھا اور اوس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہوگا بہ تبعیت اپنی مان کے اور ولاء اوسکی مان کی مولی کو ملیگی مگر جب یہ شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کردے تو اس صورت مین باپ اوسکا ولاء کو اپنی طرف کھینچ لیگا تو اگر باپ مرجاوے اور پھر اوسکا بیٹا مرجاوے تو اب ولاء بیٹے کی باپ کے مولی کی طرف کھینچ جاویگی **ص** اور لڑکا تابع ہی اپنی مان کے تو اگر مان اوسکی پیدا ہوتے وقت آزاد ہی آزاد ہوگا اور اگر مملوک ہوگی مملوک ہوگا اور اگر مکاتبہ ہی مکاتب ہوگا اور اگر مدبرہ ہی مدبر ہوگا اور لونڈی کا لڑکا اوسکے خاوند سے ملک ہی اوسکے مولی کی اور اولاد[۳] اوسکے مولی سے آزاد ہی +

باب عتق[۴] البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا **ف** مثلا کہا نصف تیرا آزاد ہی یا ثلث تیرا یا ربع تیرا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک اوتنا حصہ آزاد ہوجاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور وہ مانند مکاتب کے ہوجاویگا مگر سبب کہ عاجز ہوجاوے تو غلام نہ ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہوگا **ف** اور دلیل اسکی مذکور ہی اصل مین **ص** اگر ایک غلام مین دو شخص شریک ہین اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرا شریک بھی چاہے اپنا حصہ آزاد کردے یا اوس سے سعی کرالیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ تنگدست نہین ہی اور اگر تنگدست ہی تو ضمان نہ لیگا **ف** بلکہ سعی کرادیگا یا آزاد کردیگا **ص** اور ولاء دونون کے واسطے ہی اگر وہ

[۱] یعنی اگر ماں لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اوسکا بچہ دونون آزاد ہوجاوینگے ۱۲ منہ مدظلہ

[۲] [illegible]

[۳] [illegible]

[۴] [illegible]

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کراوے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہی اور وہ آزاد کرنے والا رجوع کر لے رقم ضمان کا غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دو ہی باتون کا اختیار ہی چاہے ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ غنی ہی یا سعی کراوے اگر وہ فقیر ہی ف اور آزاد نہین کر سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا اونکی رائے پر اور دلیل لاتے ہین حدیث ابہریرہ سے صحیحین مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اوسکی اوسپر ہی اگر اوسکے پاس مال ہی اور نہین تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل امام ابوحنیفہ کی مذکور ہی ہدایہ اور فتح القدیر مین ص اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہی اور اگر دونون شریکون نے گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہی ف مثلا زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام مین تو زید نے شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا ص تو غلام سعی کرے اون دونون کے لیے اونکے حصے مین اور ولا اون دونون کے واسطے ہی برابر ہی کہ وہ دونون تنگدست ہون یا دونون فراخ یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک سعی کرے اگر دونون تنگدست ہون اور اگر دونون فراخ دست ہون تو سعی نکرے اور ایک تنگدست ہی اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سعی کرے اور موقوف رہیگی ولا سب صورتون مین یہان تک اتفاق کرین دونون ایک کی آزادی پر اسواسطے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہی اور اگر ایک نے اوسکے عتق کو معلق کیا کل کے روز ایک فعل کے وجود پر اور دوسرے نے اوسکے عدم پر ف مثلا ایک شریک نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین جاوے تو حصہ میرا آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین نجاوے تو حصہ میرا آزاد ہی ص اور کل کا روز گذر گیا اور شرط اوسکی معلوم نہوئی ف مثلا زید اوس گھر مین گیا یا نہ گیا معلوم نہوا ص تو آزاد ہو جاویگا نصف اوس غلام کا ف اسواسطے کہ دونون باتون سے کوئی امر ہوا ہوگا تو نصف آزاد ہو جاویگا ص اور سعی کرے نصف مین واسطے اون دونون کے اور امام محمد کے نزدیک سعی کرے واسطے کل کے دونون کے لیے اور اگر غلام دونون کے جدا ہین مثلا ایک شخص نے کہا کہ اگر فلانا شخص کل گھر مین داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ اگر فلانا شخص گھر مین کل داخل نہو تو غلام میرا آزاد ہی اور کل کا روز گذر گیا اور حال معلوم نہوا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر ایک غلام ساتھ خرید یا ہبہ یا وصیت کے یا دو شخصون کی ملک مین آیا اور ایک اونمین سے اوس غلام کا باپ ہی یا نصف اپنے بیٹے کا غیر سے خرید لیا یا اوسکے عتق کو معلق کیا ساتھ اوسکی شرا کے اور پھر خریدا اوسکو کسیکے ساتھ ملکے تو ان سب صورتون مین حصہ اوسکا آزاد ہو جاویگا اور باپ ضامن نہوگا برابر ہی کہ شریک جانتا ہو اس بات کو کہ یہ بیٹا ہی اوسکا یا نہ جانے جیسا کہ نہین ضامن ہوتا ہی باپ اگر وارث ہوئے دونون ایک غلام کے اور صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت مر گئی اور اوسکا ایک غلام تھا کہ وہ اوسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا اور آزاد ہوگا اور اوسکے بھائی کے حصے کا ضامن نہوگا اب دوسرے شریک کو اختیار ہی چاہے اوسکو آزاد کرے یا سعی اوسے اور صاحبین کے نزدیک غیر میراث مین دوسرا شریک ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اگر غنی ہی اور سعی کریگا غلام اگر وہ فقیر ہی اور میراث کی صورت مین کسیکے نزدیک ضامن نہوگا اسواسطے کہ ثبوت ملک کا میراث مین کچھ اختیاری نہین ہی تو باپ ...

یعنی مالدار ہون ۱۲

كيا قصور ہو مسئلہ اگر کسی شخص نے بعض غلام اوسکے مولی سے خریدا بعد اوسکے بعض باقی کو باپ نے اوس غلام کے
جو غنی ہو خریدا تو اب اس شخص کو اختیار رہیگا چاہے باپ سے اوسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے (یعنی جسنے اول خریدا ہو) مسئلہ ایک غلام مین تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اوسکو مدبر کیا
اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونون مالدار ہین اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان لیوے مدبر
کرنیوالے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے تہائی حصے کا بعد
مدبر ہونے کے نہ اوتنے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا ہے یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے ف مثلا اوس غلام کی ستائیس روپے
قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنے والے سے نو روپے لیوے اور مدبر کرنے والا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے چھ روپے کا
اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہین قیمت غلام کے اسواسطے کہ مملوک کے منافع تین ہین وطی اور خدمت لینا اور بیع اور مدبر کرنے سے
ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اوسکو بیچ نہین سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اوسکے مقابلے مین کم ہو جاویگی ص اور صاحبین کے
نزدیک غلام اوس شخص کا ہوگا جسنے اول اوسکو مدبر کیا اور ضامن ہوگا دو ثلث قیمت کا ف یعنی اٹھارہ روپے کا صورت
مذکور مین ص واسطے دونون شریکون اپنے کے برابر ہے کہ تنگدست ہو یا فراخ دست اور ولا موافق مذہب امام ابوحنیفہ
کے تین حصے کیجاویگی دو حصے مدبر کرنے والے کو اور ایک حصہ آزاد کرنے والے کو ف اور صاحبین کے مذہب کے موافق
ولا کل مدبر کرنے والے کو ملیگی ص اور اگر ایک نے دو شریکون مین سے لونڈی مین کہا کہ یہ میرے دوسرے شریک کی ام ولد ہے
اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک اگر چاہے منکر سعی کرا لیوے لونڈی سے نصف قیمت مین پھر وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ جب اوسکے شریک نے تصدیق
ام ولد ہونے کی نکی تو اقرار اوسکا اوسی پر پلٹ گیا تو گویا اوسکی ام ولد ہو گئی تو شریک فقط اپنے حصے کے موافق سعی کرالیگا۔۔
اور پھر آزاد ہو جاویگی مسئلہ اور اگر ایک ام ولد دو شخصون مین مشترک تھی اور ایک نے اونمین سے اوسکو آزاد کیا تو دوسرے کے
حصے سے ضامن نہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب مین ام ولد کی کچھ قیمت نہین اور صاحبین کے نزدیک
ضامن ہوگا اسواسطے کہ ام ولد اونکے نزدیک قیمت دار ہے مسئلہ اور جس شخص کے تین غلام تھے اور دو اوسکے پاس موجود تھے
اور اوسنے کہا ایک تم مین کا آزاد ہے پھر ایک اون دو مین سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم مین کا آزاد ہے اور بعد اسکے
وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہین کیا تو جو غلام دونون مرتبہ حاضر تھا اوسکے تین ربع آزاد ہو گئے اور نصف اور ونکا نزدیک امام ابوحنیفہ
اور امام ابویوسف کے اور ایسا ہی ہے امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہوگا اونکے نزدیک ف اور دلیل اسکی اصل مین
مسطور ہے ص اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت مین کیا اور وارثون نے اسکو جائز نرکھا اور سوا ان تین غلامون کے اور
کوئی مال اوسکا نہین اور قیمت ان سب کی برابر ہے تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصون عتق کے اونکے نزدیک ف
اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوئے تو سات حصے عتق کے تھے ص تو سات حصے ثلث مال ہو گئے اسواسطے
کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہے تو جو غلام نکل گیا تھا اوسکے دو سبع آزاد ہوئے اور پانچ سبع مین اپنے قیمت کے سعی
کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع مین اپنی قیمت کے اور امام محمد کے نزدیک کہ

سہام عتق چھ تھے اوسکو ثلث مال بنا وینگے اور ہر غلام کے چھ حصے کرینگے تو خارج کے دو سُدس آزاد ہونگے اور سعی کریگا چار سدس
قیمت مین اور ثابت کے تین سدس اور سعی کریگا تین سدس مین اور داخل کا ایک تو سعی کریگا پانچ سدس مین مثلاً قیمت ہر غلام
کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہی تو کل مال ایک سو چھبیس روپے ہوئے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دو سبع یعنی
بارہ روپے آزاد ہوینگے اور پانچ سبع یعنی سے مین سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ روپے
آزاد ہوئے اور چار سبع یعنی للعہ مین سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت کے
تین سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام عتق دونون قولون پر بیالیس روپے
ہوئے **ف** اس صورت سے شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے امام محمد کے نزدیک **ص** اور
وہ ثلث مال ہی اور سہام سعایت چوراسی روپے ہوئے اور وہ دو ثلث مال کے ہین **ف** اس صورت سے شیخین کے
نزدیک اور اس صورت سے امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم **ص** اور اسی طرح جو شخص تین عورتین رکھتا ہی اور مہر تینون کا
برابر ہی اور اوسنے کسیکے ساتھ وطی نہین کی اور دو عورتین اوسکے پاس حاضر تھین اوسنے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہی
بعد اوسکے ایک اونمین سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہی تو جو عورت کہ حاضر رہی اوسکے مہر سے
تین ثمن ساقط ہوئے اور جو نکل گئی اوسکا ربع مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوئے اور جو داخل ہوئی اوسکا ایک ثمن **ف**
اور تفصیل اور دلائل اسکے اصل مین مذکور ہین **ص** اور اگر کسی شخص نے دونون عورتون اپنی سے کہا کہ ایک تو تم مین طالق ہی
بعد اوسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مر گئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد
اوسکی دوسری تھی اور اسی طرح ایک کے مرنے سے دوسری محل طلاق نہین رہی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے
دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہی بعد اوسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کر دیا یا تصدق کیا اور اوسکو سپرد کر دیا یا ایک مر گیا یا ایک کو
دو لونڈیون سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ ان تفرقون سے معلوم ہوا کہ یہ مراد تھا لیکن فقط وطی سے دوسرا
آزاد نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہو جاویگا **ف** اور دلائل انکے اصل مین مذکور ہین **ص**
اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنی تو تو آزاد ہی اور اوسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور معلوم نہوا
کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہو جاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ
فلانے نے دو غلامون مین سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہی تو امام صاحب کے نزدیک گواہی اونکی باطل ہوگی لیکن اگر دونون گواہون نے
اس بات پر شہادت دی کہ اوسنے اپنے مرض مین ایک کو آزاد کیا یا صحت مین یا مرض مین ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز ہوگی اور یہی طرح
اگر دونون گواہون نے کہا کہ فلانے نے ایک کو دو بیبیون اپنی سے طلاق دیا ہی تو بالاتفاق درست ہوگا برخلاف اوسکے جب گواہی دی
کہ اوسنے ایک کو دو لونڈیون اپنی سے آزاد کیا ہی کہ نزدیک امام کے درست نہوگا مگر جب گواہی مین ایک لونڈی معین کی آزادی بیان

باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر مین گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا اوس دن ہوگا وہ آزاد ہی تو جو غلام اوسکی ملک مین وقت داخل ہونیکے
ہوگا وہ آزاد ہو جاویگا اگرچہ بعد قسم کے اوسکا مالک ہوا ہووے اور جو کہا کہ مین اگر گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا ہی آزاد ہوگا

ف یعنی اوس دن کا لفظ نکہا ص تو وقت داخل ہونے کے جو غلام کہ پہلے قسم کے اوسکی ملک مین ہوگا آزاد ہوجاویگا
ف اور جس غلام کا کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا ص اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام
کہ مالک ہون مین اوسکا کل آزاد ہوجاویگا تو جو غلام کہ وقت قسم کے اوسکی ملک مین ہوگا کل آزاد ہوگا ف اور جو بعد قسم کے
ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خریدا ہووے ص اور اگر کہا کہ جو بندہ میرا مذکر ہی آزاد ہی اور اوسکی
ایک لونڈی حاملہ ہی اور وہ لڑکا جنی تو آزاد نہوگا اگرچہ کم مین چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مذکر کی قید نہ لگاتا تو
لونڈی بھی اور اوسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہوجاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جس غلام کا مین مالک ہون آزاد ہی
بعد میری موت کے تو جو اس کہنے کے قبل اوسکی ملک مین ہوگا مدبر ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آوے مدبر نہوگا تو اوسکی
بیع جائز ہوگی لیکن بعد مرنے کے دونون ثلث مال سے آزاد ہوجاوینگے ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور
جس شخص نے اپنے غلام سے کہا تو آزاد ہی بدلے مین ہزار درم کے اور اوسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اوسپر
قرض ہوجاوینگے تو ضمانت اون روپون کی صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہی برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت
اوسکی جائز نہین کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور وہ دین صحیح نہین ف تو مکاتب مین اور اوسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے
کہ مکاتب آزاد نہین ہوتا جب تک کہ اوسپر ایک پیسہ بھی باقی رہے اور اگر عاجز ہوجاوے تو پھر مملوک ہوجاتا ہی برخلاف معتق
علی مال کے کہ یہ آزاد ہوجاتا ہی اور قرض اوسپر رہتا ہی جیسے آزاد شخص پر ص اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال
تو مجکو ادا کرے تو تو آزاد ہی تو مال کے ادا کرنے تک وہ غلام ماذون بہ تجارت ہوجاویگا تو جب تمام مال کو اوسی مجلس مین ادا کرے
آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہی تو جسوقت کہ تمام مال دیگا آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد مجلس کے ادا کرے اور مراد ادا کرنے سے
یہ ہی کہ مولے کو دیدیوے اور اوسکا قبضہ کرادیوے یا ایسی جگہہ رکھ دیوے کہ مولی اوسکو بغیر کسی مانع کے لے سکتا ہی
اگرچہ قبل اس کہنے کے غلام نے اوسکو کسب کیا ہو لیکن مولی اس صورت مین اوسپر رجوع کرلیگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو
آزاد نہوگا یہان تک کہ کل مال ادا کرے اور اگر کہا کہ تو بدلے مین ہزار کے بعد میری موت کے آزاد ہی تو اگر اوسنے بعد موت کے
اوسکو قبول کیا یا وارث نے اوسکو آزاد کردیا تو آزاد ہوگا اور جو وارث نے بھی آزاد کیا اور نہ اوسنے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور اگر
ایک سال کی خدمت پر اوسکو آزاد کیا اور اوسنے قبول کیا تو آزاد ہوجاویگا اور خدمت ایک سال کی اوسپر لازم ہوگی اور اگر
قبل گذرنے ایک سال کے مولی مرگیا تو نزدیک شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت
خدمت کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اوسی کے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبض کرنے کے وہ چیز
ہلاک ہوگئی تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اوس شی معین کی
مسئلہ اگر کسی شخص نے باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے مین ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے
ساتھ اوسکا نکاح کردے اور مالک نے اوسکو آزاد کیا اور باندی نے اوس شخص کو قبول نہ کیا تو وہ باندی خواجہ کی طرف
سے آزاد ہوجاویگی اور اوس شخص پر کچھہ نہین اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف سے بدلے مین ہزار کے آزاد کر
ف یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مسئلہ ویسا ہی ہی ص تو اوس ہزار کو اوسکی قیمت اور مہر مثل پر

قسمت کرینگے اور اوس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا تو مثلاً قیمت اوسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ ہزار پر قسمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اوس شخص پر دو تہائی ہزار کی واجب ہونگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی نے اوسکو قبول کیا تو اول صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف کا لفظ نہین ہی **ص** قیمت ساقط ہوگی **ف** یعنی دو تہائی ہزار کی **ص** اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف سے کا لفظ موجود ہی **ص** دو تہائی ہزار کی اوس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا ہوا ہی **ف** یعنی ایک تہائی ہزار کی **ص** وہ دونون صورتون مین مہر ہوجاویگا اوس لونڈی کا +

باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

اور جب مولی نے اپنے مملوک سے کہا جب مرجاؤن مین تو تو آزاد ہی یا تو آزاد ہی بعد میرے یا تو مدبر ہی یا مدبر کیا مینے تجکو یا اگر سو برس تک مین مرجاؤن تو آزاد ہی اور غالب ہی موت اوسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مین وہ مملوک مدبر ہوگیا تو نہین جائز ہی بیع اوسکی اور نہ ہبہ اوسکا **ف** اور کہا شافعی نے جائز ہی بیع مدبر کی اور صحیح ہوا ابن عمرؓ سے کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہوجاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو اور صحیح کیا اوسکے وقف کو اور بھی نکالا دارقطنی نے علی بن ظبیان سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے مدبر آزاد ہی ثلث سے اور ضعیف ہی ابن ظبیان اور وجو روایت کیا صحیحین مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا تو نہ معارض ہوگی روایت ابن عمر کو اور ابن عمرو کو ہان اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یباع المدبر تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہی مدبر مقید پر اور مدبر مقید کی بیع جائز ہی جیساکہ آگے آتا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے ابی جعفر سے کہ اونکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطاء اور طاؤس قائل ہین ساتھ حدیث جابر کے کہ بیچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ اذن دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی خدمت کی بیع مین اور کہا کہ ابو جعفر یہ ثقات معتبرین سے ہی اور لیکن یہ حدیث مرسل ہی اور کہا ابن القطان نے کہ مرسل صحیح ہی اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور خواجہ کو جائز ہی کہ خدمت لیوے اور اجارہ کرادے اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کردینا اور وطی کرنا اوس سے جائز ہی **ف** کیونکہ روایت کیا امام ابو حنیفہ نے عطاء بن یسار سے انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا اونکو بعد موت کے **ص** اور جب مولی مرجاویگا تو وہ اوسکے ثلث مال مین سے آزاد ہوجاویگا **ف** اور دلیل اسکی گذری **ص** اور اگر اوسنے کچھ مال نہ چھوڑا سوا اوس مدبر کے تو ایک ثلث اوسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواجہ پر اتنا ہی کہ تمام قیمت کو اوسکی محیط ہی تو کل کیواسطے سعی کریگا **ف** اسواسطے کہ تدبیر بمنزلے وصیت کے ہی اور دین مقدم ہی وصیت پر **ص** اور اگر خواجہ نے اوسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیساکہ کہا کہ اگر مرجاؤن مین اس مرض مین یا ایک سال مین مرجاؤن تو تو آزاد ہی اون صورتون مین سے کہ غالب ممکن ہین تو قبل مرنے کے

بیع اور ہبہ اوسکی جائز ہی اور جب خواجہ اوسی صفت پر مرجائے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہو جاویگا ✤

فصل ام ولد کے بیان مین

اگر لونڈی مولی سے جنے تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اوسکا مالک تھا بلکہ نکاح مین تھی اور پھر مالک ہو گیا اور حکم اوسکا مانند مدبر کے ہی **ف** یعنی بیع او ر ہبہ اوسکی جائز نہین اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز ہی کذا فی الھدایہ اور داود ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اوسکی جائز ہی اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ذکر کی گئی مان ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اوسکو اوسکے لڑکے نے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ابن عبد البر نے تمہید مین اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عمرؓ سے کہ منع کیا انھون نے بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کیجاوین فائدہ اوٹھاوے اوس سے سید اوسکا جب تک جیتا ہے سو جب مر جائے تو وہ آزاد ہی اور نکالا اوسکو مالک نے موطا مین نافع سے انھون نے ابن عمر سے بسند صحیح **ص** مگر یہ کہ وہ آزاد ہو جاویگی کل مال سے اوسکے **ف** اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہی کہ امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض مین اگرنہ کی جاوین ثلث مال مین ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور فتح القدیر مین ہی کہ ذکر کیا اسکو امام محمد نے اصل مین اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہے بعد اوسکی موت کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہی بعد اوسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اوسکو وہ قبل اپنی موت کے **ص** اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولی کے اور لونڈی کے لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولی اوسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی فراش ضعیف ہی اور جب اقرار کر لیا تو وہ ام ولد ہو گئی اب جو لڑکا جنے گی تو بغیر اقرار کے نسب اوسکا ثابت ہو جاویگا مگر یہ کہ خواجہ اوسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد فراش متوسط ہی اور فراش قوی منکوحہ کا ہی کہ اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہو جاویگا بغیر اقرار کے اور اسکے انکار سے منفی نہوگا بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ اوسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اوسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اوسکے آزاد ہو جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک بالفعل آزاد ہو جاویگی اور سعایت کی رقم اوسپر دین ہو جاویگی **ص** اور جب کہ لونڈی دو شریکون مین ہووے اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکون مین سے اوسکا دعوی کیا تو نسب اوسکا اوس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا **ف** عقر سے مراد مہر مثل ہی اور بعضون کے نزدیک عقر وہ ہی کہ عورت جتنے پر اجارہ لی جاتی واسطے وطی کے اگر زنا حلال ہوتی **ص** نہ قیمت ولد کا اور جو دونون نے دعوی کیا تو دونون سے نسب ثابت ہوگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قیافہ دان کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اوس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہی عمرؓ سے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے و عثمان سے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور وہ دونون کی

ام ولد ہو جاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور لڑکا ہر ایک سے میراث کامل لیگا اور وہ دونو
اوس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کرینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور پھر اوس سے
وطی کی اور وہ جنی اور دعوی کیا اوسکا مولی نے اور مکاتبہ نے اوسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا
اور مولی پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اوسکی ام ولد نہوگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق
مکاتبہ کی شرط نہین اور اگر اوسنے مولی کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولی اوس لڑکے کا
ایک دن بھی مالک ہو جاوے **ف** اس طرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاویگا

کتاب الایمان

ایمان جمع یمین کی ہے اور یمین لغت مین کہتے ہین قوت کو اور شریعت مین **ص** یمین کہتے ہین قوت دینے کو خبر کے ساتھ
ذکر اللہ کے یا تعلیق کے ساتھ کسی شی کے اور یمین جن پر احکام شرعی مرتب ہین تین قسم ہین ایک غموس **ف** اور نام اوسکا
غموس اسواسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہے گناہ مین یا دوزخ کی آگ مین **ص** اور وہ یہ ہے کہ کسی شی گذشتہ پر
خلاف قصداً جھوٹھہ قسم کھاوے **ف** مثلاً کہے قسم خدا کی مین حج کر چکا اور حج اوسنے نہین کیا تھا اور قصداً
جھوٹ بولا **ص** اور اس سے گنہگار ہوگا **ف** اور کفارہ اسکا کچھہ نہین مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزین ہین کہ نہین ہے اونمین کفارہ اور ذکر کیا اونمین سے اوس قسم کو کہ جھوٹھی ہو اور
کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ناحق روایت کیا اوسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو شخص کہ حلف کرے اور وہ اوسمین کاذب ہو تا کہ کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا اللہ اوسپر
جنت کو اور داخل کریگا اوسکو آگ مین روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ابی امامہ سے اور صحیحین مین ہے کہ جاویگا اللہ کے پاس اور وہ
اوسپر غصے ہوگا نعوذ باللہ منہ اور سنن ابو داود مین ہے حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم مین **ص** اور دوسری لغو اور وہ قسم ہے جھوٹھی امر گذشتہ پر
اس گمان سے کہ سچ ہے اور اسمین امید مغفرت کی ہے **ف** اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہے کہ کہے قسم اللہ کی وہ زید ہے اپنے گمان
سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہے کہ مواخذہ اسمین نہوگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ الآیۃ
ص اور تیسری مُنعقد اور وہ قسم ہے امر آیندہ پر اور اسمین اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ
فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اور امام شافعی کے نزدیک غموس مین بھی کفارہ ہے
اور حدیث امام احمد کی اونپر حجت ہے **ص** جو قسم منعقد ساتھہ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسیکے جبر سے یا
بھولے سے کہے قسم خدا کی کل مین آونگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تین چیزین ہین کہ قصد اونکا قصد ہے اور کھیل اونکا قصد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت یہ مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے
اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کین تین چیزین نکاح
اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل مین روایت کیا اور اوسمین ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین کھیل نہین جسنے اونکو

بولا تو واجب ہوئی مین طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کیا عبد الرزاق نے علی اور عمرؓ سے موقوفا کہ انھون نے
کہا تین چیزین ہین کہ نہین ہی کھیل اونمین نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت مین اونسے چار مروی ہین اور زیادہ کیا
نذر کو کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شک ان الیمین فی معنی النذر فیقاس علیہ یعنی نہین ہی شک کہ یمین معنون مین
نذر کے ہی تو قیاس کیا جاویگا اوسپر اور امام شافعی کہتے ہین کہ جبر سے اور بھولے سے قسم منعقد نہین ہوتی اور
ابن الجوزی نے تحقیق مین استدلال کیا ہی واسطے اونکے اوس سے جو روایت کیا دارقطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ
سے کہ کہا اون دونون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی مقہور یعنی مجبور پر یمین پھر کہا کہ عنبسہ اسناد مین
اوسکی ضعیف ہی کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہی بلکہ موضوع ہی اور اوسکی اسناد مین ایک جماعت ہی کہ اونسے حجت ہونا
جائز نہین ص یا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بخدا مین نہین آونگا اور پھر جبر سے یا سہو سے آیا حانث ہوگا اور یہی حکم ہی
دیوانگی اور بیہوشی کا ص اور قسم ساتھ اللہ کے ہی یا کسی اسم سے اوسکے اسماء سے جیسے رحمن اور رحیم یا کسی صفت سے اوسکی
کہ وہ معروف ہی قسم مین مثلا عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اوسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلا نبی یا کعبے کی تو
وہ حلف نہوگی ف اسواسطے کہ صحیحین مین مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم مین سے ارادہ حلف کا
کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور جامع ترمذی مین روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کی سوا اللہ کے اور کسی کی تو اوسنے شرک کیا یعنی شریک کیا غیر خدا کو خدا کے ساتھ تعظیم مین
اور یہ نہایت زجر ہی اور ماں باپ کی قسم کھانا بھی ممنوع ہی اور یہ حدیث سے ثابت ہی ص اور جو حلف کریگا ساتھ اون
صفات آلہی کے جن سے عرف مین قسم نہین کی جاتی مثلا رحمت اللہ کی اور علم اوسکا اور رضا اوسکی اور غصہ اوسکا
اور عذاب اوسکا تو قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہو جاویگی اگر قسم کھائے ساتھ عمر اللہ یعنی بقا اوسکی کے یا اوسکی قدرت کے
یا اوسکے عہد اور میثاق کے یا ایسا کہا کہ مین قسم کھاتا ہون یا حلف کرتا ہون یا شہادت کرتا ہون اگرچہ لفظ اللہ کا نہ کہے
یا اوپر میرے نذر ہی ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَّمْ یُسَمِّہٖ فَکَفَّارَتُہٗ
کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نہ نام لیوے اوسکا تو کفارہ اوسکا کفارہ یمین ہی روایت کیا اوسکو
ابو داود اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے ص یا یمین ہی یا عہد ہی یا اگر ایسا کام کرون تو کافر ہوا یا کافر ہونگا
اگرچہ کافر نہوگا وقت کرنے کے اور بعضون کے نزدیک اگر کافر ہوا کہے گا تو کافر ہو جاویگا لیکن صحیح یہ ہی کہ کافر نہ ہوگا اگر وہ
اس بات کو جانتا ہو کہ یہ قسم ہی اور اگر اوسکی سمجھ مین یہ ہو کہ اسکے کہنے سے کافر ہو جاتا ہی تو دونون صورتون مین کافر ہوویگا یا قسم
کھاتا ہون مین ساتھ خدا کے اور قسم نہین منعقد ہوگی حقا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے قسم کھاؤن ساتھ
خدا کے یا عورت کے طلاق کے یا اگر اس کام کو کرون تو اوسپر غضب اللہ کا اور یا لعنت اوسکی یا مین زانی ہون یا مین
سارق ہون یا شارب خمر ہون یا آکل ربوا ہون تو قسم منعقد نہوگی اور قسم کے حروف واو اور بے اور تے ہین
ف مثلا کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ ص اور کبھی بے کو ذکر نہین کرتے لیکن مراد لیتے ہین جیسے کہتے ہین
اللہ لا افعلہ ف تو تقدیر اوسکی یہ ہی باللہ لا افعلہ یعنی قسم اللہ کی البتہ کرونگا مین اوسکو +

فصل کفارۂ قسم کے بیان مین

جو شخص کہ اپنی قسم مین حانث ہووے ف یعنی قسم کے خلاف امر وقوع مین آوے … قسم کھائی گیہون کے آٹے نہ کھانے کی پھر کھا لیا ص تو اوسکو اختیار ہی کہ اوسکے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے اور … دیگا اسمین وہ بوجھ جو کافی ہی ظہار مین … کو کھانا کھلاوے مثل ظہار کے یا اونکو لباس پہناوے اس طرح پر کہ اکثر بدن اونکا چھپ جاوے تو اگر … جائز نہوگا ف اور یہی صحیح ہی اور بدلیے مین ہی کہ ادنی اوسکا یہ ہی کہ نماز اوس سے جائز ہووے … ہوتا ہی لہذا اسکا کافی ہونا … بدلیے مین ہی اور ایک روایت مین امام محمد سے ہی کہ اگر مرد کو ازار دیگا کافی ہو جاویگا اور عورت کو کافی نہین اسواسطے کہ عورت کا ستر اوس سے زیادہ ہی ص تو ان تین چیزون مین سے جسکو چاہے کرے ف اور دلیل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ الآیۃ ص … تینون مین سے کوئی نہ کیسکے تو تین روزے پی در پی رکھے ف اور امام شافعی کے نزدیک … پی در پی رکھنا ضرور نہین واسطے اطلاق آیت کے اور دلیل ہماری قراءت ابن مسعود کی ہی فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ یعنی پس تین روزے ہین پی در پی ص اور جائز نہین ہی کفارہ قبل حنث کے تو اگر قبل حنث کے کفارہ دیگا بعد حنث کے پھر دوبارہ دینا لازم آویگا اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ دیدینا قبل حنث کے درست ہی اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ یعنی جو شخص حلف کرے کسی یمین پر پھر دیکھے اوسکے خلاف کو بہتر تو کرے اوسکو پھر کفارہ دے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان مروی ہی صحیح مسلم مین اس لفظ سے مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ عدی بن حاتم سے اور اخراج کیا ایسا ہی امام احمد نے عبد اللہ بن عمر سے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص جو شخص کہ معصیت پر قسم کھاوے مثل ترک کلام کے ساتھ والدین کے ف یا ترک نماز کے یا قتل مسلمان کے ناحق ص تو واجب ہی … کہ قسم توڑے اور کفارہ دیوے ف اور دلیل اسکی ابھی مذکور ہی ص اور اگر کافر نے قسم کھائی بعد اوسکے حانث ہوا تو کفارہ اوسپر لازم نہ آویگا اگرچہ بعد اسلام کے حانث ہووے اور جسنے حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو حرام نہوگا اور اگر اوسکو کرے تو کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ حرام کر لینا حلال کا یہ بھی یمین ہی اور جس شخص نے نذر مطلق کی مثلا کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر ہی آج کے دن کا روزہ تو پورا کرنا اوسکا واجب ہی ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ اور چاہیے کہ پورا کرین اپنی نذرون کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نذر کی اور معین کیا تو اوسپر ہی ایفا اوس چیز کا جو معین کیا یا ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور ابن الہمام نے کہا وهو حديث غريب یعنی یہ حدیث غریب ہی انتہی روایت نسائی مین ہی کہ فرمایا حضرت نے نذرین دو طرح کی ہین ایک نذر وہ جو عبادت ہی تو یہ اللہ کے واسطے ہی اور اسکا پورا کرنا لازم ہی اور ایک نذر وہ جو معصیت خدا مین ہی اور یہ واسطے شیطان کے ہی اور نہین ہی ایفا اسمین کفارہ دے اوسمین کفارہ قسم کا ص اور اگر نذر معلق کی جیسا کہ کہا

اگر فلانا شخص آجاوے تو مجھپر ایک روزہ ہی اور وہ کام ہو گیا تو واجب ہی ایفا اوسکا اور اگر وہ فعل برا ہی مثلاً کہے اگر زنا کرون مین تو مجھپر ایک روزہ ہی تو صحیح ہی کہ اوسمین اختیار ہی چاہے وفا کرے اور چاہے کفارہ دے اور بعضون کے نزدیک ہر حالت مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اوسکے کہا انشاءاللہ تو قسم باطل ہو گی ف اور اتصال شرط ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاءاللہ تو نہین ہی حنث اوسکے اوپر روایت کیا اوسکو ابوداود اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاءاللہ کہے تب بھی باطل ہو جاویگی فتح القدیر

باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کی کہ نہ داخل ہوگا بیت مین اور صفے مین جا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صفہ بھی شب باشی کیواسطے بنایا گیا ہی اور جو واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہی بیت مین داخل ہی اور اگر کعبے مین یا مسجد مین یا معبد نصاریٰ یا یہودین یا دہلیز مین دروازے کی باہر چھجے اور برامدے کے نیچے جو دروازے پر ہو داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کی کہ نہ داخل ہوگا دار مین اور گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ اس دار مین نجاؤنگا بعد اوسکے جب وہ گر گیا یا دوسرا دار اوسکی جگہہ پر بنایا گیا اوسمین داخل ہوا یا اوسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ ہمارے عرف مین ف یعنی اہل عجم کے ص حانث نہوگا ف اسواسطے کہ ہم لوگون کے محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے تو اوسکو یہ نہین کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جان لینا چاہیے کہ دار اور بیت مین فرق ہی تو دار نام ہی میدان کا موافق استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اوسکو دیوارون سے گھیر لیوین تو صرف میدان کو قبل بنا کے دار نہ کہین گے اور جب ایکبار بنا بن گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اوسکو دار کہین گے اسیواسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے حانث ہوتا ہی اگر حلف کی ہو کہ اس دار مین داخل نہوگا اور بیت اوسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنیکی ہووے تو وہان بنا ضرور ہی تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیوارون کے صحرا ہو گیا اور اوسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف کی ہو اس بیت مین داخل ہونیکی جیسا کہ آتا ہی ص اور اگر وہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے پھر وہ گر گیا اور اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزون کے بن جانے سے ہدایہ ص اور اگر حلف کھائی کہ اس بیت مین نہ داخل ہوگا اور بعد اوسکے گر جانیکے اور صحرا ہو جانیکے یا بعد دوسرے بیت بن جانیکے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا ف اور اگر دیوارین باقی ہین اور اوسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہی ہدایہ اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی بوجہ عوام فہم نہونے کے اس جگہہ متروک ہوئی ص یا حلف کی کہ اس دار مین داخل نہوگا اور محراب مین دروازے کی جو ایسی ہی کہ اگر دروازے کو بند کر لین تو محراب باہر رہجاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہی یا ایک کپڑا پہنے ہی یا ایک جانور پر سوار ہی اور حلف کی کہ اس گھر مین نرہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پر سوار نہونگا اور اوسی وقت اوس گھر سے نکل گیا اور اوس کپڑے کو اوتار ڈالا اور اوس جانور پر سے اوتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا تو حانث ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کی کہ اس

ف صفہ اوسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چھت ڈالدی جاوے جیسے سائبان وغیرہ ۱۲ منہ مدظلہ

گھر مین داخل نہوگا اور وہین بیٹھا ہی تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہین باہر سے آنے کو اور اسیواسطے اگر نکلکے پھر آیا تو حانث ہوجاویگا اور جسنے حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس دار مین تو ضرور ہی کہ آپ اور اہل اور اسباب کل نکال لیجاوے یہان تک کہ اگر ایک میخ بھی وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہی اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا تو حانث نہوگا **ف** اور اسی پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان والکافی **ص** اور امام محمد کے نزدیک اگر اوتنا اسباب لے گیا ہی جس سے کدخدائی اور ضرورت معاش نکل سکتی ہی تو حانث نہوگا اور فقہانے لکھا ہی کہ یہ قول احسن اور ملائم زیادہ ہی واسطے آدمیون کے **ف** اور جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہی اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہجاویگا تو حانث ہوگا تو ضرور ہی کہ تمامی اہل کو نکال لیجاوے کذا فی الفوائد الظہیریہ **ص** اور اگر حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس شہر مین یا گانون مین تو وہان ضرور نہین کہ تمامی اہل اور متاع لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف کی کہ اس گھر سے باہر نجاؤنگا یا اس گھر کے اندر نجاؤنگا اور اوسکو کوئی اوٹھا کے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اوسکے حکم سے لے گیا ہی تو حانث ہوگا اور اگر بے اوسکے حکم کے چاہے وہ راضی ہو یا ناراض لے گیا ہی تو حانث نہوگا اور جو حلف کی کہ نہ نکلونگا مین مگر واسطے جنازے کے اور جنازے کے واسطے نکل کر اور کام بھی کیا تو حانث نہوگا اور جو قسم کھائی کہ نہ نکلونگا بقصد مکے کے اور نکلا اور لوٹ آیا تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا برخلاف اوسکے جب کہے کہ نہ آؤنگا مین مکے مین تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اوسکے اندر نجاوے حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ مین مکے مین آؤنگا تو آخر دم حیات مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اس وقت مین نہ آنا معلوم ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو مکے مین جاؤنگا اور اوس روز کوئی مانع مثل مرض یا حکم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور نہ گیا تو حانث ہوگا قضاءً اگر یہ اوسنے مراد استطاعت سے استطاعت حقیقی جو قدرت تام ہی اور مقارن فعل کے ہوتی ہی مراد لی ہو نہ دیانۃً **ف** یعنی فیما بینہ وبین اللہ حانث نہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا **ص** اگر کسی شخص نے حلف کی کہ باہر نجاؤنگا مگر اوسکے اذن سے تو ہر بار نکلنے کیواسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے اوسکے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ باہر نجاؤنگا یہان تک کہ اذن دے مجکو تو ایک بار اذن کافی ہی اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا اور اوسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہی اور وہ بیٹھ گئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے لونڈی کے مارنیکا ارادہ کیا اور خاوند نے اوس سے کہا کہ اگر تو ماریگی اوسکو تو تو طالق ہی اور اوسنے اوسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا **ف** یعنی عورت دونون صورتون مین مطلقہ نہوگی **ص** اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے ساتھ کھا اور اوسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہی تو شرط حنث کے واسطے یہ ہی کہ اوسی وقت اوسکے ساتھ کھاوے **ف** اور اگر اپنے مکان کو جلکے پھر آکے کھانا کھایا تو حانث نہوگا ہدایہ **ص** اور جو کہا کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہی **ف** یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا **ص** تو جہان صبح کا کھانا اوسدن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کی کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اوسکے زید کے غلام ماذون کے جانور پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہی اتنا کہ دین اوسکی قیمت اور کسب کو محیط ہی تو

ف (۱) یعنی عرف مین استطاعت اسکو کہتے ہین کہ ہاتھ پیر اچھے سلامت ہون اور کوئی مانع خارجی وغیرہ پیش نہو ۱۲ منہ مدظلہ

حانث نہوگا اور اگر ایسا نہین تو اگر نیت اوسکی جانور سے وہ جانور تھا جو زید کے خاصے کا ہی تو حانث نہوگا اور اگر نہ ... مطلق جانور کی جو ملک زید مین ہو چاہے اوسکے خاصے کا ہو یا اوسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب صورتون مین حانث ہو جاویگا جسوقت نیت ہووے اور امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا اگرچہ نیت نکرے مسئلہ اور جسنے قسم کھائی کہ اس درخت سے نکھاؤنگا تو اگر اوسکا پھل کھایگا حانث ہوجاویگا اور جو قسم کھائی کہ یہ گیہون نکھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک اگر اوسکو چبا کے کھاویگا حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اوسکو چبا کے کھاوے یا اوسکا آٹا کھاوے دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کہا کہ اس آٹے سے نکھاؤنگا تو جب اوسکی روٹی کھاویگا حانث ہوگا اور اگر آٹا پھانک گیا تو حانث نہوگا اور جو حلف کی کہ بریان نکھاؤنگا تو جب گوشت بھونا ہوا کھاویگا حانث ہوگا اور اگر کوئی اور چیز بھونی ہوئی جیسے بینگن یا گاجر کھائے حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نکھاؤنگا تو جب گوشت شوربا دار کھاویگا حانث ہوویگا ف اور اگر سوکھا قلیہ کھاویگا حانث نہوگا ص اور جو حلف کی کہ سری نکھاؤنگا تو جو سری اوس شہر کے تنور مین بازار کے بکتی ہی اگر کھاویگا حانث ہوگا ف اور جو سری معروف نہین جیسے چڑیا کی سری یا مرغ کی اگر کھاویگا حانث نہوگا ص اور جو قسم کھائی کہ چربی نکھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب چربی شکم کی کھاویگا حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک پشت کی چربی اگر کھاویگا حانث ہوگا اور جو حلف کی کہ روٹی نکھاؤنگا تو جو روٹی معروف ہی جیسے گیہون یا جو کی اوسکے کھانے سے حانث ہوگا نہ چانول کی روٹی سے مگر جب کہ چانول کی روٹی بھی اوس شہر مین معروف ہو اور اگر قسم کھائی کہ میوہ نکھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب سیب یا زردالو یا خربزہ کھاویگا حانث ہوگا نہ انگور اور انار اور خرمے تر اور ککڑی اور کھیرے کے کھانے سے اور صاحبین کے نزدیک انگور اور انار اور خرمے کے کھانے سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہر سے نہ پیونگا تو اگر موہنہ لگا کے اوسمین پیے گا حانث ہوگا اور برتن سے اگر پیے تو حانث نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک برتن سے پینے مین بھی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ نہر کا پانی نہ پیونگا تو جس طرح سے پیے حانث ہوگا اور اگر حاکم شہر نے ایک مرد کو حلف دلائی کہ جو مفسد شہر مین آوے اوس سے خبر کرو تو اگر وقت اوسکی حکومت کے خبر کریگا حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا ایذا پہنچاؤنگا یا اوسکے پاس جاؤنگا تو شرط ہی کہ زندگی مین اوس سے یہ امر کرے اور اگر کہا کہ غسل دونگا تو زندگی مین شرط نہین بعد مرنے کے بھی اگر اوسکو غسل دے تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ عنقریب اوسکا قرض ادا کرونگا تو اگر ایک مہینے کے اندر ادا کیا حانث نہوگا اور اگر ایک مہینے مین یا زیادہ مین ادا کیا تو حانث ہوجاویگا مسئلہ اگر حلف کی کہ ادام نہ کھاؤنگا تو اگر نانخورش شوربا دار کھاوے کہ روٹی اوسمین ڈوب کے رنگ پکڑ لیتی ہی یا نمک کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر بھونا ہوا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور مغرب مین ہی کہ کہا ابن الانباری نے ادام وہ چیز ہی کہ خوش مزہ کرے روٹی کو اور لذت بڑھاوے اور معلوم ہی کہ سالن ہو یا غیر سالن اور اصطباغ خاص ہی ساتھ سالن کے یعنی جسمین روٹی ڈوب کے رنگین ہوجاوے ف تو موافق قول ابن الانباری کے اگر بھونا ہوا گوشت کھاویگا تب بھی حانث ہوگا کما لا یخفی ص اگر حلف کی کہ نکھاؤنگا اسکا بسر اور کھایا اوسکا رطب یا اسکا رطب اور کھایا اوسکا تمر یا اسکا دودھ اور کھایا اوسکو بعد پنیر ہونے کے تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا ف

بسر کہتے ہین کچے خرمے کو جو ابھی پکا نہو اور رطب کہتے ہین اوس خرمے کو جو پک گیا ہو اور تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اوس خرمے کو جو پک کے خشک ہو گیا ہو اور مذنب اوس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہو گیا ہو تو وہ کچھ بسر ہوتا ہے اور کچھ رطب
ص اور اگر حلف کی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت اور چربی نہ کھاؤنگا اور دنبہ کھا لیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی
کہ نہ خریدیگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بسر کا کہ اوسمین ایک رطب بھی ہے تو بھی حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اعتبار غالب
کو ہے اور غالب بسر ہے ص اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا یا بسر نکھاؤنگا یا رطب اور بسر دونون نہ کھاؤنگا اور مذنب
کھایا تو تینون صورتون مین امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کی کہ گوشت نکھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا
یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت نہین کہتے
اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین اور غدا کہتے ہین اوس کھانے کو
جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اوسکو جو ظہر سے آدھی رات تک ہو اور سحور اوسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو
ف تو اگر کسی نے حلف کی کہ غدا نہ کھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے مابین مین سیر ہو کے کھا لیا حانث ہوگا ص اور جو
قسم کھائی کہ نہ پہنونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین کی صحیح نہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃً اور اگر کہا کہ نہ پہنونگا کپڑے
کو یا نکھاؤنگا طعام کو یا نہ پیون گا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانۃً نہ قضاءً مسئلہ اور اگر یون کہے
کہ آج کے دن جو اس کوزے مین پانی ہے پیونگا یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت میری طالق ہے حالانکہ اوس
کوزے مین پانی نہو یا ہو اور اوسکو گرا دیا جاوے اوسی روز تو طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے
نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے مین پانی نہو تو نہ حانث ہوگا طرفین
کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر قسم
کھاوے کہ مین آسمان پر چڑھونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا ہے کہ وہ مر گیا ہے تو قسم منعقد ہو کے
ٹوٹ جاویگی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادۃً نہین ہین اور امام زفر کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور جو یون کہا کہ اپنی بیوی کو نہ مارونگا
بعد اوسکے اوسکا گلہ دبایا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زوجہ سے کہا واللہ مین تیرا سوت کاتا ہوا
اگر پہنون تو وہ ہدی ہے اور عورت نے اوسکو کاتا پھر مرد نے بنا اور پہنا تو وہ ہدی ہو جاویگا ف یعنی مکے مین بھیجا جاوینگا
تا کہ تصدق کیا جاوے فقرا پر ص اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے روئی اوسکے ملک مین تھی اور عورت نے کاتا اور
اوسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی نہ چاندی کی
انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ہار موتیون کا اگرچہ جڑاؤ نہووے زیور مین داخل ہے اور اوسی پر فتوی ہے
ف اور امام صاحب کے نزدیک ہار موتیون کا اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہین اور جڑاؤ ہووے تو سب کے نزدیک
زیور مین داخل ہے ص اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اوسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سو رہا یا کہے
کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اوسپر
بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا کر سوویگا یا زمین پر اپنا لباس بدن رکھکر یا چوکی پر

فرش ڈالکر بیٹھے گا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کام کو نکرونگا تو تمام عمر مین جب کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا تو ایکبار بھی اگر کرلیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانۂ خدا کو یا کعبے کی طرف واجب ہی تو حج یا عمرہ پیدل کرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا **ف** یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی **ص** برخلاف اوس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانۂ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہی کہ ان صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا **ف** بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہی اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا **ص** اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا شیخین کے نزدیک **ف** اسلیے کہ حج نکرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہی اور وہ مقبول نہین **ص** اور امام محمد کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے روزے کی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی نہ اس سے کم مین اور اگر پوری نماز کہیگا تو دوگانہ پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی ایک رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہی اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اوس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اوسنے کہا تھا کہ اگر تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہی اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہوگئی مسئلہ اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر ایسے درم ادا کیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اوسکا قبضہ کرلیا تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگے کے ہون یا تین پرت کے **ف** یعنی اوپر اور نیچے کی پرت چاندی کی اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درہم کو عربی مین ستوقہ کہتے ہین **ص** یا قرضخواہ اوس قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے درم کے نہ لونگا **ف** یعنی کل قرض کو متفرق نہ لونگا **ص** پھر کچھ قرض قبض کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جب تک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول نکرے اور ضروری جدائی سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہی مثلا تول تول کے دینا **ف** یا پرکھنا یا گننا **ص** اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہو مگر سو تو ایسا ہوا اور پچاس کا مالک ہی تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اوسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اوس سبزۂ خوشبو کا نام ہی جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے پس اوسکو گلاب کے پھول اور چنبیلی کے پھول پر نہ بولین گے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اوسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان

باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اوس سے یہ کہا تھا کہ اوس سے بغیر اوسکی اجازت کے کلام نہ کرونگا اور اوس شخص نے اجازت تو دی مگر اوسکو اجازت کا حال معلوم نہوا

ف اور امام صاحب کی دلیل یہ ہی کہ قسم تمام نہین ہوئی [illegible]

اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہین ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اس کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے
نہ بولونگا اور جب اوسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہو گیا کلام کیا تو حانث ہو جاویگا اور اگر کہا کہ مین اگر اس بندے کو
خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہی پھر اوسکو جاکر خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یہ کہا کہ مین اسکو
نہ بیچون تو ایسا ہو مثلاً عورت میری طالق ہی پھر اوسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اسواسطے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا اور
جو کام ایسے ہین کہ اونکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت دے اور وہ کرے تو دونون صورتون مین قسم
ٹوٹ جاتی ہی وہ یہ ہین نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا
اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور جانور کو ذبح کرنا اور غلام کو مارنا
اور قرض لوا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اوٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے
کرنے کو کہیگا اور وہ کریگا تو دونون صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام کہ اونکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہی اور دوسرے کو
اونکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا کسی مال کے بدلے مین
صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات مین جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کامون مین اگر قسم کھاوے کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے
اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا تسبیح پڑھے
یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم نہ ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی **ف** دلیل امام صاحب
کی یہ ہی کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہین **ص** اور اگر یون کہے اپنی عورت سے
کہ تو طالق ہی جسدن مین فلان سے کلام کرون تو اس سے دن اور رات دونون سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کے
وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیانت کی رو سے قول
اوسکا معتبر ہوگا اور قاضی اسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولون تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص
رات ہی مراد ہوگی دن اسمین متصور نہوگا اور اگر کہے کہ اوس سے نہ بولونگا مگر اوس صورت مین کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید کو
پھر اوسنے زید کے آنے کے اول اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی **ف** اور
اگر زید مر جاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا **ھدایہ ص** اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے
اس غلام سے نہ بولونگا اور پھر وہ غلام اوس شخص کا نرہا **ف** مثلاً اوسنے بیچ ڈالا **ص** اور بعد اوسکے اوس سے کلام کیا
یعنی اسکا اور کسی کا ۱۲
تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے گھر مین داخل نہونگا اور پھر جب وہ
دوست دشمن ہو گیا اور زوجہ بائن ہو گئی اونسے کلام کیا اور جب گھر اوسی کی ملک سے نکل گیا اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور
اگر اشارہ کیا ہی کہ فلانے کے اوس دوست سے یا اوس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اوس گھر مین داخل نہونگا تو حانث
ہو جاویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہی **ص** اور اگر قسم مین لفظ الحین اور الزمان یا ان دونون
کو نکرہ کہے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگرچہ نیت نہین کی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ اور یہان حین سے زمانہ قلیل مراد ہی اور کبھی اوس سے چالیس برس مراد ہوتے ہین

جیسے فرمایا اللہ تعالی نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہین جیسے کہ اس آیت مین تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا تو لے لیا ہمنے متوسط کو کذا فی الهدایة ص اور جو نیت کی ہو تو جیسی نیت ہی وہی مراد ہوگا اور جو دہر نکرہ کہا تو مجمل ہی یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین امام ابوحنیفہ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے ہین مثل حین کے ف امام ابوحنیفہ رح نے دہر کو نہین پہچانا اور یہ نہ پہچاننا موجب طعن نہین بلکہ علامت کمال علم اور تقوی ہی جیسے کہ امام مالک رح نے بھی بہت سے مسائل مین لاادری کہا ہی اور ایک شاعر نے اسمین چند شعر بھی کہین ہین اور وہ یہ ہین نظم من قال ماادري لما لم يدره + فقد اقتدى فى الفقه بالنعمان + فى الدهر والخنثى كذاك جوابه + ومحل اطفال ووقت ختان + یعنی جس شخص نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین ہرگاہ کہ اوسنے نجانا تو اوسنے اقتدا کی فقہ مین نعمان یعنی امام اعظم رح کے دہر اور خنثی مین ایسا ہی جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین مین کہ آخرت مین کہان ہوگی اور وقت ختنے مین انتہی اور اسمین بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہین یا انبیا اور کتا کب معلم ہو جاتا ہی ص اور جو معرفہ یعنی الدہر کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر الایام یا ایام کثیرہ یا الشہور یا السنون کہا تو دس [برسین ۱۲] [مہینے ۱۲] مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہووینگے اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہو جاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور جو کہا کہ جس تنہا غلام کو اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی تو اس صورت مین تنہا کی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر وہ مالک ہوا ایک غلام کا اور مر گیا تو وہ غلام آزاد نہوگا کیونکہ پچھلے کیواسطے اگلا ضرور ہی ہان اگر اوسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مر گیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتدا ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک روز فوت سے آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے مین نکاح کرون اوسکو تین طلاق ہین اور پھر نکاح کیا ایک عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اوسکے مر گیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑ جاویگا وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی مسئلہ اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد ہی پھر تین غلامون نے جدا جدا وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سنائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور ادائے کفارہ کے لیے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک درست نہین ف اور یہی حکم ہی ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ وہ اگر نیت کفارے کی کر لے اور وہ بمجرد خریدنے کے آزاد ہو جاوے تو کفارہ ادا ہو جاویگا ص لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خریداری پر مشروط کر دیا ہو اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارے کی کر لی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا نہ کفارے کے عوض مین اور یہی حال ہی ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہی اور خریدنے کے وقت نیت کفارے کی کرے ف تو ام ولد آزاد ہو جاویگی اور کفارہ باقی رہیگا ص اور اگر کہے کہ جو لونڈی مین حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہوگی تو یہ قول اوسوقت درست ہے کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک میں ہو اور اگر اوسوقت ملک مین نہو تو آزاد نہوگی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب آزاد نہوویںگے مگر یہ کہ اونکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ یہ آزاد ہی یا یہ یا وہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم ہی طلاق مین عورتون کے ف یعنی تیسری مطلقہ ہو جاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے ص اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور نوکری اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہی کہ وہ فعل اوس شخص کی اجازت سے ہووے جسکے ساتھ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہ کہے ان بعت لک ثوبا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اوسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اوسکی اجازت کے بیچے گا حانث نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہی جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہی اس بات کو کہ وہ شی اوس شخص کی ملک مین ہو مثلاً یون کہے ان بعت ثوبا لک یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہی یہان لام ثوب پر داخل ہی نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اوسکا کپڑا بغیر اوسکی اجازت کے بیچے گا حانث ہوگا ف اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین او رجاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہی کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اوس چیز کی صفت پڑین اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین تو لام کو فعل پر ہیے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اوسکا اولٹا کرے تو اوسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے کنز ص اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر اور بی بی چاہی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہی وہ طالق ہی تو وہ عورت بھی مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اوسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نہ کریگا فقط

كتاب الحدود

یعنی سزاؤن کا بیان

ف حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین ص حد وہ سزا ہی معین جو خدا تعالی کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہی تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اوسمین بندے کا حق ہی اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین اسکی طرف سے ف مقصود اصل حد کے شروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہی تاکہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہی اسواسطے کہ نسل انسانی کا اس فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اوسمین باقی رہے اور حد شرب اسواسطے کہ عقل انسانی محفوظ رہے اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذۂ اخروی اوس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیسا کہ اللہ تعالی نے قطاع الطریق کی حق مین فرمایا ہے ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا الآیہ ص اور زنا اوس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہو جو کہ خالی ہو ملک اور شبہہ ملک سے تو اگر کوئی وطی کرے اوس عورت سے جسکو تین طلاق دی ہو یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہو اوسے شبہ ہو تو اوسکو زنا نہ کہینگے اسواسطے کہ اوسمین شبہہ ہی اور ثابت ہوتا ہی چار آدمیون کی گواہی سے فقط زنا کے ساتھ تصریح اسواسطے

ف ترجمہ یہ سو اونکے لیے رسوائی ہی دنیا مین اور آخرت مین اونکو بڑا عذاب ہی مگر جنھون نے توبہ کی منہ

کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ اور فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ اور روایت
کیا ابو یعلی نے اپنے مسند مین کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحما کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے سو اوٹھایا اونسے
یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپنے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت مین اور روایت کیا اوسکو
بخاری نے اور اوسمین اتنا ہی ہر کہ لا بینۃ ورنہ حد لگوا اپنی پشت مین ص اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے
تو ثابت نہوگا تو جسوقت وہ شہادت دین تو حاکم شرع اونسے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہی اور کس طرح ہوا اور کہان ہوا اور
کب ہوا اور کس عورت سے زنا کی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت
کیا ان حدیثون کو ابو داود اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف مین ص اسواسطے کہ بعض آدمی ہر وطی حرام کو زنا سمجھتے ہین
اور شرع مین اطلاق اوسکا غیر اس فعل پر ہوا ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین ف روایت کیا اوسکو
کتب صحاح مین ص اور بھی کبھی وطی واقع ہوتی ہی بغیر ملنے دونون ختنون کے اور سوال مکان زنا سے اسواسطے ہی کہ اگر
دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین ہی اور زمان سے اسواسطے کہ بہت مدت ہوجانا ساقط کردیتا ہی حد کو اور عورت سے اسواسطے
کہ کبھی وطی اوسکی شبہہ سے ہوتی ہی ف جیسے مستدہ بائن مین ص پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین
کہ ہمنے اس مرد کو اوس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اون گواہون کی عدالت بھی ظاہر اور
خفیہ تحقیق کرلیجاوے تو قاضی اوسوقت حکم زنا کا بسبب اونکی شہادت کے کردیوے ف اور عدالت ظاہری پر شہود
کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہانتک
کہ استطاعت رکھو تم روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ اسی لفظ کے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے
حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے جہانتک کہ قدرت رکھو تو اگر
کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اوسکی کیونکہ امام بہتر ہی خطا اوسکی عفو مین خطا سے اوسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے کہ نہین
پہچانتے ہین ہم اسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اونسے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہی اور کتاب العلل مین
روایت کیا بخاری سے کہ یزید منکر الحدیث ہی اور بھولتا ہی لیکن صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
بسبب ضعف یزید کے کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہی طرف صواب کے ص اور زنا اس طرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے
زنا کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نہ مانے
ف یعنی تین بار تک اور چوتھے مرتبے مین قبول کرے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہی اور دلیل
ہماری یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد نہ کی ماعز پر یہانتک کہ اقرار کیا انھون نے چار مرتبہ چار مجلسون مین
اور یہ حدیث مروی ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور بزار نے روایت کیا مسند مین اور اوسمین ہی کہ اقرار کیا اوس عورت نے
زنا کا چار بار اور آپ رد کرتے تھے اوسکو الحدیث ص اور اوس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ
امور مذکورۂ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کردے تو قاضی کو مستحب ہی کہ اوسکو انکار کی وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے
کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہے سے صحبت کی ہوگی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعزؓ کو ایسا ہی تعلیم کیا تھا کہ شاید تمنے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اوسکو بخاری نے **ص** تو اگر سزا سے پیشتر
یا بیچ سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے **ف** اسواسطے کہ بیچ حد مین حضرت ماعزؓ نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور عبد اللہ
بن انیس نے اونکو مار ڈالا ساتھ اونٹ کی ہڈی کے پھر مذکور ہوا یہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے کیون نہ چھوڑ دیا
تمنے اوسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کر لیتا توبہ اوسکی اللہ تعالی روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے **ص** ورنہ حد لگایا جاوے پھر اگر
وہ زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کرے **ف** اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ماعزؓ کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور مین مروی ہو کہ فرمایا آپ نے نہین حلال ہی
خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے کفر ہو بعد ایمان کے زنا ہو بعد احصان کے قتل نفس ہو بغیر حق کے روایت کیا اوسکو
ترمذی نے حضرت عثمانؓ سے اور بخاری مسلم نے ابن مسعودؓ سے اور رجم پر اجماع ہی صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہی فعل سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ص** یہان تک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ **ف**
اسواسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہ حضرت علیؓ جب زنا ثابت ہوتا گواہون سے تو حکم کرتے اول
گواہون کو کہ رجم کرین پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے پھر اور لوگ اور ایک روایت
مین اوسکی یہ ہی کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود رجم کرین پھر امام پھر لوگ جب زنا شہادت سے ثابت ہو **ص** اور اگر گواہ سنگسار
کرنے سے انکار کرین یا غائب ہو جاوین یا مر جاوین تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ
ف اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول مارا اوس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے **ص** اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے
اور نماز پڑھی جاوے اوسپر **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعزؓ کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم اونکے ساتھ
جیسا کرتے ہو تم اپنے مُردون کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بُریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا اوسکا
صحاح ستہ والون نے **ص** اور اگر وہ زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہ ہی کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس **ف**
اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہی **ص** اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو **ف** اسواسطے کہ ایسا ہی کیا
علیؓ نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے **ص** اور چوٹ متوسط مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ
اور مرد کے کپڑے اوتارین **ف** ہدایہ مین ہی اسواسطے کہ حضرت علی نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہین ملی
بلکہ عبد الرزاق نے اوسکے خلاف اونسے روایت کیا **ص** سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر
الگ الگ لگاوین **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے مونہہ کو اور ذکر
کی جگہہ کو اور یہ حدیث مرفوعا نہین ملی ہان روایت کیا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علیؓ سے
کہ لایا گیا اونکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپ نے مارو اور دو ہر عضو کو حق اوسکا اور بچو مونہہ سے اور ذکر کی جگہہ سے
ص اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین **ف** اسواسطے کہ عبد الرزاق نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

ط اور ایک آیت قرآن مین تھی الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالا من الله والله عزیز حکیم یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کرین تو سنگسار کرو اونکو بدلہ ہی اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب ہی حکمت والا اور مراد شیخ و شیخہ سے وہی شخص ہی جو محصن ہو لیکن اس آیت کی تلاوت جاتی رہی اور اسکا حکم باقی ہی ۱۲ منہ مدظلہ

فرمایا کہ حد لگائے جاوے مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کے ص بغیر مد کے ف اسواسطے کہ روایت کیا عبد الرزاق نے ابن مسعود رض سے کہ کہا انھون نے نہین حلال ہے اس امت مین ننگا کرنا اور نہ مد ص یعنی زمین پر لٹا کر گھسیٹ کر مارین یا یہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھ کو سر پر کھینچین تا کہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹین کہ زخم کر دے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے ف اور امام شافعی کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزین حاکمون کی طرف ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اوسکو صاحب سنن نے ابن مسعود اور ابن عباس رض اور ابن الزبیر سے مرفوعا ص اور عورت کے کپڑے نہ اوتارے جاوین سوائے پوستین اور روئی دار کے اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہے کہ اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھود لین اسواسطے کہ گڑھا کھودا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علی رض نے ھدایہ ص نہ مرد کے لیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہین کھودا واسطے ماعز رض کے ھدایہ ص اور محصن مین کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا دونون نہ کیے جاوین یعنی دونون سزا نہ دینی چاہیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع نہین کیا ھدایہ ص اسی طرح غیر محصن مین جلا وطن اور کوڑے مارنے جمع نہین ف اور امام شافعی کے نزدیک غیر محصن مین کوڑے بھی مارے اور جلا وطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکر جب زنا کرے ساتھ بکر کے تو سو کوڑے ہین اور جلا وطن ہے ایک سال کی روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داود اور ترمذی نے اور دلیل ہماری آیت ہے کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہے اور روایت کیا عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے کہ جلا وطن کیا حضرت عمر رض نے امیہ بن خلف کو طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمر رض نے نہین جلا وطن کرونگا مین اب کسی مسلمان کو ص ہان اگر حاکم سیاسۃ کسی مصلحت کے واسطے چندروز کو جلا وطن کر دے تو درست ہے اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور کوڑے نہ لگائے جاوین جب تک اچھا نہ ہولے ف اسلیے کہ سنگسار کرنے مین مقصود مار ڈالنا ہی ہے اوسمین بیمار اور تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑک دینا ہی ہے نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار بحالت مرض مین کوڑون سے مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضرور ہے ھدایہ ص اور حاملہ عورت زنا سے جب کہ جانی جاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان مین

حدود شبہے سے ساقط ہو جاتے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہون کے روایت کیا اوسکو امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر مین موقوف کرون حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے اس سے کہ قائم کرون مین اونکو شبہون سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذ اور عبد اللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر رض سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علی رض کے کہ دفع کرو حدود کو شبہون کے سبب سے ص اگر نفس صحبت مین شبہ حلال ہونیکا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین اوسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اوس لونڈی سے جو اوسکے پاس رہن ہے صحیح مذہب مین یا ہوا اوس عورت سے جو تین طلاقون کی عدت مین ہے یا اوسکو طلاق بدلے مین مال کے دیا ہے یا ام ولد سے جو عدت مین عتق کے ہے کہ ان سب صورتون مین اگر اس

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی **ف** اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ہدایہ **ص** اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہو اوسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور دلیل شرعی سے اوسکی حلت بھی ہو جیسے وطی کرے اپنے بیٹے کی **ف** یا پوتے کی **ص** لونڈی سے یا اوس عورت سے کہ کنائے کے طلاق کی عدت مین ہو یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اوس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم نکیا ہو یا اوس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد نہ لازم آویگی **ف** اس لیے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلین ان سب مسائل کی ہدایے مین مذکور ہین **ص** اور نسب صرف اسی صورت مین ثابت ہوگا نہ اول صورت مین اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد ماری جاویگی **ف** گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے **ص** اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنے بستر پر دیکھے اور اوس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنے والا اندھا ہووے یا ذمی عورت زنا کرائے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے تو ذمی عورت اول صورت مین اور دوسری صورت مین ذمی مرد حد مارا جاویگا اور حربی اور حربیہ پر حد نہوگی اسواسطے کہ اونپر دار الحرب مین بھی حد نہین تو دار الاسلام مین بھی نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک جس صورت مین کہ حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہین آویگی اور جو کوئی عورت بیگانہ دولھا پاس بھیجدی جاوے اور عورتین کہدین کہ یہ تمھاری دولھن ہی اور وہ اوس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اوسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا **ف** ہدایے مین ہی کہ اسکا حکم کیا حضرت علی رضؓ نے اور عدت کا **ص** اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اوس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اوس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حد لازم آویگی اور دلائل امام صاحب کے مذکور ہین ہدایے اور فتح القدیر مین **ص** یا یہ کہ چارپائے سے صحبت کرے **ف** اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑ جاوے چارپائے پر تو قتل کرو اوس چارپائے کو کہا میمنے یعنی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب ہی قتل چارپائے کا کہا انھون نے اسواسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اوسکا یا نفع لیا جاوے اوس سے بعد اسکے کہ اوس سے ایسا کام کیا جاوے روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کیا ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑے کسی چارپائے پر تو نہین ہی کچھ اوسپر یعنی حد نہین ہی اور یہ مروی ہی موقوفا ابن عباس سے ذکر کیا اوسکو ابو داود نے **ص** یا جماع کرے دُبُر مین **ف** مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگیگی اور امام حنفی کی دلیل یہ ہی کہ اسکو زنا نہین کہتے ہان امام کو اختیار ہی کہ تعزیراً لوطی کو جلاوے یا دیوار اوسپر گراوے یا اوندھا کرکے کسی مکان بلند سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک بھی یہ زنا نہین ورنہ نہ اختلاف کرتے اوسمین اور جلانا حضرت علی رضؓ سے مروی ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان بلند سے گرانا مروی ہی ابن عباس سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن الزبیر سے مروی ہی کہ اوسکو ایک مکان سخت بدبودار مین بند کرین کہ اوسکی بو سے مر جاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول بکو اور فرمایا آپ نے ایک

حدیث مین کہ ملعون ہی جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اوسکو ترمذی نے **نص** یا دار الحرب مین جا کر خواہ مسلمانون یا
باغیون کے پاس پہونچکر زنا کرے **ف** اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اوسپر حد نہوگی اور امام شافعی کے نزدیک حد ہی
اور صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہی کہ نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین اور اس
حدیث کا نشان معلوم نہین لیکن روایت کیا امام محمد نے سیر کبیر مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ زنا کرے
کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب مین اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہو کر ہماری طرف چلا آوے تو اوسپر حد نہین اور
شافعی نے روایت کیا زید بن ثابت سے بواسطے امام ابو یوسف کے کہ فرمایا زید بن ثابت نے نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب
مین اور ایسا ہی مروی ہی عمر بن الخطاب سے **ص** یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے **ف** تو دونون کو
حد نہین **ص** اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اسکا اولٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے
تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور طرف ثانی اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسیکی لونڈی سے زنا کرے
اور وہ اوس فعل سے مرجاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا
اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نکیا جاوے **ف** یعنی بندون کا مواخذہ اوس سے کرین اور اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی نتھے اتنے کہ ادای شہادت سے اونکو کوئی مانع ہوتا
تو شہادت اونکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا مین **ف** مقبول ہوگی اور بہتان کرنیوالے پر حد اوسکی پڑیگی اور پرانے ہونے کی حد چھ مہینے
ہین اور اسی طرف اشارہ ہی جامع صغیر مین اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہین کیا ہی اور رائے قاضی پر مفوض کہا ہی اور
امام محمد نے اوسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہی اور یہی مروی شیخین سے اور یہی صحیح ہی **ھدایہ ص** اور اگر گواہی چوری کی
ہوگی تو اوس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا **ف** مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک یہ شہادت
مقبول ہوگی **ص** اور اگر مرد اقرار کرے اوس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب مین اور پرانا ہونا حد کا شرب مین
یہ ہی کہ بو اوسکی جاتی رہے اور سوا مین اوسکے ایک مہینا ہی اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہی
یعنی عورت موجود نہو تو اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چورانے کا ثبوت کرینگے تو
ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا اور جو چار گواہون نے گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونون پر
حد لگائی جاویگی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ پہلے شروع مین ایک گوشے مین ہون پھر دوسرے مین چلے گئے ہون اور اگر اقرار کیا
زنا کا اور عورت مزنیہ کو نہ پہچانا تو حد اوسپر واجب ہوگی اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا تو حد نہ لگائی جاوے
وہ اور نہ گواہ جیسے اس صورت مین کہ وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین **ف** مثلا دو کہین کہ وہ عورت خوشی سے تھی
اور دو کہین کہ اوس سے زبردستی کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین
مرد پر حد پڑیگی **ص** یا جس شہر مین زنا ہوا اوسکے نام مین اختلاف کرین اور امام زفر کے نزدیک دونون پر حد پڑیگی **مسئلہ**
اگر چار آدمیون نے گواہی دی اوسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین پر اور دوسرے چار نے اوسی وقت مین لیکن

له یعنی امام سے اور جاسکے وقوع زنا سے [illegible]

اور شہر مین تو مرد عورت اور گواہ کسی پر حد نہوگی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ ایک عورت نے دیکھکے کہا کہ یہ باکرہ ہے یعنی مرد کے ساتھ ہم بستر نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد آن کر اس زنا پر گواہی دین تو اس صورت مین کسی پر حد نہ جاری ہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون یا ایسے کہ زنا کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی اونمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ اونھون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد زنا کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور اوس اول مرد کو جو انکے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پونہچی اوسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر اونکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اوسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا بہتان زنا کی لگائی جاویگی ف اور امام زفر کے نزدیک نہ لگائی جاویگی ص اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہوگا اور جو اوسکے سنگسار کرنے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھریگا تو چارون کو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو لگیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر بہتان زنا کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھریگا تو اوس وقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون کو ملکر چوتھائی خون بہا دینا ہوگا مسئلہ اگر ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہ اوسکو تلوار سے مثلاً مار ڈالا یا گواہون کا تزکیہ مزکی نے کیا اور پھر وہ بعد رجم کے معلوم ہوئے کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اول صورت مین وہ قاتل اور دوسری صورت مین مزکی خونبہا کا ضامن ہوگا ف مزکی اوس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹھیک بتاتا ہے کہ یہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین ص اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور مزکی نے اونکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خون بہا اوسکا بیت المال مین ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین خون بہا بیت المال ہی مین ہوگا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو اونکی شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہے اور وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اوسکی جورو کا لڑکا اوس سے ہووے یا ایک مرد اور دو عورتین اوسکے محصن ہونے کی گواہی دین تو اوسکو رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک رجم نہوگا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے ف

ف کیونکہ اونکے نزدیک شہادت عورتون کی مقبول نہین ہے

باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

حد شرب کی مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسّی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اوسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو ف اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو قتل کرو اوسکو نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا نسائی کے معویہ سے اور مروی ہے حدیث ابی ہریرہؓ سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث معویہ کو حدیث ابی ہریرہؓ سے اور تصحیح کی اوسکی ذہبی نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے سنن کبری مین پھر قتل منسوخ ہوگیا اسواسطے کہ

روایت کیا نسائی نے سنن کبری مین جابر سے اس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ لایا گیا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اوسنے شراب چوتھے مرتبے مین تو آپ نے اوسکے کوڑے لگائے اور قتل نہین کیا اور ایک لفظ مین زیادہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اوٹھ گیا یعنی منسوخ ہوگیا اور روایت کیا اوسکو بزار نے مسند مین اور ابوداود نے سنن مین اور امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہی اسّی کوڑے پر مروی ہی انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اوسنے پی تھی شراب سو مارا اوسکو دو چھڑیون سے کھجور کی قریب چالیس بار کے اور اسی طرح کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر جب ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمن بن عوف نے کہ ہلکا حدون کا اسّی ہی سو حکم کیا اوسکا عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ص اور جسنے شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو اگرچہ راہ کے دور ہونے سے جاتی رہی ہو یا مست ہوا اور عقل اوسکی زائل ہو اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور وہ اوسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین اور معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہی تو اوسکو حد لگاوین ف حالت ہوش مین بیہوشی مین نہ مارین اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہوگیا تھا نبیذ سے اور فرمایا اِنَّمَا جَلَدْنَاكَ لِسُكْرِكَ یعنی ہمنے کوڑے مارے تجکو بسبب نشے تیرے کے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور دارقطنی نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہوگیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوئے ہین ذکر کیا اونکو ابن الہمام نے فتح القدیر مین ص اور اگر وہ خود بعد بو جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بو جانے کے گواہی دین ف نہ دوری فاصلے کی جہت سے یعنی اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی تو اوس سے حد نجاویگی ص تو حد واجب نہوگی ف اور امام محمد کے نزدیک جب اقرار کرے بعد بو جانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہی کہ حضرت ابن مسعود نے حکم کیا اوس شخص کے لیے جو لایا گیا تھا مست کہ بو سونگھو اوسکے مونھ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بو کے حد نہوگی روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق اور اسحق بن راہویہ نے ص اور اسی طرح اگر اوس سے صرف شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اوس سے پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی کی حالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون مین حد نہ لگائی جاویگی اور جاننا چاہیے کہ حد مستی کی امام صاحب کے نزدیک واجب ہونے مین حد کے یہ ہی کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک کہ زمین کو آسمان سے اور حرمت مین شرابون کے یہ ہی کہ بیہودہ بکے اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہی اور اسی طرف مائل ہوئے ہین اکثر مشائخ اور امام شافعی کے نزدیک یہ ہی کہ اثر اوسکا ظاہر ہو اوسکی چال اور حرکات مین ف اور یہی جاننا چاہیے کہ شراب انگور کی ہے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہوگی اور سوا اِن اوسکے جب مست ہو جاوے ص اور اگر مست مرتد ہو جاوے تو اوسپر اوسکی جورو حرام نہوگی اور طلاق اور عتاق اور اقرار وغیرہ اوسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا اور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر اور مونھ اور شرمگاہ بچا کر کپڑے اوتار کر جدا جدا لگاوین فقط

باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے صریح ف مثلا

مرد کو کہے زَنَیْتَ یا یَازَانِی اور عورت کو یازَانِیَۃ ص یا کہے عورت سے زَنَیْتِ فِی الجَبَلِ تو نے پہاڑ مین زنا کیا
اور مراد اوسکی پہاڑ پر چڑھنے کی ہو تو حد مارا جاوے ف یعنی زنا ہو جو کہ ساتھ چڑھنے کے معنون مین آتا ہی مگر چاہیے تھا کہ اوسکے
بعد علی ہوتا جب اوسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی ص
اور امام محمد کے نزدیک واجب نہو گی ف اسواسطے کہ شبہہ ہو گیا ص یا غصے مین کہے نہین ہی تو اپنے باپ سے یا اوسکے
باپکا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین ف اور اگر غصے مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی اسواسطے کہ وقت غصہ نہونیکے
اسکے معنی یہ ہین کہ تو افعال مین اپنے باپ کے مانند نہین ہی ص یا پکارا کہ ای چھنال کے جنے اور اوسکی ماں مر گئی ہی عفیفہ ہو
تو اوس تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا جسکو اوس تہمت کے سبب سے عار ہی مطالبہ کرے ف
اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے ہی تعداد مین یعنی اسّی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الایہ یہان تک کہ فرمایا فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً یعنی لگاؤ اونکو اسّی کوڑے
اور مطالبہ مُتَّہَم کا شرط ہی اسواسطے کہ یہ حق اوسی کا ہی کیونکہ اس حد سے اوسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہی اور ثبوت مین بھی یہ
حد مثل حد شرب کے ہی یعنی دو مردون کی گواہی اور ایکبار کی اقرار سے ثابت ہوتی ہی ص اور اگر اوسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا
یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہین ہی یا کہے کہ تو اسکا نہین سے بیٹا ہی تو دونون صورتون مین حد نمارا جاویگا ف
اسواسطے کہ اول صورت مین وہ کہنے والا سچا ہی کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہین ہی بلکہ باپ کا اور اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہم کا
اور دوسری صورت مین اسواسطے کہ ان سبکو بھی باپ کہتے ہین لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلْخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہی روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی مین ہی کہ یہ حدیث غریب ہی لیکن
روایت کیا ابو شجاع دیلمی نے فردوس مین عبد اللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد ہی جسکا
کوئی والد نہین ہی اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ مین ہی نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ حالانکہ
اسمعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام کے اور ماں کا خاوند بھی عرف مین باپ کہا جاتا ہی اور کلام اللہ مین ہی کہ
حضرت نوح نے فرمایا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ اور وہ اونکی بیوی کے بیٹے تھے ص اور اگر عرب کو کہا کہ ای آسمان کے
پانی کے بیٹے یا ای نبطی تو بھی حد نہ لگے گی ف کیونکہ ان دونون مین نفی نسب نہین ہی بلکہ اونکی سخاوت اور صفائی
کے سبب سے اون لقب سے نامزد کرتے ہین اور اسی طرح نبطی وہ لوگ ہین جو بری عادتین رکھتے ہین اور اونکی گفتگو مین
فصاحت نہین. ہدایہ ص اور جو کسینے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اوسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو
اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہی کہ مطالبہ حد کا کرین اور امام شافعی کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہی کہ مطالبہ حد کا کرے اور
امام محمد کے نزدیک نواسے کو اور امام زفر کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اوسکو طلب حد کا اختیار نہین اور اگر باپ یا آقا اپنے
لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی لگا دین تو لڑکا اور غلام خواستگار اونکی سزا کے نہونگے اور حد قذف کی اوس شخص کے
مرنے سے باطل ہو جاتی ہی جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مر گیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے
اسواسطے کہ حد کی میراث نہین ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہی اور اگر مقذوف تھا قاذف کو معاف کرے

یا حد کے بدلے مین اوس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہو مسئلہ اگر کسیکو کہا کہ ای زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہی تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی عورت سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہی تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہی اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مینے زنا تجھسے کیا ہی تو حد اور لعان دونون باطل ہو جاوینگے ف اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اوسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹے اوسیکے ہونگے اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہی نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب مین لعان کر چکی ہو ف بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اوسکی قذف سے حد واجب ہوگی ص یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو ف مثلا اپنی مان یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو ص یا مشترک لونڈی سے یا اوس مملوکہ سے جو ہمیشہ کیلیے حرام ہی مثلا وہ لونڈی جو اوسکی بہن رضاعی ہی یا گالی دی اوس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اوسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے صحبت کی تھی حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی سے یا مکاتب لونڈی سے یا اوسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی مان سے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی ف مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امان لیکر آیا ہو ص اور کئی جنایتون کیواسطے اگر جنس اونکی ایک ہی تو ایک حد کافی ہی ف مثلا چند مرتبے گالی دی یا چند مرتبے زنا کیا یا شراب پی تو ہر ہر کیواسطے ایک ہی حد کافی ہی اگرچہ ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو ص اور اگر جنس اوسکی مختلف ہی تو ایک حد کفایت نکریگی ف مثلا زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعی کا اسمین خلاف ہی اور دلیل اونکی اصل مین مذکور ہی

فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہی جو حد سے کم ہو اور اکثر اوسکے اونتالیس ۳۹ کوڑے ہین ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہونچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی اور نکالا اوسکو متصل بھی نعمان بن بشیر رض سے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے فوائد مین متصلا اور امام محمد نے مرسلا اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اوس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا ص اور کمتر اوسکے تین کوڑے ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اوسکے اوناسی ۷۹ کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر ۷۵ کوڑے ہین ف اور ہدایہ مین ہی کہ ہمارے مشائخ نے اقل کو اوسکے راے امام پر سونپا ہی اور اسی واسطے بہت سے فقہا نے اوسکی حد نہین ذکر کی ہی ص اور امام کو جائز ہی کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہی پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین ف یعنی تعزیر مین سخت ہاتھ لگاوین اور باقی مین بترتیب اور بتدریج نرم نرم ہاتھ پڑے ص اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے ای فاسق او کافر یا خبیث ای چور ای مکار ای بھڑوے

ف اور اگر اس سے کم چھوڑا تو بھی حد نہ واجب ہوگی کیونکہ قذف حر سے حد واجب ہوتی ہی اور اول صورت ... [illegible] ... دوسری ... صورت مین ... نہین ... ۱۲ منہ

آی خیانت کرنے والے آی لونڈے باز آی بیدین آی دیّوث یعنی بیغیرت کہ اپنے اہل خانہ پر زناکار روادار ہو آی حرطبان یعنی کتنے یا دیوث آی شرابخوار آی سودخوار آی قحبہ کے جننے آی بدکار کے جنے آی چورون اور زناکارون کے تہانگی آی حرام زاد تو ان سب صورتون مین تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہا او گدھے آی سور آی کتے آو ریچھ آو بندر آی حجام آی ولد الحجام اور باپ اوسکا حجام نہ تہا آی زناکے مزدوری لینے والے آی ٹہا آلائق آی ٹھٹھے باز آی مسخرے تو ان صورتون مین تعزیر لازم نہو گی اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوے تو اوسکا خون ضائع ہی **ف** یعنی خون بہا اوسکا کہین سے نہ دیا جاویگا **ص** برخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دے اور وہ مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا **ف** مثلا شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر بد پر تعزیر دے اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو ترک کیا

کتاب السرقہ

یعنی چوری کا بیان چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہو وسے اور محفوظ جگہہ مین رکھا ہو پوشیدہ لیوے **ف** تو ہمارے نزدیک دس درہم سے کم مین ہاتہہ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک ربع دینار مین اور امام مالک کے نزدیک تین درہم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ایمن سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا گیا ہاتہہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مگر ایک ڈھال مین کہ قیمت اوسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اسپر اور یہ معارض ہی اوسکے جو روایت کیا بخاری مسلم نے کہ قیمت اوسکی ربع دینار تھی اور روایت کیا نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحق سے انھون نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے کہ کہا اونھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار یا دس درم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے موقوف ہی اوپر ابن مسعود کے روایت کیا اوسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سنا اونسے تو یہ حدیث منقطع ہی لیکن روایت کیا امام نے اپنی سند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتہہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم پر اور یہ موصول ہی اور اوپر گذرا اثر حضرت علیؓ کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتہہ کم مین دس درم سے رواہ الدارقطني **ص** تو اگر مکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چورایا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہہ **ف** اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چوراوے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے **ص** مکان مین مانند گھر کے یا صندوق کے یا اوسمین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اوسکا اوسکے پاس ہو اور اوسکے لینے کا وہ ایکبار اقرار کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دو بار اقرار کرے یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین اور امام اونسے پوچھ لیوے کہ سرقہ کیسا ہی اور کیا ہی اور کب ہوا اور کس جگہہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتہہ اوسکا کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اگرچہ اوس مال کو بعض اونمین سے اوٹھالائے ہون لیکن اونمین سے ہر ایک کو دس درہم سے کم نہ پہنچا

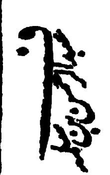
توسب کا ہاتھ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ ہرایک نے مقدار نصاب چرا لیا تو سب سارق ٹھہرے ص اور کاٹا جاویگا
ہاتھ اگر ساگوان کی لکڑی یا نیزے کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینہ ف یا اور کسی رنگ کا ہو ص یا یاقوت یا زبرجد
یا موتی یا برتن یا دروازے لکڑی کے ہون مجرلٹے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھ شی حقیر کے چرانے مین مثلا لکڑی اور گھانس اور
نرکل اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا ف اسواسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حضرت عائشہ
سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا جاتا تھا ہاتھ چور کا زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شی حقیر مین اور پرندے مین اسواسطے
نہ کاٹا جاویگا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہی پرند مین ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا
نہین ملی بلکہ روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عثمان کا قول کہ نہین قطع ہی پرند مین اور مچھلی مین سب قسم کی مچھلی داخل ہی اور
اسی طرح پرند مین مرغی اور بط اور کبوتر وغیرہ ص اور نہ اوس شی مین جو جلدی بگڑ جاتی ہی مثلا دودھ اور گوشت اور تر میوون مین
ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہاتھ کاٹنا ہی میوے مین اور نہ پھل مین خرمے کے روایت کیا
اوسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور فرمایا کہ نہین ہاتھ کاٹنا ہی طعام مین روایت کیا
اوسکو ابوداود نے مراسیل مین حسن بصری سے مرسلا ص اور کھجور مین جو درخت پر ہو اور خربزے مین ف اور امام ابی یوسف
کے نزدیک ہر شی مین ہاتھ کاٹا جاویگا سوا مٹی اور خاک اور گوبر کے اور وہ جو حدیثین ہمنے روایت کین اونپر حجت ہی ص
اور اوس کھیتی مین جو کٹی نہو ف اسواسطے کہ وہ محفوظ نہین ہی ص اور نشا لانے والی چیزون مین اور آلات لہو مین
ف مثل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبور وغیرہ کے ص اور چلیپا مین سونے کی ہو یا چاندی کی ف چلیپا وہ ہی
کہ جسکو نصاری اپنے زنار مین باندھتے ہین اور شکل اوسکی یہ ہی ✕ ص اور شطرنج اور نرد مین اور مسجد کے دروازے مین
اور قرآن شریف مین اور آزاد لڑکے مین اگرچہ دونون ف یعنی قرآن شریف اور لڑکا ص زیوردار ہون ف (ہندی مین پاسا کہتے ہین اسکو اور نرد کو بھی ۱۲)
اور امام شافعی کے نزدیک مسجد کے دروازے مین اور قرآن شریف مین بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے
آزاد مین بھی جبکہ زیور اوسکا مقدار نصاب کے ہو ص اور غلام اور دفترون مین مگر جبکہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہون
ف کہ اس صورت مین ہاتھ کاٹا جاویگا ص اور کتے اور چیتے مین اور امانت مین خیانت کرنے سے اور اوچک لیجانے
سے اور لوٹ لیجانے سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے اور نہ اوچکنے پر
ہاتھ کاٹنا روایت کیا اوسکو احمد اور چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے ص اور کفن چور اسے سے
ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن چراوے
تو کاٹینگے ہم اوسکو روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہی ابن زبیر رض سے کہ وہ قطع کرتے تھے کفن چور کو اور
جواب یہ ہی کہ بیہقی نے اوس حدیث کو ضعیف کیا اور اوسکی اسناد مین کثیر بن حازم مجہول ہی اور کہا ابن الہمام نے کہ وہ
حدیث منکر ہی اور اثر ابن زبیر کا روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ مین اور ضعیف کیا اوسکو بسبب سہیل بن ذکوان کی کہ
کہا علما نے کہ ہم اتہام کرتے تھے اوسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی
المختفی یعنی نہین قطع ہی مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا نہین پائی گئی لیکن

روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے نہیں ہی کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا
زہری سے کہ مروان نے کفن چورون کو مارا اور نکال دیا اور قطع نہین کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا
اوسکا عبدالرزاق نے معمر سے اور ایک روایت مین مصنف ابن ابی شیبہ کی ہی کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہا سے
اپنے وقت کے ایک کفن چور کے باب مین سو جمع ہوئی رائے اونکی اس بات پر کہ مارین ہم اوسکو اور پھراوین اوسکو اور کہا
شیخ ابن الہمام نے فلا شك في توجيه مذهبنا من جهة الآثار یعنی اب نہین شک ہی ترجیح مین ہمارے مذہب کے
از روے احادیث کے ص اور حمام کے مال چرانے سے مثلا بیت المال مین سے چوری کرے اور مال مشترک کے چرانے سے
اور بقدر اپنے قرض کے یا زیادہ قرضدار کے مال مین سے چرا لینے سے اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھ
کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھ بدلی نہو اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چراوے تو کاٹو اوسکو ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے ص اور
یہ حدیث مطعون ہی طعن کیا اوسمین طحاوی نے ف بوجہ اس بات کے کہ اوسکی اسناد مین واقدی ہی اور وہ ضعیف ہی
ص اور اگر بدل گئی ہو تب چراوے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اوسمین کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر
اوسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چراوے برابر ہی کہ اوسیکا مال ہو یا غیر کا لیکن اوسکے
پاس رکھا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اوسکے گھر سے یا اپنی مادر رضاعی کا مال
چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر مادر رضاعی کا مال چراویگا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اگر چراوے
شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ الگ جگہ محفوظ ہو یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی زوجہ کا مال یا اپنے
مکاتب کا مال یا مہمان میزبان کا مال یا مال غنیمت یعنی جو کافرون سے لوٹ مین ملا ہو ف اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے
نہ کاٹا ہاتھ اوس شخص کا جسنے چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے مصنف مین ص یا حمام میں کا مال
یا اوس گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت ہو ف تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہو اور رات کو چرا لے تو کاٹا جاویگا اور
اگر حمام مین کوئی محافظ ہو تب بھی وہان کے مال چرانے سے کاٹا نہ جاویگا اور مسجد کے مال مین اگر کوئی محافظ ہو اسباب پاس تو
کاٹا جاویگا ص اور جو کسی چیز کو چراوے گھر والے کے گھر سے باہر نہ لیجاوے یا گھر مین سے اوس شخص کو دیدے جو باہر گھر کے
تو کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک اگر اسنے ہاتھ گھر کے باہر نکال کے دیا اور دوسرے نے لے لیا تو پھر
قطع ہی اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لیا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہی اور ذخیرہ مین ہی کہ اگر داخل اور
خارج کے بیچ مین اوس مال کو رکھدیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت مین نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت مین دونون
کے ہاتھ کاٹے جاوینگے ص اور جو گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ نکال لیوے یا تھیلی جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اوسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک گھر کے
اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا ف اور جواب ہمارا اصل مین مذکور ہی ص اور اگر اونٹ کو یا اوسکا بوجھ
قطار مین سے چرا لے اور وہان کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا شلیتے کو چیر کر اوسمین سے اسباب نکالے یا ہاتھ صندوق مین

خواہ کسیکی جیب اور آستین مین ہاتھ ڈال کر مال لے لے یا گھر کے حجرے مین سے نکالکر اوس چیز کو صحن مین لاوے یا جو شخص حجرے کا ہو وہ مین سے ہو وہ ایک حجرے مین سے جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے اندر گھسا اور کسی چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈالدے پھر نکلکر اوسکو اوٹھا لے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اوسکو ہانک دے اور مکان سے باہر لے جاوے تو ان سب رتون مین ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک کاٹا جاویگا برابر ہے کہ اوسکو لیوے یا راہ مین چھوڑ دے اور امام زفر کے نزدیک ڈال دینے مین اور لادکر لیجانے مین ہاتھ کاٹا جاویگا

فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان مین

چور کا داہنا ہاتھ پونہچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے **ف** لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہی اور داہنا ہاتھ قرات ابن مسعود سے اور پونہچے سے کاٹنا اوسواسطے کہ روایت کیا دارقطنی اور ابن عدی نے کامل مین عبد اللہ بن عمر سے کہ کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پونہچے سے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن سلمہ ہی کہ نہین معلوم ہی حال اوسکا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے رجا بن حیاۃ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پونہچے سے اور یہ مرسل ہی اور نکالا اوسنے عمر اور علی رض سے کہ کاٹے انھون نے ہاتھ پونہچون سے اور منعقد ہو گیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اوسواسطے کہ روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کاٹو اوسکو اور داغ دو اوسکو آخر حدیث تک اور کہا کہ صحیح ہی شرط مسلم پر اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے مراسیل مین اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث مین اور نکالا دارقطنی نے حضرت علی رض سے کہ انھون نے بھی داغ دیا **ص** اور اگر پھر چوری کرے تو بایان پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چراوے تو کاٹا نہ جاوے بلکہ قید کیا جاوے یہانتک کہ چوری سے توبہ کرے **ف** اور بایان پیر کاٹا جاوے ٹخنے سے نزدیک اکثر علما کے اور کیا ایسا ہی حضرت عمر رض نے فتح القدیر **ص** اور بعضون کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعی کے نزدیک تیسری بار مین بایان ہاتھ اور چوتھی بار مین داہنا پیر کاٹا جاوے **ف** اور پانچوین مرتبے مین انکے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دی جاوے اور عطا اور عمرو بن العاص اور عثمان اور عمر بن عبد العزیز سے منقول ہی کہ پانچوین بار مین قتل کیا جاوے **ص** اوسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو **ف** اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملتی ہان روایت کیا ابو داود اور نسائی نے جابر رض سے کہ لایا گیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو فرمایا حضرت نے قتل کرو اوسکو تب کہا لوگون نے یا رسول اللہ یہ چوری ہی فرمایا ہاتھ کاٹو اوسکا پھر کاٹا گیا پھر لائے اوسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اوسکو پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو تیسری مرتبہ پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو چوتھی مرتبہ اسی طرح پھر لائے اوسکو پانچوین بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اوسکو کہا جابر نے کہ قتل کیا ہمنے اوسکو اور ایک کوئین مین ڈالکر اوپر سے پتھر ڈالدیے اور نسائی نے اس حدیث کو منکر کہا اور مصعب بن ثابت اوسکی اسناد مین قوی نہین اور اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہین **ص** اور مذہب ہمارا ماثور ہی حضرت علی رض سے **ف** کہا امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے انھون نے عمرو بن مرہ سے انھون نے عبد اللہ بن سلمہ سے انھون نے علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپ نے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اوسکا پھر اگر چراوے تو بایان پیر اوسکا پھر اگر چراوے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ مین شرم کرتا ہون اللہ تعالی سے کہ





کردون اوسکو ایسا کہ اوسکا کوئی ہاتھ نہو کہ کھاوے اوس سے اور استنجا کرے اوس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اوسپر اور
اسی طریقے سے نکالا اوسکو دار قطنی نے اور عبد الرزاق نے مصنف مین شعبی سے انھون نے حضرت علی رضی سے اور ابن ابی شیبہ
نے مصنف مین اور بیہقی نے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباس رضی سے اور حضرت عمر رضی سے کہ انھون نے مشورہ کیا
اس باب مین تو اجماع ہوا لوگون کا رائے پر حضرت علی رضی کے ص اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علی رضی مخالفت نکرتے اوسکی
اور صحابہ اخذ نہ کرتے انکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اوس حدیث مین ف اور کہا کہ ہمنے تلاش کیا ان آثار کو
سو نہ پائی کچھ اصل انکی اور اسیواسطے منکر کہا اوسکو نسائی نے اور مبسوط مین ہی کہ یہ حدیث صحیح نہین ص یا یہ کہ وہ
حدیث محمول ہی سیاست پر ف یا منسوخ ہی جیسا کہ قتل اوس حدیث مین امام شافعی کے نزدیک بھی منسوخ ہی ص
اور اسی طرح اوس شخص کا حال ہی جو چوری کرے اور اوسکا بایان ہاتھ یا انگوٹھا اوس ہاتھ کا یا دو انگلیان اوسکی سوا
انگوٹھے کے کٹی ہون یا لنجی بیکار ہون یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ چور قبل ہاتھ کٹنے کے اوس شی مسروقہ کو حوالے مالک کے کردے
یا اوسکا مالک ہو جاوے ہبہ یا بیع سے یا قیمت اوسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھ کاٹنے کے یا اوس شی مسروقہ کی
ملک کا دعوی کرے یا دو چورون مین ایک چور اوسکی ملک کا دعوی کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اوسکا مطالبہ نکرے اگرچہ چور اوسکا
اقرار کرے کہ ان سب صورتون مین کسیکا ہاتھ نکاٹا جاویگا ف اور ان مسائل مین خلاف امام ابو یوسف اور زفر اور شافعی رح
کا ہی اور اصل مین مذکور ہی ص اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی سے
دونون کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو وہ چور جو موجود ہی اوسکا ہاتھ کٹیگا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو
ف مثلا ایک دینار کے بدلے مین دو دینار لیے اور اوسکو چرا لے گیا ص امانت دار اور غاصب اور سود خوار کے
ہاتھ سے چرایا اور انھون نے مطالبہ کیا تو ہاتھ اوسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہی عاریت لینے اور کرایہ سے لینے والے
اور مضارب اور مرتہن اور اوس شخص کے مال مین جو اوسکو واسطے خریدنے کے لایا ہی ف یعنی انکے ہاتھ سے اگر چور
چرالیجاوے اور مطالبہ کرین تو قطع لازم ہوگا ص اور اگر مال ان لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور اصل مالک
مطالبہ کرے اوس چور سے تب بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اوسکا ہاتھ اوسکے عوض مین کٹا بعد
اوسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا
ہاتھ نکاٹا جاویگا اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اوسکا ہاتھ کٹیگا تو اگر مال موجود ہو تو اوس مال کے
مالک کی طرف واپس دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھ اوسکا کاٹا جاویگا ف برابر ہی کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو
اور مولی اوسکی تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور اسمین خلاف ہی ابو یوسف رح اور زفر اور محمد رح کا اور
دلیلین سب کی اصل مین مذکور ہین ص اور ضامن نہوگا اگرچہ اوسنے خود اوسکو تلف کردیا ہو اور روایت حسن بن زیاد
امام ابو حنیفہ سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعی کے نزدیک چاہے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونون
صورتون مین تاوان لازم آویگا اور ہاتھ بھی کٹیگا ف تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا اور مال کا تاوان دونون ساتھ
نہین ہوتے کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بھی لائی جاوے لیکن اگر وہی مال موجود ہوگا تو واپس

دلایا جاویگا اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین تاوان چاہیے دینا چور کو بعد اسکے کہ قائم کرین اوسپر حد کو روایت کیا اوسکو نسائی نے عبد الرحمن بن عوف سے ص اور اگر ایک چور نے کئی مرتبہ کتنی جگہ چوری کی بعد اوسکے سب آدمیون کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اوسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی آدمیون کے مال کا ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگون کی نالش مین اوسکا ہاتھ کٹا ہی اونکے مالون کا ضامن نہوگا اور باقی مالکون کے مال کا ضمان دیگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کے داہنا ہاتھ کاٹنے کا اور اوسنے قصداً بایان ہاتھ کاٹا تو کچھ دیت یعنی خون بہا اوسپر لازم نہ آویگی اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو کاٹا جاویگا جب وہ کپڑا بعد کٹنے کے دس درم یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر اوسی جگہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپے اشرفی بنالیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپے اشرفی مالک کو نہ دیے جاوینگے اور صاحبین کے نزدیک دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اوسکو سرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اوسکا لازم نہین اور امام محمد کے نزدیک کپڑا دیدے اور سرخ رنگانے کی قیمت پھیر لیوے اوسکے مالک سے اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک نہ پھیرے ف اور فتوی قول امام پر ہی

باب رہزنی کے بیان مین

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہان تک کہ اس ارادے سے توبہ کرے ف یعنی علامات نیکبختون کی پیدا ہو جاوین اور بعضون نے چھ مہینے کی مدت اسمین رکھی ہی اور صحیح اول ہی ص اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اونکی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے یعنی دس درم یا زیادہ کا مال پہنچے تو اوسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون دوسری جانب سے کاٹا جاوے ف یعنی دہنا ہاتھ بایان پانون ص اور اگر اوسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہین لیا تو قتل کیا جاویگا حد مین نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اوسکو معاف کرے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اوسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے ف یعنی حاکم کو اختیار ہی جو چاہے انمین سے کرے اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ الآية اور روایت کیا امام محمد نے ابو یوسف سے انھون نے کلبی سے انھون نے ابی صالح سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمھارے پر زیادتی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابو بردہ نے رہزنی کی اونپر تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اوترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا اور مال نہین لیا قتل کیا جاوے اور جسنے مال لیا اور قتل نہین کیا تو اوسکے ہاتھ اور پیر خلاف کے کاٹے جاوین اور جو مسلمان ہو کے آیا تو اسلام نے ڈھا دیا جو کچھ کہ کیا تھا اوسنے شرک مین اور عطیہ کی روایت مین ہی ابن عباس سے کہ جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہین کیا اور مال نہین لیا تو وہ جلا وطن کیا جاوے ص اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑھانا پسند کرے تو اونکو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اوسکے پیٹ کو

نیزے سے چیرے تاکہ مر جاوے اور تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکھے ف اور زیادہ تین دن سے نرکھے اسواسطے کہ اوسمین
بو پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی ھدایہ ص اور اس صورت مین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان نہ دیگا اور جو شخص کہ مرتکب قتل
اور مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی مثل مرتکب کے ہی ف یعنی ڈاکون کو سب کو سزا یکسان یعنی چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو
ص اور لکڑی اور پتھر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین ف تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے ص
اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو اوسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور
اگر ڈاکو صرف زخمی کرے اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ نہون یا جسپر
رہزنی کی ہو اوس سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر کچھ راہزنی کرین یا رات کو خواہ دن کو شہر مین یا دو شہرون
کے بیچ مین رہزنی کرین تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہی تو ولی کو اختیار ہی کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہین تو دیت ہی
اور ولی کو اختیار ہی عفو کا ف اور اسمین خلاف ہی امام ابو یوسف اور شافعی کا اور وہ مذکور ہی اصل مین ص اور جو کسی کا
گلا گھونٹ کے مار ڈالے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اوسکی عادت کرے تو اوسکو اوسکے عوض مین واسطے سیاست کے مار ڈالنا چاہیے

کتاب الجہاد

جہاد یعنی کافرون سے دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہی یعنی مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو
اگر بعض مسلمان کرینگے باقی سبکی گردن سے ساقط ہوگا ف فرضیت جہاد کی ثابت ہوتی ہی قول سے اللہ تعالی کے
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہی
اوس زمانے سے کہ اوٹھایا مجکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑیگی اخیر امت میری دجال سے روایت کیا اوسکو ابوداود نے انس سے
ص اور اگر کوئی نہ کریگا تو سب گنہگار ہونگے اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے پر
فرض نہین ف اسواسطے کہ لڑکین وقت رحم کا ہی اور عورت اور غلام کو خاوند اور مولی کے حق سے فراغت نہین اور
اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے اوس سے عاجز ہین ص اور فرض عین ہی اگر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت
بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین یعنے جس شہر پر کافر چڑھے ہین وہان کے لوگون پر
جہاد فرض ہوگا پھر اون لوگون پر جو اوس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اوس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہو جاوین
یا سستی کرین پھر اون لوگون پر جو اونسے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور ان لوگون کا یہی حال ہو یہان تک کہ فرض ہو جاویگا
جمیع اہل اسلام پر مشرق اور مغرب مین اور نظیر اوسکی نماز جنازہ ہی کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قرب وجوار میت پر فرض ہوتی ہی پھر اگر
وہ نکرین اور دور والون کو خبر پہنچے تو اونپر فرض ہوتی ہی یہان تک اگر کوئی ادا نکرے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور جہاد پر مزدوری کا
مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین کہ اور لوگون سے لیکر جہاد کرنے والون کو دین ف
اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اوسکو ابن اسحق نے اور حضرت عمر رض سے بھی ایسا ہی
منقول ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے طبقات مین ص پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ
کرلین تو اول اونسے مسلمان ہوجانے کی درخواست کرین ف اسواسطے کہ روایت کیا عبد الرزاق نے ابن عباس رض سے کہ

نہین لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہان تک کہ بلایا نہو اونکو طرف اسلام کے اور اخراج کیا اوسکا
حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے **ص** تو اگر وہ مسلمان ہونا
مان لین تو بہتر ہی **ف** اسواسطے کہ مطلب حاصل ہوگیا تو اب اونکے قتال سے باز رہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا گیا مین کہ مقاتلہ کرون لوگون سے یہان تک کہ کہین وہ کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو
بخاری مسلم نے ابن عمرؓ سے **ص** اور اگر نہ مانین تو اونسے جزیہ طلب کرین **ف** اسواسطے کہ حدیث بُریدہ مین ہی
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کرین اسلام سے تو طلب کرو اونسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کرین تو تم بھی قبول کرو اونسے روایت
کیا اوسکو مسلم نے **ص** اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اونکے واسطے ہی وہ جو ہمارے لیے ہی یعنی اونکے جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہیے
اور اونپر ہی وہ جو ہمپر ہی یعنی معاملات مین اونکے احکام مثل مسلمانون کے ہین اور دلیل اسپر قول ہی حضرت علیؓ کا کہ مقرر کیا گیا
اونپر جزیہ تاکہ ہوجاوین خون اونکے مثل ہمارے خونون کے اور مال اونکے مثل ہمارے مالون کے **ف** روایت کیا اوسکو
شافعی نے مسند مین اور اسناد مین اوسکی ابو الجنوب ہی ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے **ص** اور جسکو کہ دعوت اسلام ابو الجنوب ضعفہ الدارقطنی
نہ پہونچی ہو اوسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے کہ تم پہونچوگے
اہل کتاب پر سو بلانا اوسکو اول طرف شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے **ص** اور اگر پہلے
دعوت اسلام پہونچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ لڑائی کے شروع مین پھر اونسے مسلمان ہوجانے کو کہدیا جاوے **ف** اور یہ واجب
نہین ہی کیونکہ مروی ہی نافعؓ سے کہا کہ چھاپا مارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مار ڈالے لڑنے والونکو
اونکے اور قید کیا اولاد کو اونکی کہا یہ مجھسے عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور ظاہر ہی کہ چھاپے مین بلانا نہین ہوتا ہی
طرف اسلام کے **ص** پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کرین تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اونسے لڑینگے **ف**
اسواسطے کہ حدیث بُریدہ مین ہی کہ اگر وہ انکار کرین جزیے سے تو مدد مانگ اللہ سے اور لڑ اونسے **ص** ساتھ فلاخن کے
ف اور تمامی آلات حرب مثل توپ و تفنگ کے **ص** اور کافرون کو جلاوینگے اور ڈبووینگے اور تیر مارینگے **ف**
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک فلاخن کو طائف والون پر روایت کیا اوسکو ابوداود نے مراسیل مین
مکحول سے اور راوی اوسکے معتبر ہین اور موصول کیا اوسکو عقیلی نے حضرت علیؓ سے لیکن سند اوسکی ضعیف ہی اور جلادیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے درختون کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا اونکو روایت کیا اوسکو علماے ستہ نے **ص** اگرچہ وہ بعض
مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی **ف** یعنی اگر کافر مسلمان
کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کھڑا ہو اور اوسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے
گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے **ص** اور اونکے درخت کاٹ ڈالین گے اور اونکی کھیتیان اوجاڑ دینگے اور دغا نکرینگے
ف یعنی عہد نتوڑینگے اور صحیحین مین ثابت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر و فریب ہی تو اب ضرور ہوا
کہ دغا اور مکر مین فرق پہچانین تو جب تک کہ لڑائی ہو رہی ہی تو مکر حرام نہین اسطرحپر کہ ہم اونکو اس طرح دکھلاوین کہ نہین لڑتے ہین
اور جب وہ مطمئن ہوجاوین تو اونسے لڑین یا ہم اور کسی طرف چلے جاوین اور وقت اونکی غفلت کے رات کو اونپر چھاپا مارین برخلاف

اوس صورت کے کہ ہمارے اور اونکے بیچ مین عہد ہوگیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر بعد دغا دیکے لڑ بیٹھے تو یہ مکر نہین ہی
بلکہ عہد توڑنا ہی اور یہ حرام ہی ص اور مال غنیمت مین خیانت نکرینگے اور مُثلہ یعنی کسیکے ناک کان نہ کاٹینگے اور وہ جو
عرنیین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُثلہ کیا تھا ف اور حدیث اونکی کتاب الطہارت کو ئین کے باب مین گذری
ص منسوخ ہی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چُراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو اور ناک کان
نہ کاٹو ف روایت کیا اوسکو مسلم نے حدیث بُریدہ مین ص اور مثلہ مین اللہ تعالی کی پیدایش کا بدل دینا ہی تو
حرام ہوگا ف اسواسطے کہ اسکی پیدایش کا بدلنا حرام ہی ص اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور اندھے
اور اپاہج کو اور عورت کو نہ مارینگے ف اور امام شافعی کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم
یہ کہتے ہین کہ ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو انکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل
سے عورتون اور لڑکون کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو فرمایا
کہ نہین تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اوسکو ابوداود اور نسائی نے ص مگر یہ کہ جب کوئی ان مین سے حاکم ہو یا لڑتا ہو یا
صاحب مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے امور مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو
ابتدائً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنے سے دیر کرنا چاہیے کہ دوسرا شخص آنکر اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کرو الدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ دستور سے
بعید ہی کہ ابتدائً باپ کو مار ڈالے ص اور اگر باپ اوسکے قتل کا قصد کرے اور اوسکو اوس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے
تو اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ مقصود بچنا ہی بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت
نبنے بغیر قتل کرنے باپ کے تو قتل کرے اوسکو تو کافر باپ مین بدرجہ اولی قتل کرنا جائز ہوگا ھدایہ ص اور منع ہی کہ
قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ مضایقہ نہین
ف صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہی حضرت ابن عمر سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کہ
سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے لے اوسکو
دشمن ص اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہی کہ اونسے صلح کرے ف خواہ مال دیکر یا لیکر
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صلح کی اہل مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی مذکور ہی سیرت محمد بن اسحق اور سیرت
ابن ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح دو برس تک تھی ص اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اور اونکو اطلاع دیکے
اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اونسے لڑین ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ
صلح جو کی تھی مشرکین مکہ سے اور در صورت خیانت نکرنے کافرون کے بغیر اونکی اطلاع دہی کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ دغا
ہو جاویگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین وفا ہی نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہی اور قول ہی عمرو بن عبسہ کا
لیکن اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین ص اور مرتدون سے صلح کرلین لیکن مال نہ لین اور اگر لے لیا تو پھر اونکو

واپس نہین اور مسلمان کافرون کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ بیچین اگرچہ بعد صلح کے ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کیا بیہقی نے سیر مین اور بزار نے مسند مین اور طبرانی نے معجم مین عمران بن حصین رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ وفساد مین کہا بیہقی نے صواب یہ ہی کہ یہ موقوف ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین لیکن سند اوسکی ضعیف ہی **ص** اور جب کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اوسکی صحیح ہی اور اوسکو قتل نکرینگے ہان اگر امان دینا برا ہو تو امن کو توڑ ڈالین اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب مین قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہین خون اونکے اور ذمہ داری کرسکتا ہی ادنی اونکا یعنی بہت کم اور وہ ایک ہی روایت کیا اوسکو ابو داود اور بخاری مسلم نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو اونکے ساتھ ہی یا غلام یا وہ شخص جو اسلام لایا ہی لیکن ہماری طرف نہین آیا ہی یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان اوسکی باطل ہی **ف** اور امام محمد کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہی یعنی جائز ہی اور ہدایہ مین ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو موسی اشعری نے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی لیکن روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عمرؓ سے مانند اسکے موقوفًا اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ مین

باب غنیمتون کا اور اوسکے بانٹنے کے بیان مین

مسلمانون کا بادشاہ جب شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اوسکو لشکر مین بانٹ دے یا اوس ملک کے باشندون کو اوسپر مقرر رکھے اور اون خود پر جزیہ اور اونکی زمین پر خراج ٹھہراوے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک مین ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہی کہ حضرت عمرؓ نے اہل عراق کو اونکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور اونکی زمینون پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیون کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے اونکو غلام بنالے **ف** اسواسطے کہ اسمین اوسکا بھی دفع شر ہی اور مسلمانون کا بھی فائدہ ہی **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانون کو ذمی بنکے جزیہ دیا کرین اور نہین جائز ہی کہ اون قیدیون کو مفت احسان رکھکر چھوڑ دین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی **ف** اور دلیل ہماری قول ہی اللہ تعالی کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ **ص** اور جائز ہی کہ مال لیکر اونکو چھوڑ دین قبل موقوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے مین مسلمانون کے جو کافرون کے نزدیک قید ہین اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا باجماع ہمارے علما کے جائز نہین ہی اور مسلمانون کے بدلے مین بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف سے اس باب مین دو روایتین ہین اور امام شافعی کے نزدیک مطلقا جائز ہی لیکن دار الحرب کو واپس بھیجدینا کسیکے نزدیک جائز نہین اور یہ بھی حرام ہی مواشی کے کو جن کا لیجانا کسی صورت مین اونکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اوٹھاوین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیے جاوین اور دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب ہمارا یہ ہی کہ یہ حدیث مرفوعًا نہین ملی بلکہ قول ابو بکرؓ کا ہی روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ ذبح کرنا

حیوان کا واسطے غرض صحیح کے درست ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کافرون کی شوکت توڑنے سے بڑھ کے اور کوئی غرض نہین نو اگر اونکو زندہ چھوڑ دین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور باعث اونکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کو چین نہ کاٹین کیونکہ یہ مثلہ ہی اور مثلہ ممنوع ہی حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو اوسکو گاڑ دین ایسے مقام پر کہ کافرون کو اطلاع نہووے هدایه ص اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین ف اور امام شافعی کے نزدیک بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دار الحرب مین اور قسمت بھی بمنزلے بیع کے ہی هدایه اور یہ حدیث غریب ہی کہا یہ شیخ ابن الہمام نے ص اور اگر لشکر والون کو مال اسلیے بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت ہے دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہی اور جو مدد کہ مسلمانون کو پونہچے وہ مال غنیمت مین اونکے شریک ہونگے اگرچہ مدد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مر جاوے شریک نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک جو شخص کہ بعد کفار کی شکست کے مر جاوے اگرچہ دار الحرب مین مرے تو شریک ہوگا اور حصہ اوسکا اوسکے وارثون کو ملیگا اور جو دار الاسلام مین آنکر مریگا تو حصہ اوس مردے کا سبکے نزدیک وارثون کو اوسکے دلایا جاویگا اور جائز ہی مسلمانون کو کہ مال غنیمت سے ان اشیا کو تقسیم سے پیشتر دار الحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھانس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور ہتھیار جنکی حاجت پڑے ف اسواسطے کہ روایت کیا بیہقی نے عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن خیبر کے کھاؤ اور چراؤ اور نہ اوٹھاؤ اور نکالا اوسکو واقدی نے مغازی مین اور سند سے ص اور جب دار الحرب سے نکلین تو اونکو کام مین نہ لاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین مگر اسکا بیچنا جائز نہین اور جو شخص کہ کافرون مین سے مسلمان ہوجاویگا اوسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اوسکی قید سے اور جو مال کہ اوسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا ف اسواسطے کہ روایت کیا امام محمد نے عروہ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھ تو وہ چیز اوسکی ہی اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داود مین ہی کہ فرمایا آپ نے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ کرلیا انھون نے اپنی جانون اور مالون کو ص لیکن اوسکے مسلمان ہونے سے اوسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اوسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی اور جو مال کہ حربی کے پاس امانت ہی یا غصب ہی محفوظ نرہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دار الاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہو اگرچہ بعد اوسکے گھوڑا اوسکا مر گیا ہو اور وہ وقت لڑائی کے پیادہ ہو اوسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دار الاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اوسکا ایک حصہ ہی اگرچہ وقت لڑائی کے سوار ہو اور امام شافعی کے نزدیک اعتبار سوار اور پیادہ ہونے مین لڑائی کے وقت کا ہی اور سوار کے لیے اونکے نزدیک تین حصے ہین ف اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبداللہ بن عمر سے کہ کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور سوار کے اگر دو گھوڑے ہون تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

اور عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی مین اعانت کرین تو اونکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصۂ غنیمت سے کم ہو
موافق راے امام کے دلایا جاویگا ف اور ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا اوسکو اصحاب سنن نے
ص اور مال غنیمت سے پانچوان حصہ یتیمون کا ہے جنکے باپ مر گئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرون کا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ انمین سے
غنی ہون اونکا حق اس پانچوین حصے مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ
لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الآیہ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہے اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے سبب سے
جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا ف کہ اب امرا اور بادشاہون کو صفی لینا نچاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی لینا درست تھا
اور صفی وہ مال ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور
کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین ص اور امام شافعی کے نزدیک مال غنیمت کے پانچ حصے کرین ایک حصہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ خاص ذوی القربی کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا ف برابر ہے کہ
غنی ہون یا فقیر ص جاننا چاہیے کہ نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ہین اور عبد مناف
کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل تھے ف سنن ابو داود وغیرہ مین مروی ہے کہ ص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے خیبر کی غنیمتون کو بانٹا تو پانچوان حصہ ذوی القربی کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور مطلب کے اور عثمان رض تھے اولاد مین سے
عبد شمس کے اور جبیر بن مطعم اولاد سے نوفل کے اور دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم انکار نہین کرتے ہین
بزرگی کا اولاد ہاشم کا اسواسطے کہ آپ کو اللہ تعالی نے انہین مین رکھا یعنی انھین کی اولاد سے ہوئے اور بنی مطلب کو ہم سے کیا بزرگی ہے کہ
آپ نے اونکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپ نے کہ انھون نے نہ چھوڑا مجکو زمانہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین امام شافعی اب بھی
قسمت کرتے ہین موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہین کہ آپ نے صرف یہی وجہ بیان کی کہ بنی مطلب نے میری
اعانت اور نصرت کی تو یہ بات آپ کی وفات سے باقی نرہی تو اب سب اقارب آپ کے مستحق ہین بسبب فقر کے جیسا کہ فرمایا آپ نے
ف واسطے بنی ہاشم کے ص کہ اللہ نے بدل دیا تمکو صدقون سے پانچوین حصے کا پانچوان حصہ یعنی ایک حصہ ف
اور یہ حدیث کتاب الزکوۃ مصارف کے باب مین گذری اور روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر مین اور اسناد اوسکا حسن ہے
ص اور جب یہ کہ بدلہ زکوۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہے کہ خلفاے راشدین قسمت کرتے تھے ہمارے
طریق پر ف روایت کیا ابو یوسف نے کلبی سے انھون نے ابو صالح سے انھون نے ابن عباس سے کہ خمس تھا بانٹا جاتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پانچ حصے کرکے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربی کے اور ایک
واسطے یتامی کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے پھر تقسیم کیا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم
نے اوسکو تین پر ایک واسطے یتیمون کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے اور روایت کیا طحاوی نے
مانند اسکے ص اور حضرت عمر رض دیتے تھے اونکے فقیرون کو ف کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے ہمنے نہین پایا اوسکو
ص اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت دار الحرب مین سے مال غنیمت لاوین تو اوسکا پانچوان حصہ لیا جاویگا جبکہ انکے پاس

لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہون اور جو امام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہون تو اوسمین سے پانچوان حصہ نہ لیا جاوے اور امام کو اختیار ہی کہ حالت قتال مین لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص دلاوے قتل پر مثلا کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اوسکا سامان قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مینے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سے خمس نکالکر چار حصے جو رہے اونمین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ای نبی مستعد کر اور رغبت دلا مسلمانون کو قتال پر ص اور نہ بڑھاوے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین ف اسواسطے کہ اب سبکا حق اوسمین ہو گیا ص مگر خمس سے ف کیونکہ خمس مین اون لوگون کا حق نہین ص اور سامان یہ ہی کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ کہ اوسکے پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا ف اور امام شافعی کے نزدیک ہمیشہ سامان مقتول کا قاتل کو ہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داود اور ابن حبان اور حاکم نے انس رضی سے اس لفظ سے مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ اور جماعت نے سوا نسائی کے اس لفظ سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَهٗ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ یعنی جو شخص کہ قتل کرے کسی کافر کو اور اوسکے پاس گواہ ہون تو واسطے اوسکے ہی سامان اوس مقتول کا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہی کہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین زیادہ کرنے کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہی شرع مین اور دلالت کرتا ہی اسپر وہ جو روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لے لینے کا قاتل کے اور ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ اوسمین پانچوان حصہ کرین تو کہا [illegible] نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے [illegible] نفس امامہ یعنی آدمی کا وہ حصہ ہی جتنے مین اوسکا امام خوشدل اور راضی ہو اور روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی

باب کافرون کے غلبے کے بیان مین

اگر بعض کافر بعض کافرون پر غالب ہو کر اونکو قید کرین اور اونکا مال لے لین یا اونٹ ہمارے بھاگ کے اونکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر غالب ہو جاوین اور اون مالون کو دار الحرب مین لیجاوین تو مالک ہو جاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کے مالک نہونگے ف اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی ص اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب اور غلام کو جو اونکے پاس بھاگ گیا ہو مالک نہونگے اگرچہ اوسکو لے لیوین اور ہم اگر اونپر غلبہ پاوین تو اونکے آزاد شخصون کے اور اونکے مالون کے مالک ہو جاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لے لے اوسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہی ف اسواسطے کہ روایت کیا دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مالون مین کہ لیجاوین اوسکو دشمن اور مسلمان پھر چھین لیوین اونسے کہ اگر صاحب مال اوسکو پاوے قبل قسمت کے تو وہ حقدار ہی اوسکا اور اگر پاوے اوسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لیوے قیمت سے اور اسناد مین اوسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہی اور نکالا دار قطنی نے مانند اسکے ابن عمر رضی سے اور یاسین اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار ص اور جو کسی سوداگر نے

کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اوسقدر دیکر لے **ف**
اسواسطے کہ روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس ایک ناقہ پایا او قصہ لیگیا
اسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہے اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو
خرید کیا مینے دشمن سے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اوس قیمت سے کہ خریدا ہے جتنے کو اس شخص نے
ورنہ چھوڑ دے تو اوسکو اور ذکر کیا اسکو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کیا اس حدیث کا یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے
اونسے تمیم بن طرفہ سے اوسنے جابر بن سمرہ سے اور یاسین ضعیف ہے کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور مین نہین
پہچانتا ہون اس سند کو هكذا في تخريج الهداية للزيلعي **ص** اگرچہ اوس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض ایک
تاجر نے لے لیا ہو تو اب مسلمان مالک کو سچا ہے کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض کو مثلاً غلام کے مول مین سے کم کر کے دے تو اگر
قید مین پڑنا اور خریدنا دو بار ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دے
اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو اونسے سو روپے کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لے گئے
تو بکر اونسے سو روپے کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے
لینا چاہیگا تو دو سو دینے پڑینگے اسلیے کہ عمرو کے اوسپر دو سو لگے ہین اور زید کو اختیار نہین کہ بکر سے سو روپے دیکر خرید لے کیونکہ
اس صورت مین عمرو کے روپے ضائع ہو جاوینگے مسئلہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور
انھون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اونسے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم
اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوتے اور غلام کے سوا اور اسباب مول دیکر
لیوے جتنے دام مشتری نے کافرون کو دیے ہون اسلیے کہ اون چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اور اگر کوئی کافر حربی مسلمانون کی امن سے
دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خرید کیے اور اپنے ملک مین لیجاوے تو وہ آزاد ہو گا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک آزاد نہو گا **ف** اور دلیل امام صاحب کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور جو کوئی غلام حربی کا دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر
چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہو گا
ف اسواسطے کہ روایت کیا امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے انھون نے
ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
اونمین سے ابو بکرہ تھے اور ایک لفظ مین ابن ابی شیبہ کے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے آزاد کرتے اون غلامون کو جو آتے تھے
آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے دن طائف کے دو غلام ایک اونمین سے ابو بکرہ تھے اور روایت کیا ایسا ہی
ابو داود نے مراسیل مین بالسند اسکے عبد ربہ بن الحکم سے کہا ابن القطان نے کہ عبد ربہ بن الحکم نہین پہچانا جاتا ہے حال اوسکا اور روایت کیا بیہقی نے
عبد اللہ بن مکرم ثقفی سے اور اوسمین ہے کہ فرمایا آپ نے أُولَئِكَ عُتَقَاءُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہین واللہ اعلم

باب مستامن کے بیان مین

مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تا کہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے

اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض نہ کرے مگر جب کافرون کا بادشاہ اوسکا مال لے لیوے یا اوسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اوسکے ساتھہ یہ کام کرے اور حاکم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ہوجاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز کو فقیرون کو خیرات کردینا چاہیے اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اوسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز قرض بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا نہ دے ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اون مین سے دوسرے کو قصدًا یا خطائً مار ڈالے تو اوسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور اونمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہے اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کو جو دار الحرب سے دار الاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اوس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک برس یا ایک مہینا جتنا امام کی رائے مین مناسب ہو ٹھہریگا تو تجھہ پر جزیہ معین کردیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ اوس میعاد تک ٹھہریگا تو ذمی ہوجاویگا یعنی اوس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر اوسکو دار الحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے کوئی مستامن زمین خریدے اور اوس پر خراج مقرر ہوجاوے تو اوس پر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے تو ان صورتون مین بھی اونکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تھا دار الحرب کو لوٹے تو خون اوسکا حلال ہوجاویگا **ف** تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اوسکو قتل کر ڈالے تو کچھہ نہین **ص** تو اگر وہ قید کرکر لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہوجاویگا اور جو مال اوسکا انمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہوجاویگا اور اگر وہ مرگیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اوسکا قرض اور امانت اوسکے وارثون کو ملیگی اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچھہ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہوگیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکی تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگی اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوئے تو اوسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اوسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ اوسی حربی مسلمان کی ہوگی اور انکے سوا اور چیزین **ف** یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اوسکا کہ حربی کے پاس ہے **ص** غنیمت ہوجاوینگی اور جو حربی مسلمان ہوا دار الحرب مین اور اوسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصدًا یا خطائً اور اوسکے وارث بھی مسلمان مین دار الحرب مین تو اوس پر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھہ واجب نہوگا اور امام شافعی

ف صاحب احسن المسائل مترجم کنز کو اسمین تعاقب ہوگا ہے عبارت انکی یہ ہے کہ جو امانت اوسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اوسی مسلمان یا ذمی کی ہوجاویگی انتہی حال آنکہ سب کتابون مین تصریح ہے کہ وہ ملک مین اوسی حربی کی رہیگی ۱۲ منہ مدظلہ

کے نزدیک قتل عمد مین قصاص اور خطا مین دیت واجب ہوگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تھا اور مسلمان ہوگیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اوسکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اوسکو مار ڈالے تو اوسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لے مگر معاف نہین کرسکتا

باب مین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان مین

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دی گئی ہو اور زمین بصرے کی سب عشری ہے ف یعنی انکی پیداوار سے دس حصے مین سے ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہین لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اوسکے یا لشکر اسلام مین بانٹ دی گئی تو وہ زمین قبضے مین مسلمانون کے ہے اور مسلمانون کی زمین سے عشر لیا جاتا ہے اور لیکن زمین بصرے کی تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اوسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہوگیا ص اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا ہو اور پھر وہان کے باشندون کو اوسپر قائم رکھا ہو یا امام نے اونکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہے ف اور ایسی ہی زمین سواد عراق کی ہے اسواسطے کہ روایت کیا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح کیا مسلمانون نے سواد کو کہا انھون نے واسطے عمر رض کے کہ تقسیم کردو اسکو ہمارے بیچ مین کیونکہ فتح کیا ہمنے اوسکو غلبے سے تو فرمایا حضرت عمر نے کہ کیا ہوگا اونکے واسطے جو تمھارے بعد مسلمان آوینگے تو مقرر رکھا انھون نے وہان کے باشندون کو اوسپر اور اونکی گردنون پر جزیہ اور اونکی زمینون پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاص رض نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکا ابن سعد نے طبقات مین اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجتماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور یہ مشہور ہے ص اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسیکی ملک نہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراجی ہوگی اور وہ خراج جسکو حضرت عمر رض نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہے کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہان پانی پہنچے اوسکے پیداوار سے ہر جریب پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب مین پانچ درم اور انگور اور چھوہارے کے ملے کھڑے ہون (یعنی گنجان ۱۲) اونکی جریب مین دس درم اور اسکے سوا مین مثل زعفران اور باغ وغیرہ کے جو اوسکے حال کے مناسب ہو لیا جاوے ف اور یہ سب ثابت ہے حضرت عمر رض سے مختلف روایات مین اخراج کیا اونکا ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے ص اور جریب شصت در شصت ہوتا ہے ف یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز مین ضرب دینے سے جتنا حاصل ہو اور وہ ۳۶۰۰ ہوتے ہین اوتنے کا ایک جریب ہوتا ہے ص اور کتب فقہ مین ہے کہ گز کرباس کا سات مٹھی کا ہوتا ہے اور گز مساحت کا ساٹھ مٹھی اور ایک اونگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس اونگل کا اور اونگل چھ جَو کا ہوتا ہے اس طرح کہ سبکے پیٹ ملے ہون ایک دوسرے سے ف چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے کہ معتبر جریب مین گز کرباس ہے ص اور خراج مین آدھے سے بڑھکر نہ لیا جاوے اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کردیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت مین زیادہ نہ کیا جاوے نزدیک امام ابو یوسف کے اور زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمد کے ف اور صحیح قول امام ابو یوسف کا ہے اور اوسی پر فتوی ہے اور مؤید ہے اوسکے وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص پاس عمر رض کے اور کہا کہ زمین خراج مین زیادہ گنجایش ہے

اوس سے جو مقرر ہی اونپر تو فرمایا آپ نے کہ نہین رہا ہی ہمکو طرف اونکے یعنی ہمسے کچھ علاقہ نہین جتنا مقرر ہو چکا اوتنا ہی لین گے
ص اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی بہونچنا بند ہو جاوے یا پانی زمین پر غالب ہو جاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پونہچے تو ان صورتون مین زمین پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے تو ان سب صورتون مین خراج لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج دیا کرتے تھے کہا بیہقی نے معرفہ مین کہ ابن مسعود اور خباب بن الارث اور حسین بن علی اور شریح ان سب کی تھین زمینین خراج کی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الرزاق نے اس باب مین چند آثار ذکر کیا اونکو زیلعی نے تخریج مین اور ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور خراجی زمین کی پیداوار مین عشر نہین یعنی اوسکے پیداوار مین خراج ہی کافی ہی عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک عشر بھی لیا جاوے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کسی نے خلفاے راشدین اور صحابہ مین سے جمع نہین کیا عشر اور خراج مین اور ہدایہ مین ہی کہ دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا يَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَّخَرَاجٌ فِيْ أَرْضِ مُسْلِمٍ یعنی نہین جمع ہوتے ہین عشر اور خراج زمین مین مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحیی بن عیینہ سے **ثنا** اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعُ عَلٰى مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَّعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کیا جاتا ہی قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے پھر آیا یحیی بن عیینہ اور باطل کیا اوسکو اور ملا دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یحیی بن عیینہ ظاہر ہی حال اوسکا ضعف مین کہ روایت کرتا ہی ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہین ہی یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یحیی بن عیینہ دجال ہی بناتا ہی حدیث کو نہین حلال ہی روایت اوس سے اور کہا دارقطنی نے یحیی یہ دجال ہی بناتا ہی حدیث کو اور یہ تہمت ہی امام ابو حنیفہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہی اور یحیی متہم ہی ساتھ وضع کے انتہی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ کہا انھون نے نہین جمع ہوتا ہی عشر اور خراج کسی زمین مین اور ایسا ہی روایت کیا عکرمہ سے **ص** اور اگر سال مین دو بار پیداوار ہو تو عشر بھی دو بار لیا جاویگا اور خراج دو بار نہ لیا جاویگا **ف** اور مروی ہی یہ حضرت عمر رضہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلا ربع پیداوار یا خمس اوسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاویگا مثل عشر کے

فصل جزیے کے بیان مین

جزیہ دو قسم ہی ایک وہ ہی کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اوس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے **ف** جیسا کہ صلح کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑون کے جوڑون پر آدھے صفر مین اور آدھے رجب مین روایت کیا اسکو ابو داود نے کتاب الخراج مین **ص** اور ایک جزیہ وہ ہی کہ امام اپنی طرف سے اوسکو شروع کرے جب غالب ہو اونپر تو مقرر کیا جاوے اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بت پرست سے عجم کے بھی جزیہ نہ لیا جاویگا **ص** دولت والے پر ہر سال مین ۴۸ درم تو ہر مہینے مین چار درم ہوئے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم سالانہ اور فقیر پر جو کما سکتا ہی بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک ہر مرد بالغ و عورت بالغہ پر ایک دینار مقرر کیا جاوے

یحیی بن عیینہ

فقیر ہون یا غنی ف اسواسطے کہ روایت کیا ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے معاذ سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے طرف یمن کے کہ لون مین ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے
صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی شرط بخاری مسلم پر اور نہین نکالا انھون نے اوسکو اور عبد الرزاق کی روایت
مین ہی وَمِن کُلِّ حَالِمٍ اَوْحَالِمَةٍ دِیْنَارًا اور ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہی اوپر صلح کے اور اسیواسطے حکم کیا جزیہ
لینے کا عورت بالغہ سے حالانکہ اوس سے جزیہ نہین لیا جاتا اور کہا ابو عبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور دلیل ہماری
یہ ہی کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطاب رض نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس ۴۸ درم اور متوسط پر چوبیس ۲۴ درم اور فقیر پر بارہ ۱۲ درم
اور مثل اسکے مروی ہی عثمان اور علی رض سے ص اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہین تو اگر امام اونپر غالب ہو تو عورتین اور چھوٹے لڑکے
اونکے مال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعی کے نزدیک
مشرکین عرب کو بھی غلام بنالینگے ف اور دلیل ہماری ہدایہ مین مذکور ہی ص اور اسیطرح جزیہ نہین ہی نصرانی
گوشہ نشین پر جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور اوس فقیر پر جو کچھ نہین کماتا
ف اور امام شافعی کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہین مقرر کیا فقیر
بے کسب پر روبروے جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر رض نے لکھا کہ نہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانی سے
ص اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہی موت سے اور اسلام سے ف یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو جزیہ اوسپر نہ رہیگا اور
ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورت مین رہتا ہی اور دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ نہین ہی مسلمان پر جزیہ نکالا اوسکو ابوداود اور ترمذی نے ابن عباس رض سے اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمر رض سے کہ جو شخص
اسلام لاوے تو نہین ہی جزیہ اوسپر ص اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا دینا پڑیگا
اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہی نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا دینا پڑیگا ص
اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد ف اور اسیطرح ہندؤون کا شوالہ ص دار الاسلام مین نہ بنایا جاوے ف
اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہی اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ یعنی معبد یہود کا روایت کیا
اوسکو بیہقی نے ابن عباس رض سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اوسکو ابو عبید قاسم بن سلام نے اور مروی ہی حضرت عمر
بن الخطاب رض سے بھی ص اور اگر پرانا ڈھہ گیا ہو تو اوسکو پھر سے بنالیوین اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس اور سواری
اور زین مین جدا کیا جاوے اس طرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نکرے اور تاگا موٹا جو باندھتے ہین کمر پر
اوسکو ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین اونکی راہ مین اور حمام مین ف راہ مین
اس طرح پر کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اس طرح کہ ایسی ازار پہنین جسکو مسلمان عورتین نہ پہنتی ہون ص
اور اونکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر اونکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دار الاسلام کے مقامون مین لڑائی کی
تیاری سے چڑھ جاوے یا دار الحرب مین چلا جاوے تو عہد اوسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا ف اسطرح پر کہ
اوسکے مال کو وارثون مین تقسیم کر دینگے ص لیکن اگر پھر ماخوذ ہوگا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر ماخوذ ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
برا کہے تو ان امور سے اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا **ف** لیکن ابن الہمام نے تصریح کی کہ اگر وہ از راہ تمرد اور شرارت کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہی کیونکہ ذمی سے جزیہ حقیر سمجھکر لیا جاتا ہی اور
جب وہ ہمارے پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اونسے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا **ص** اور تغلبی مرد اور عورت
سے جو دونون بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دوچند لیا جاوے **ف** اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوۃ باب اون کی زکوۃ کے بیان مین گذرا
ص اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہی **ف** یعنی اوس سے زمین کا خراج اور
جزیہ لینا چاہیے جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا لینا چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین امام زفر
کے نزدیک اوس سے دونا لینا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہی کہ مولی قوم کا اوسی مین سے ہوتا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور جواب ہمارا
ہدایہ مین مذکور ہی **ص** اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیون کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجین امام کو اور جو مال کہ لوٹے بدون
جنگ کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانون کے بہتر کامون مین صرف کیے جاوین مثلا کفارون کی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندھنے اور
بڑے پل تعمیر کرانے اور عالمون اور قاضیون اور عاملون اور سپاہیون اور اونکی اولاد کے روزینے مین خرچ کرین اور جو شخص کہ سال کے
بیچ مین مر جاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ والے ہمارے زمانے مین قاضی اور مفتی اور مدرس ہین

باب مرتد یعنی اون لوگون کے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اوسکے دل مین جو مسلمانی کے دین مین شبہے ہون دور کیے جاوین تو اگر مہلت طلب کرے
تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے مین توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے **ف** تو مہلت دینا اپنی طرف سے ہمارے
نزدیک مستحب ہی اور امام شافعی کے نزدیک حاکم کو درست نہین کہ بغیر مہلت دیے مار ڈالے دلیل امام اعظم کی وہ ہی جو صحیح بخاری مین
مروی ہی کہ فرمایا آپ نے مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنی جو شخص بدل ڈالے دین اپنا تو قتل کرو اوسکو اور اگر مہلت مانگے
تو مہلت دینا واجب ہی **ص** اور مرتد کی توبہ یہ ہی کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اوس دین سے
نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونے کو اوسکو نہ کہین اور اوسے پہلے ہی مار ڈالین تو یہ امر
مکروہ ہی اگر کوئی پیشتر ہی اوسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکے مال پر سے جاتی رہتی ہی
مگر ملک کا جانا موقوف رہتا ہی یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مر جاوے
یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور قاضی اوسکے دار الحرب مین مل جانے کا حکم کرے تو اوسکے مدبر اور ام ولد آزاد
ہو جاوینگے اور قرض اوسکا جو میعادی تھا حال ہو جاویگا یعنی اوسکی مدت باقی نہ رہیگی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب
دار الحرب مین مل جاوے اوسکا مال ویسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا **ص** اور جو کچھ کہ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد
ادائے قرضہ حالت اسلام کے وہ اوسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اوسنے مرتدی کی حالت مین کمایا ہوگا اوسمین سے
اون دونون کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہی اور صاحبین کے نزدیک دونون حالت کے مال اوسکے وارث
مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعی کے دونون حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیح مرتد کا اور صحیح ہی

طلاق اور ام ولد بنانا اوسکا اور شرکت مفاوضہ **ف** جسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور بیچنا اور خریدنا اور ہبہ کرنا اور اجارہ اور مدبر کرنا اور مکاتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لاوے یہ تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین مل جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قبل قاضی کے حکم کے مرتد مسلمان ہوکر چلا آیا تو وہ گویا مرتد ہی نہوا اور اگر بعد اوسکے آیا تو جو مال اوسکا اوسکے وارثون کے پاس ہی لےلیوے اور اگر عورت مرتد ہو جاوے تو اوسکو جان سے نمارین بلکہ قید کرین یہان تک کہ توبہ کرے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قتل کیجاوے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون کے مروی ہی یہ صحیحین مین اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قتل کی جاوے عورت جب مرتد ہو جاوے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن عیسی الجزری ہی کہا دارقطنی نے کذاب ہی بناتا ہی احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل مین ابی ہریرہؓ سے کہ ایک عورت مرتد ہوگئی زمانہٴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نہین قتل کیا آپ نے اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اوسکی غیر محفوظ ہین اور نکالا طبرانی نے معجم مین معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اونکو یمن کی طرف تو کہا اونسے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے تو بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار گردن اوسکی اور جو عورت پھر جاوے اسلام سے تو بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر اور اگر انکار کرے تو قید کر اوسکو اور نکالا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسناد اوسکا ضعیف ہی بسبب جلاس کے تو اس وقت مین استدلال حدیث صحیحین سے اولی ہی اور امام شافعی کی جانب کی حدیثین ضعیف ہین استدلال اونسے مستقیم نہین ہوتا مذکور ہین فتح القدیر حاشیہٴ ہدایہ مین **ص** اور صحیح ہی تصرف اوسکا اور حالت اسلام اور ارتداد دونون مین جو کسب اوسکا ہی اوسکے وارثون کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی تھی اوس نے اوس ولد کا دعوی کیا تو وہ اوسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جس وقت مرتد مرجاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور جو وہ لونڈی نصرانی ہو تو اگر مرتد ہونے اور ولادت مین چھ مہینے سے کم ہی تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہی تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب مین مل جاوے اور مسلمان اوسپر غالب ہون تو وہ مال مسلمانون مین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب مین ملکر پھر دار الاسلام مین آکر مال لیکے دار الحرب مین ملجاوے پھر مسلمانون کو غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اوس مرتد کے وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملے گا پس اگر مرتد دار الحرب مین جا ملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے یعنی قاضی حکم کردے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کردے پھر وہ مرتد مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی ترکہ اوسکا اوسی مرتد کو جو مسلمان ہوگیا ہی ملیگا اور اگر مرتد کسیکو براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اوس مال مین سے ہوگا جو حالت اسلام مین کمایا ہو اور صاحبین کے نزدیک دونون حالتون کے مال مین سے ہوگا **ف** اسواسطے کہ اونکے نزدیک دونون حالتون کا کسب اوسکے وارث کو ہی **ص** اور اگر عمرو نے زید کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہوگیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دار الحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اوسی زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثون کو دلائی جاویگی اور اگر دار الحرب مین نہ جاوے اور دار الاسلام ہی مین مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اس صورت مین عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا اور امام محمد کے

ف عبد اللہ بن عیسی الجزری

ف حفص بن سلیمان

ف جلاس

[illegible]

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک کو ملیگا اور جسقدر زائد بچے گا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو خاوند اور جورو دونون مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہوا اور اوس بیٹے کا بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانون کی فتح ہوا اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نہ کی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا وسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسے اسلام اوسکا صحیح ہی اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے پر زبردستی کی جاویگی جان سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعی اور زفر کے نزدیک نہ اوسکا ارتداد صحیح ہی اور نہ اسلام اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اونکا اور افتخار حضرت علی رضؓ کا اس بات سے مشہور ہی کہا انھون نے شعر سَبَقْتُكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا + غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمْ

ف یعنی پیشدستی کی مینے تمھارے اوپر اسلام مین سب سے دران حالیکہ مین لڑکا تھا نہین پونہچا تھا وقت احتلام کو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور نکالا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علی اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہی کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمان برداری سے باہر ہوجاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہ اونکو فرمان برداری مین ہو گیا ہوا وسکو دور کرے **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا خوارج سے اول ذکر کیا اسکو نسائی نے سنن کبری مین **ص** تو اگر وہ اکٹھے ہو کے ایک مکان مین جمع ہووین تو بادشاہ کو درست ہی کہ اونسے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ شروع نکرین اور امام شافعی کے نزدیک جب تک وہ شروع نکرین تو بادشاہ شروع نکرے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی **ص** اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ اونکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہی اوسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اوسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور اونکی اولاد کو قید نکرے اور اونکے مالون کو بانٹ نہ لین بلکہ روک رکھین یہان تک کہ وہ توبہ کرین **ف** اسواسطے کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے اوسنے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتا ہی تو کیا حکم ہی خدا کا باغیون مین اس امت کے کہا انھون نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی تب فرمایا آپ نے کہ اونکے زخمی کو نہ مارین اور اونکے قیدی کو قتل نکرین اور اونکے بھاگتے کو پیچھا نہ کرین اور اونکے مال کو تقسیم نکرین اور ضعیف کیا اوسکو بزار نے بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علیؓ نے جنگ جمل مین نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبد الرزاق نے **ص** اور اگر غازیون کو باغیون کے گھوڑون لوز تھیارون کی حاجت پڑے تو اونکو کام مین لاوین اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر اونکی شکست ہوجاوے تو قاتل پر کچھ نہ لازم ہوگا اور جو باغی اسی شہر پر قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہو مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے مار ڈالنے مین حق پر ہون یا عادل مار ڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت ورثہ پانے کی

مقتول سے رکھتا ہوگا تو اوسکا وارث ہوگا اور جو باغی کہ کہ مین باطل پر ہون تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک اگر باغی عادل کو مار یگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہی کہ اپنی حقیت کا دعوی کرے یا کہے کہ مین باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ہاتھ ف مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ ص ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہی تو مکروہ نہین

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہی یعنی اوس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو ص ایسے بچے کا اوٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہی ف کیونکہ اسمین ایک جان کی محافظت ہی ص اور اگر اوسکے تلف ہوجانے کا خوف ہو تو اوسوقت اوٹھانا واجب ہی مانند لقطہ کے ف لقطہ کہتے ہین پڑی چیز کو اور اوسکا بھی اوٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہی ص اور وہ بچہ آزاد رہیگا مگر جب کوئی حجت قائم ہو اوسکے مملوک ہونے پر ف مثلاً گواہ لاوے ص اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا ف اسواسطے کہ حضرت عمر رضی نے کہا لقیط مین لیجا اوسکو اور وہ آزاد ہی اور ہمارے اوپر ہی نفقہ اوسکا روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور شافعی نے مسند مین اور عبد الرزاق کی روایت مین ہی کہ ہی نفقہ اوسکا بیت المال مین سے اور ایسا ہی منقول ہی حضرت علی رضی سے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے ص اور اوسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال مین سے دینگے اور میراث بھی اوسکی وہین رہیگی ف اسواسطے کہ رزین کی روایت مین ہی کہ فرمایا عمر رضی نے کہ ترکہ اوسکا واسطے مسلمانون کے ہی وارث ہونگے اوسکے اور دیت دینگے اوسکی طرف سے اور نکالا اوسکو بخاری نے ترجمہ باب مین ص اور اوٹھانے والے سے اوسکو کوئی لے نہین سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہی نسب اوس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتاوے جو اوس لڑکے مین موجود ہو تو اوس شخص سے نسب ثابت ہوگا ورنہ دونون برابر ہونگے اور اگر غلام اوسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہی تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلے اور گانون مین نہ ملا ہو اور اگر ذمیون کے مکانون مین پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اوس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اوس بچے ہی کا ہی اور اوسکی حاجتون مین صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضون کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف کیا جاویگا اور جو اوس بچے کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اوٹھانے والے کو لے لینا اوسکا درست ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ بچے کو کسی پیشے مین لگاوے اور نہین جائز ہی کہ اوسکا نکاح کردے یا اوسکے مال مین تصرف کرے یا اوسکو کرایے مین دے صحیح مذہب مین ف اور قدوری کی روایت مین کرایہ دینا جائز ہی ھدایہ

کتاب اللقطة

یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان مین ص پڑی ہوئی چیز امانت ہی پانے والے کے ہاتھ مین اگر گواہ کرلے پانے والا اس بات پر کہ مین اسکو واسطے محافظت کے اور پونہچا دینے کے طرف اوسکے مالک کے لیتا ہون تو اگر وہ چیز اوسکے پاس سے تلف ہوگئی تو اوس پر تاوان لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ امانت کے تلف ہوجانے سے تاوان نہین ہوتا ص اور اگر گواہ نہ کیا تو تاوان دینا ہوگا اگر تلف ہوجاوے نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ دینا ہوگا اور جو پانے والے نے خود اقرار کیا کہ مینے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سبکے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہی کہ کہے اے مسلمانون

جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہی تو میرا نشان دے دو اور اوٹھانے والا اوس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا ہے جس مکان مین کہ پایا ہی یا جہان بہت لوگون کا مجمع ہوتا ہوا اور آواز دے کہ مینے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہی اور اوسکے مالک کو مین نہین جانتا تو جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اوسکا وصف بیان کرے تاکہ اوسکو دے دون اور اختلاف ہی بتلانے کی مدت مین تو صحیح یہ ہی کہ اوسکی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ جب تک پانے والے کی رائے مین آوے کہ مالک اب بازپرس نہ کریگا بتلاوے اور امام محمد اور مالک اور شافعی نے اوسکو اندازہ کیا ہی ساتھ ایک سال کے **ف** اسواسطے کہ زید بن خالدؓ کی حدیث مین ہی کہ پہچنوا اوسکو ایک سال تک روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور ہدایہ مین ہی کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اوسکو کچھ دنون بتلاوے اور اگر دس یا زیادہ ہون تو ایک سال تک بتلاوے **ص** برابر ہی کہ وہ چیز حل کی ہو یا حرم کی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب وہ چیز حرم کی ہووے تو اوسکو بتلاوے یہان تک کہ اوسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب مین کہ نہین حلال ہی لقطہ اوسکا مگر واسطے اوسکے مالک کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالدؓ کی حدیث مین کہ بتلا اوسکو ایک سال **ص** اور جو چیزین ایسی ہین کہ مدت تک باقی نہین رہتین جیسے کھانے پکے ہوئے تو اونکو یہان تک بتلاوے کہ خوف اونکے بگڑنے کا نہو پھر اوس چیز کو خیرات کردے پھر اگر مالک آجاوے تو اوسکو اختیار ہی چاہے اوسکے خیرات کر دینے کو درست رکھے چاہے پانے والے سے قیمت لے لے اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر وہ چارپایہ اونٹ یا گاے ہو تو چھوڑ دینا اوسکا افضل ہی اور جو اوسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے مفت ہوگا اور جو حاکم کے اذن سے کھلایا ہی وہ اوسکے مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دے اور اوسی مین سے اوسکا خرچ کرے جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام مین اوسکا اجارہ دینا درست ہی اور جو اوس سے منفعت نہو تو حکم ہوگا کہ اوسپر خرچ کیا جاوے اور جب مالک آوے تو خرچہ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اوسپر خرچ کیا جاوے **ف** مثلاً ایسا بُرا جانور ہی کہ اوسکا خرچ اوسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہی **ص** تو بیچکر اوسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اوٹھانے والے کو اختیار ہی کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول نکرے تب تک اوس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اوسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہو گئی تو نفقہ ساقط ہو گیا اور جو قبل روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط نہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنے والے کے حوالے نہ کرے جب تک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کرے کہ اوس سے اوٹھانے والے کو گمان غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالے کر دینا حلال ہی مگر واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اوٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اوسکا ماں باپ اور بیوی اور لڑکے محتاج ہون تو اونپر صدقہ کرے

کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین پکڑنا اوسکا مستحب ہی بشرطیکہ اوسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گمراہ ہی اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو اوسکا چھوڑ دینا افضل ہی اور اگر پانے والا اوسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہان تک اوسکو پہنچا دے اور جو شخص کہ بھاگے ہوئے غلام کو یا مدبر یا ام الولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ کر لاوے تو اوسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

کم ہو جب کہ اوسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑ لاوے تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی ف یعنی ایک دن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ اجرت نہ ملیگی اور ہماری دلیل اثر ابن مسعود کا ہے کہ اونھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور اجماع صحابہ کا ہے اس اجرت دلانے پر اور روایتین انکی موجود ہین مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مین ص اور جو پکڑ لانے والے کے ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اوسپر تاوان نہوگا ف اور قیمت دینی نہ آویگی ص اور جو اوسنے گواہ نہین کیا تو اوسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر بھاگ جاوے اوسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اوسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور یہ جب ہی کہ قیمت اوس غلام کی بقدر رقم رہن کے یا اوس سے کم ہووے اور جو رقم رہن سے قیمت اوسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین کے اجرت مرتہن پر ہوگی اور باقی راہن پر اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنے کا حکم ایسا ہی ہے جیسے لقطہ پر خرچ کرنے کا ف یعنی اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ نہ لازم آویگا +

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اوسکے خبر نہو بیان ہے ص مفقود اپنی ذات کے حق مین زندہ ہے تو اوسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اوسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اوسکا اجارہ فسخ نہو اور قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اوسکا حق جو لوگون کے ذمے ہے سو وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا خوف ہو اوسکو بیچ ڈالے اور اوسکی اولاد پر اور ماں باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق مین مردہ ہے تو دوسرے سے وارث نہوگا بلکہ حصہ اوسکا موقوف رکھین گے نوے برس تک اور نوے برس کے بعد قاضی اوسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہے کہ جب اوسکے ساتھی ہم عمر مر جاوین تو حکم کرے اوسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوے برس تک کم جیتا ہے ف اور امام مالک کے نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اوسکی بیوی کو جدا کر دے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے نکاح کرے اور دلیل لاتے ہین قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت گم ہو جاوے خاوند اوسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہے تو وہ انتظار کرے چار برس پھر عدت کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اوسکو موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ہماری دلیل قول ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اوسکی ہے جب تک کہ اوسکا حال کھلے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور معارض ہے قول عمرؓ کے قول حضرت علیؓ کا کہ کہا انھون نے عورت مفقود کی پڑ گئی بلا مین تو چاہیے کہ صبر کرے یہان تک کہ خاوند کے موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کیا ابن مسعود سے کہ وہ بھی موافق ہوئے حضرت علیؓ کے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن یزید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہین جائز ہے اوس عورت کو کہ نکاح کرے یہان تک کہ ظاہر ہو موت اوسکی اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے رجوع کی طرف قول حضرت علیؓ کے حاصل یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہے ص تو اب اوسکی بیوی عدت کر لیگی موت کی اور مال اوسکا تقسیم ہوگا اون وارثون کے درمیان مین جو اب موجود ہین اور وہ جو حصہ اوسکا موقوف رکھا تھا وہ اوس غیر کے وارثون کو

دلایا جاویگا ف تو حاصل یہ ہی کہ اپنے مال کے حق مین تو اوسکی موت کا حکم نوے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے حق مین اوسکی موت کا حکم نوے برس کی عمر مین کم ہونے کے وقت سے کرینگے تو بعد عدت گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اوس غیر کے مرتے وقت مفقود کا وجود تھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتابون مین ہی

کتاب الشرکۃ

اسمین شرکت کا بیان ہی شرکت جائز ہی اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے رہے شرکت کا اور آپ نے اوسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون مین اونکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور حاکم نے مستدرک مین ابو ہریرہ سے ص شرکت دو طرح پر ہی ایک شرکت ملک کہ دو شخص ف وراثت کی وجہ یا خریداری سے ہدایہ ص ایک چیز کے مالک ہوجاوین اور اس شرکت مین ہر ایک اونمین سے اجنبی ہوتا ہی ف یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین بغیر اوسکی اجازت کے ہدایہ ص اور دوسری قسم شرکت عقد ہی اور اوسمین ایجاب و قبول ضرور ہین ف مثلاً ایک کہے شرکت کی مینے تجسے فلان فلان چیز مین اور دوسرا کہے قبول کیا مینے ہدایہ ص اور اس شرکت کی شرط یہ ہی کہ کوئی امر ایسا نہو جو اس عقد کو قطع کردے مثلاً احد الشریکین کچھ روپیہ مقرر کرلے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ جائز ہی کہ سوا ان روپیون کے اور کچھ نفع نہو کہ اوسمین دونون شریک ہون اور اسکی بھی چار قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین جب وہ دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہی مسلمان اور کافر مین ف کیونکہ دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین ص اور جائز ہی درمیان دو مسلمان بالغ کے اور دو کافر کے برابر ہی کہ ایک یہودی ہو یا نصرانی اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین ف اور دلیل ہماری صاحب ہدایہ نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اوسمین بڑی برکت ہی اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اوسکو کرتے چلے آئے اور کسی سے انکار اسکا صحت کو نہین پہونچا ص اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوجاتا ہی تو ایک شریک نے اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہی کہ قیمت کو اوسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز مول لیگا وہ مشترک دونون مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ اون مین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے کے یا کفالت کے جب مکفول عنہ[٥١] کے حکم سے ہو ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اوسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے کفالت کی تو اوسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا ف اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت اور نکاح اور خلع و صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو ان مین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا ص اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہی ف مثلاً روپیہ اشرفی ص ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اوسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو وہ مفاوضہ نرہا مگر جب اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہی جسمین صرف وکالت ہوتی ہی اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے اور نفع برابر ہو یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

[٥١] کفیل کہتے ہین ضامن کو اور مکفول بہ وہ مال ہی جسکی ضمانت کی ہی اور مکفول عنہ وہ شخص جسکی ضمانت کی ہی اور مکفول لہ وہ شخص جسکے نفع کے لیے ضمانت کی ہی مثلاً زید پر عمرو کا قرض ہی اور بکر نے عمرو کا ضامن ہوا تو بکر کفیل ہوا اور عمرو مکفول لہ اور زید مکفول عنہ اور قرض مکفول بہ اور تفصیل اسکی کتاب الکفالت مین انشاء اللہ آویگی ١٢ منہ مد ظلہ

یا یہ کہ ہرایک اونمین سے اپنے مال کو نہ ملاوے ہر طرح درست ہے اور اس شرکت مین جس شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اوسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا اسلیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے اونمین سے دوسرے شریک سے اوسکے حصے کے موافق مجرا لیوے یعنی جتنا اوسکی طرف سے اسنے اپنے مال مین سے دیا ہو وہ اوس سے بھرلے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون روپے اشرفی اور پیسون کے جنکا چلن ہو اور چاندی سونے کے ٹکڑون کے جن پر سکہ نہو اگر لوگون مین اوسکا لین دین جاری ہو درست نہین ف یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان مین چاہیے کہ دونون شخص روپے خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین ورنہ درست نہوگی ص اور اگر دو شخص اس طرح کرین کہ ہرایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے مین بیچ ڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرین تو بھی درست ہے ف اور یہ حیلہ ہے شرکت مین جس صورت مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملاوین اور اسباب ملانا منظور ہو ص اگر کل مال شرکت کا یا مال ایک شریک کا قبل خرید کرنے کسی چیز کے ہلاک ہو جاوے تو شرکت باطل ہوگی اور وہ مال جو ہلاک ہوا ہے صاحب مال کا ہوگا اگر مال ملجل نہ گیا ہو برابر ہے کہ اوسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال ملجل گیا ہو تو وہ سب شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے کا مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خرید ہوا ہے وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق قیمت اسباب کی اوس سے لیلے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پھر دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے تو جسکا مال تلف ہوا ہے اوسنے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلاً کہدیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے خریدیگا تو اوسکا آدھا میرے واسطے خریدنا تو اب وہ اسباب جو خرید ہوا ہے دونون مین مشترک ہوجاویگا اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اوس سے قیمت لیلیگا اور اگر اوسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اوسی کا ہوجاویگا جسنے خریدا ہے اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہرایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو بطور بضاعت ف یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر ص کسیکے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل کرے اور ہرایک کے ہاتھ مین مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اوسپر ضمان نہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت صنائع اور تقبل ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ دو کاریگر مثلاً دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک کام کیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اوسکو دونون بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اجرت ایک کو دو تہائی ملے اور ایک کو ایک تہائی اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہرایک سے مطالبہ پہونچتا ہے کام کا اور اسی طرح ہرایک کو پہونچتا ہے کہ کام دینے والے سے اجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اجرت دیوے تو بری ہو جاویگا اور جو کمائی ہووے وہ دونون مین مشترک ہوگی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہو چوتھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اس طرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھ نہ لگا دین اور پھر قیمت حوالے مالک کے کرکے باقی جو کچھ بچے اوسکو بانٹ لین اور اسمین ہرایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہے اگر یہ بطور مفاوضہ ہوا اور فقط وکیل ہوتا ہے اگر

بطور عنان ہو پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی دوسرے کے لیے اس طرح پر لین تو نفع بھی اسی طرح ہوگا
اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی یعنی اگر آپس مین اقرار کرین کہ مال آدھون آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا اگرچہ اقرار مین نفع ایک نے زیادہ ٹھہرا لیے

فصل شرکت نہین جائز ہی لکڑیان لانے اور گھانس جمع کرنے اور شکار کرنے مین تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہو اوسی کا ہوگا اور
جس چیز کو دونے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی اونکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا لیکن دوسرے نے مدد کی جیسے ایک نے گھانس
کھودی اور دوسرے نے اکھٹا کی تو گھانس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اوس قدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے
کام کیا ہوگا امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اوسکو مزدوری نہ دینگے اور اسی طرح
جائز نہین شرکت پانی کھینچنے مین مثلا ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال اور پانی ایک نے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور
اوراوسپر دوسری چیز کی اجرت لازم ہوگی **ف** یعنی سقا اگر خچر اوسکا تھا اور پکھال دوسرے کی تو پکھال کی اجرت دینا ہوگی
اور اگر پکھال اوسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اوسکو دینا ہوگی **ص** اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد ہو جاوے
تو نفع مال کی مقدار ہوگا مثلا شرکت مین کچھ روپی ایک شریک نے زیادہ ٹھہرا لیے تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا
تو مال شرکت اگر آدھون آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونون شریکون مین سے کسیکے
مرجانے سے یا مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجانے سے جب قاضی حکم اوسکے ملنے کا کردے باطل ہو جاتی ہی اور چاہیے کہ کوئی دونو شریکون مین
سے دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہدے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دیدینے کی اجازت دیدی
اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو
اول شخص کے حصے کی زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کی ادا سے واقف نہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہوگا
تو ضامن نہوگا اور جو مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور
اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اوس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض
کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا

کتاب الوقف

وقف کہتے ہین اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روک رکھے اور اوسکا نفع خیرات کردے جیسے عاریت مین ہوتا ہی **ف**
اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی ابن عباس رض سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے جب اوتری سورۂ نسا اور اوترے اوسمین فرائض کہ منع کیا آپ نے حبس سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن لہیعہ اور بھائی اوسکا دونون ضعیف ہین
اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفا حضرت علی رض پر کہ کہا انھون نے نہین حبس ہی فرائض سے اللہ تعالی کے اور
مطلب اسکا یہ ہی کہ نہین ہی کوئی مال کہ روکا جاوے بعد موت مالک کے قسمت سے درمیان ورثہ کے اور فرائض سے مراد حصے ہین
ورثہ کے اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریح سے کہ کہا انھون نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو
اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** اور صاحبین کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہین کہ روک رکھنا کسی چیز کا

ف عبد اللہ ابن لہیعہ واخوہ

اللہ تعالی کی ملک مین ف اور دلیل اونکی یہ روایت ہی حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے اونکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا ایک زمین کے کہ تصدق کردے اوسکو نہ بیچی جاوے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے
روایت کیا اوسکو امام محمد نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والون نے ص اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی تو امام صاحب کے
مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیرون پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافرخانہ واسطے مسافرون کے یا قافلہ
اوترنے کا مکان بنایا یا اپنی زمین کو مقبرہ کردیا تو ملک وقف کرنے والے کی اوس سے نجاویگی اگرچہ اوسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلاً کہے
کہ اگر مین مرجاؤن تو وقف کیا اوسکو صحیح قول مین ف اور ایک روایت مین امام سے ملک جاتی رہیگی ص مگر یہ کہ حاکم اوسکی
ملک جاتے رہنے کا حکم کردے یا مسجد بناوے اور رستہ اوسکا جدا کردے اور لوگون کو اوسمین نماز پڑھنے کی اجازت دیدے اور
ایک شخص بھی اوسمین نماز پڑھ لے تو ملک اوسکی جاتی رہیگی اگرچہ اوس مسجد کے تلے ایک تہخانہ ہو جو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو
اور جو مسجد بناکر اوسکے نیچے تہخانہ اور کامون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور اوسمین اذن نماز کا دیا تو وہ ملک سے اوسکی نجاویگی
ف تو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ دوسرے وارثون کو پہونچیگا یعنی وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی ص اور امام ابی حنیفہ
کے نزدیک ملک وقف کرنے والے کی فقط زبان سے کہنے سے کہ مینے اسکو وقف کیا جاتی رہتی نہ اور امام محمد کے نزدیک جب جاتی ہی کہ اوسکو
متولی کے سپرد کردے اور وہ اوسپر قبضہ کرلے تو درست ہی وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تقسیم کے جب کہ وہ
قسمت کی صالح ہو امام ابو یوسف کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز نہین ہی اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز مین
کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہی سب کے نزدیک مگر مسجد اور مقبرہ مین جائز نہین اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے
کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہے تو درست ہی ف امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک درست نہین
دلیل ابو یوسف کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے [illegible] مین سے اپنے اہل کو موافق دستور کے اور بھی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادم پر تو وہ صدقہ ہی واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے مقدام بن معدی کرب سے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے کہ جو کھلاوے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے واسطے صدقہ ہی
اور نکالا اوسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت سے طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف
کو اوسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اوسنے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالین کنز ص
اور جو کسی نے شرط کی زمین کے وقف کرتے وقت کہ جب چاہون اس زمین کے بدلے اور کو وقف کردون تو جائز ہی امام ابو یوسف
کے نزدیک اور اسپر فتوی نہین دیا جاویگا کیونکہ اسمین بہت طرح کے فساد ہوتے ہین اور ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانون
کے وقفون کو باطل کردیتے ہین ف تو اب فتوی امام محمد کے قول پر چاہیے کہ شرط باطل ہی اور وقف جائز ہی ص اور
یہ بھی ضرور ہی کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے ف مثلاً اگر خاص لوگون پر
وقف کرے جنکا کسی زمانے مین نہونا ممکن ہو تو یہ کہدے کہ ان لوگون کے نرہنے کے بعد وقف کے فقیرون یا علما کو اوسکا نفع
پہنچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر یہ کہے کے وقف صحیح ہوجاویگا اور جب وہ لوگ جنپر

وقف کیا ہی نہون تو فقیرون پر صرف کیا جا دیگا اور صحیح ہی وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص**
نہ منقول کا **ف** امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمد کے نزدیک جائز ہی وقف کرنا اون اشیا منقولہ کا جن کے
وقف کرنیکا معمول ہو جیسے تبر اور پھاوڑا اور بسولا اور آرہ اور تابوت اور اوسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف
اور اسی پر عمل ہی اکثر شہرون کے فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اسواسطے جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
نے وقف کیا اوسکا جیسے حضرت عمرؓ نے ایک زمین کو اور زبیر بن عوام نے ایک گھر کو روایت کیا اوسکو ابراہیم نے کتاب
غریب الحدیث مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اوسکو بخاری نے
اور وقف منقول کا امام محمد کے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالد نے روک دیا اپنی زرہون
کو اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا طلحہ نے زرہون کو
اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو بعد اوسکے کسیکی ملک مین نہ آویگا اور وہ جو بعض متاخرین
نے جائز رکھا بیع وقف کو جب خراب ہو جاوے اور نہ رہے آگے واسطے عمارت کرنے باقی کے تو صحیح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اور جائز ہی
قسمت کر دینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسف کے نزدیک تو جب شخص نے ایک زمین مشترک کو وقف کیا تو نزدیک
امام ابو یوسف کے جائز ہی کہ اوسکو بانٹ لے اپنی شریک کے ساتھ اور وہ جو شریک کے حصہ [illegible]
اگر اپنی ساری زمین [illegible] آدھی کو وقف کیا تو قاضی اوسکو قسمت کر دے اور جب وقف کہ فقیرون پر ہو تو اوسکے
محصل کو اول اوسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس بات کی شرط نہ کی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان
اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اوسکے فقیرون کے لیے ہی تو اوسکی تعمیر اوس شخص کے ذمے ہی اور اگر وہ
مرمت نکرے یا مفلس ہو تو حاکم اوس مکان کو کرایہ دیکر زر کرایہ سے اوسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اوسی شخص کو دیدیوے
اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اوسکی لکڑیان چونا وغیرہ اوسکی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکھ چھوڑین
وقت حاجت تک اوسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہو تو اوسکو بیچین اور قیمت اوسکی موقوف کی تعمیر مین
صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم کرین فقط

تمت

مثنوی و قطعات تاریخ اتمام کتاب از نتائج افکار شاعر نامی و نکتہ دان گرامی حافظ قرآن ابو دہقان صاحب
متخلص ناجی ساکن قلعہ ترچناپلی

بفضل خداوند کون و مکان — عطا یافت بیحد مسیح الزمان
چراغ ہدایت بدیع الزمان — ز نور محمد وحید الزمان
بفہم و ذکا نامور در جہان — وحید زمانہ وحید الزمان
بہ تدبیر و دانش ارسطوی عصر — بسحبان نظیر ست در نظم و نثر
بحل مسائل چہار و خیال — رسد پی بپی رحمت ذوالجلال

ازان چار فرزند عالی گہر — بترتیب اسمای ہر یک شمر
باخلاق و احسان فرید الزمان — سعادت قرین و سعید الزمان
نکو سیرت و نیک خلق زمن — بعلم و عمل شہرۂ انجمن
چو گردد بمعقول عقدہ کشا — ندا آید از عقل کل مرحبا
گواہست نور الہدایہ برش — چو باصد نداری ہیاؤ بہ بین

شود طالبش عالم و گر جہول
بقدر لیاقت نماید حصول
بوصفش نمودن رقم بی شمار
گواہی شمس ست وقت نہار
ازین جادہ خوش بود ناجیا
اجابت نماید مجیب الدعا
خدایا از و علم را زندہ دار
ز نورش دل خلق آگندہ دار
بسی زندہ دارش بلطف و کرم
بحشر از فقیہان کنی منتظم
سن ختم آن شرح اردو سخن
چو دین نبی انتخاب زمن
۱۲۸۶ھ
چو سال مسیحی در آمد بکار
شمر دیم ما از ہمہ نقطہ دار
سنش از لب آفرین گشتہ نو
کتابی ست در ساختہ طرز نو
۷ ع۱۸

ایضاً از شاعر ممدوح

لکھی شرح ابن مسیح الزمان
ہوئے زندہ دل جس سے پیر و جوان
لکھا سال اتمام ناجی فصیح
یہ ہی شرح شرح وقایہ مسیح
۱۲۸۶ھ

ایضاً از شاعر ممدوح

نور الہدایہ بہر صلاح جوان و پیر
تالیف شد بحل مسائل چو بی نظیر
جز صورت حساب چو ناجی نمود فکر
تا یادگار دہر بماند چو آن دبیر
مرغ قلم بگلشن تاریخ زد چنین
نور الہدایت ست وحید زمان فقیر
۱۲۸۶ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر شاعر یکتا مورخ بی ہمتا محمد عبد الکریم صاحب منشی صیغہ دار دفتر مدار المہام سرکار عالی متخلص بہ واصف الاخلف الصدق مولانا محمد مہدی صاحب

ہوئے اصغر سن[۵] شاہ عالی گہر
دکن کی جو دولت پہ مسند نشین
تو حضرت کے عہد انکو مہد مین
کہ فرخندگی سے ہے رونق گزین
وزیر فلک قدر مختار ملک
کہ ہے آفتاب منور جبین
ارسطو فطانت سکندر وقار
خوش اقبال اسعد سعادت قرین
مثال اونکا تجویز و تدبیر مین
فلاطون نے دیکھا نہو گا کہین
ہین اس عہد مین اک سلیمان وقار
ہے اقلیم عدل اونکے زیر نگین
محمد امین الدین اونکا ہے نام
قدم بوس جنکا ہے چرخ برین
معتبر محدث جو ہین فقہ دان
اونھین کے ہین خرمن سے سب خوشہ چین
وہ ہین اس زمانے کے نوشیروان
نظیر اپنا عالم مین رکھتے نہین
عدالت کا سارا مدار اونپہ ہے
وہ ہین معتمد تر او رافضل ترین
محمد معین الدین اعلی جناب
برادر ہین اونکے سلیم و متین
ہوئے فوجداری کے عادل امین
کہ فتوے کے لکھنے مین بس ہین ذہین
عبارت کے فتوے کی پوچھو نہ بات
شکر بلکہ شیرین تر از انگبین
ہین ممنون و مشکور سب دادخواہ
وہ ہین گوہر عدل در آستین
اونھین کی توجہ کا ہے یہ اثر
کہ پیشی مین ہین معتمد او رامین
محمد وحید الزمان اونکے پاس
خردمند فہمیدہ باریک بین
بہت خوب اونکا حسب اور نسب
ہین بحر شرافت کے در ثمین
خدا نے دیا اونکو ایسا کمال
نہین مثل جنکا بروے زمین
شریعت کے میدان کا ہے شہسوار
وہ اہل طریقت کا بھی ہے معین
جو شرح وقایہ ہے عمدہ کتاب
مسائل کا جسمین ہے گنج ثمین
کیا ترجمہ اوسکا اردو مین صاف
ہے ہمت یہ اونکی ہزار آفرین
مسلسل عبارت تمام اوسکی ہے
ہر اک سطر ہے زیب و زینت گزین
لکھا ترجمے کا ہے واصف نے سال
یہ ہے شمع نور ہدایت یقین
۱۲۸۶ھ

ایضاً از شاعر ممدوح

لکھا جب کہ نور الہدایہ مکمل
جناب وحید الزمان نے بفطرت
کہا سال واصف نے کیا خوب اسکا
یہ ہی معنی شمع نور ہدایت
۱۲۸۶ھ

ایضاً از شاعر ممدوح

وحید الزمان مین ہین یکتا ممتاز
وہ علم و فضل کے ہین [illegible]
مسیحائے زمان مین اونکے والد
نظام الملک ایسا [illegible] بخشش

۵ یعنی میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ ۱۳

فروغِ برق سے چالاک تر ذہن	طبیعت اوسکی نور افشان قمروش	وہ مینائے حقائق سے ہین سرمست	وہ صہبائے معارف سے ہین سرجوش
کتاب فقہ ہی شرحِ وقایہ	مسائل جسکے ہین جون سیم بےغش	کیا ہی ترجمہ ہندی مین اوسکا	فصاحت اوسکی جیسے داد آتش
صنائع سے بھرے ہین سارے فقرات	ہر اک سطر اوسکی ہی بیتِ منقش	مسائل کی عبارت وہ مسلسل	نہ ذہن مبتدی ہووے مشوش
	لکھا والا نے سال اس ترجمے کا	ہوا نور الہدایہ خوب و دلکش	

قطعہ تاریخ از فکرِ شاعرِ یکتای آتر لی غلام محمد علی صاحب متخلص بافصح از تلمیذان میر محمد زکی صاحب دام فیضہم

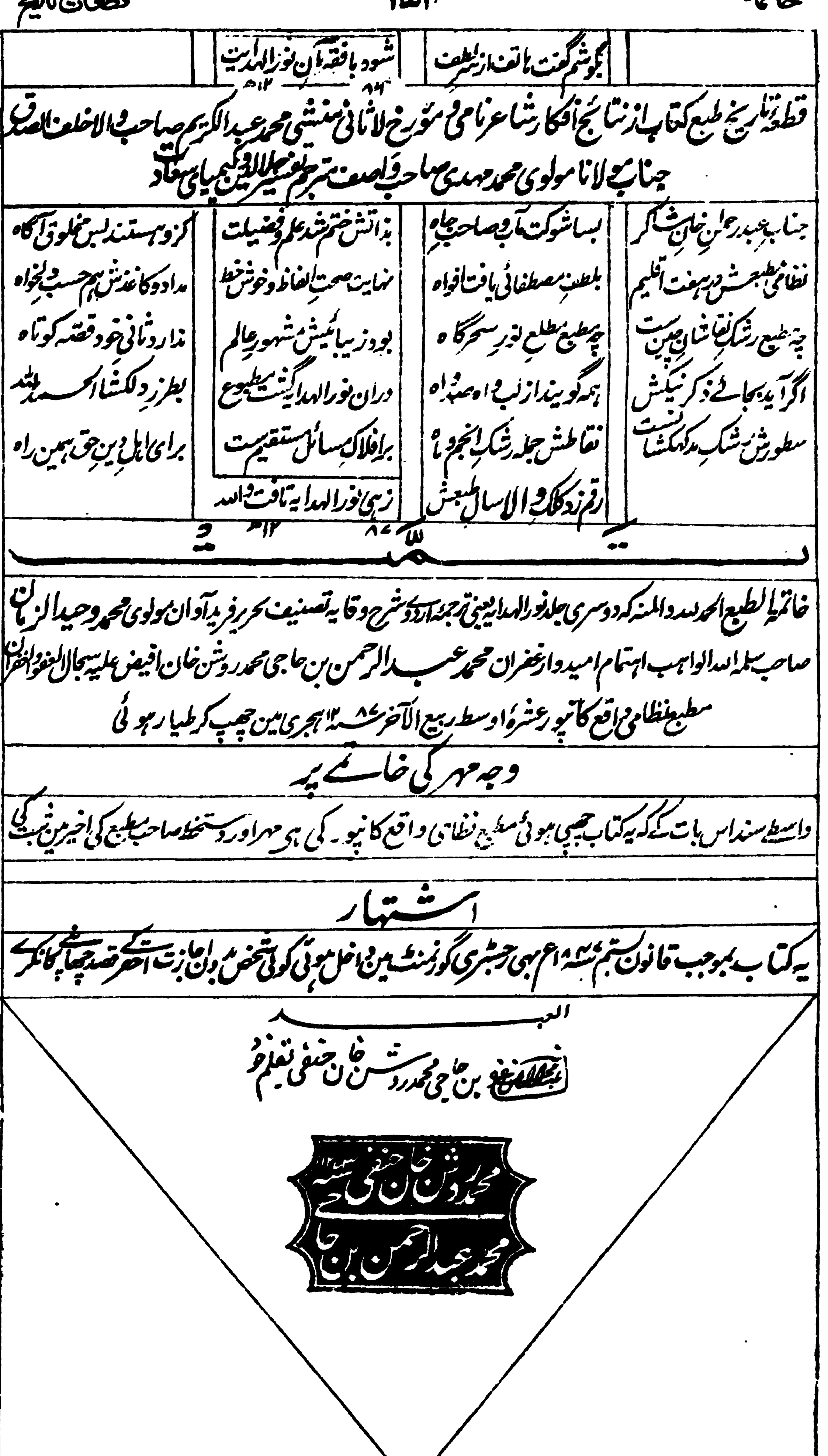
حبذا این نسخہ مطبوع و شرح دلکشا	روح در قالب ز الفاظ و معانی آمدہ	از پی تاریخ طبعش فصیح کج مج زبان	گفت از شرحِ وقایہ جلدِ ثانی آمدہ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار غواص بحر معانی یگانہ تازِ میدان سخندانی مجسم اخلاقِ حمیدہ موصوف بصفات پسندیدہ جناب میر محمد زکی صاحب متخلص بہ زکی

حق آگاہ علم و عمل دستگاہ	فرید زمانہ وحید الزمان	نمایندۂ شانِ نص و حدیث	بلاغت کلام و فصاحت بیان
بہر نکتہ جوہر بہ قطرہ دُر	زہی جوشِ دریای طبع روان	تبحر خداداد خلقی کمال	مقالاتِ شرعی ہمہ بر زبان
تقدس بایں عنفوانِ شباب	تحفظ بایں لجۂ بیکران	اطاعت گذار و عبادت شعار	بحسنِ عمل کامل الامتحان
مگر حیدرآباد ہی باغِ خلد	کہ ہین جسمین ایسے گلِ بیخزان	نہیں اس جگہ کونسا علم و فن	یہی شہر ہی فخرِ ہندوستان
دکن اوجِ دین پر ہے جس سے	تعلیِ اسلام ہی بے گمان	ولی و ولایت بھی معصوم ہی	ملا عصمتِ انبیا کا نشان
علم مین جو محبوب ہے اور علی	تو وصلِ نبی و علی ہی عیان	الٰہی بحقِ نبی و علی	یہ والی رہے تا قیامِ جہان
خدا نے دیا ہی وہ دیوان آصف	کہ ہی شہرۂ نظم تا آسمان	سخن فہم و خوش فہم روشن ضمیر	رعیت پناہ و عدالت نشان
سکندر نے پایا ارسطو وزیر	مگر حکم و حکمت ہی اب توامان	یونہیں جملہ ارکان ہین نیک نام	ہر اک معتمد ہی ہر اک راز دان
یہ حسنِ توجہ رئیسوں کا ہی	نہو کثرتِ علم کیونکر یہان	ہوئے ہین اسی قدردانی سے بیس	وحید الزمان بھی وحید الزمان
لکھی ہدوستین میں وہ نادر کتاب	کھلے جس سے ابوابِ سترِ نہان	بھلا کس سے ہو اس وقایہ کی شرح	یہ حل عقود اور یہ اردو زبان
یہ دفتر ہی آیات و اخبار کا	ہدایت کے نکتے ہین پر تو فشان	ہوئی ہو کے مطبوع مطبوعِ خلق	بفضلِ خداوند کون و مکان
بجا ہے اگر اہلِ دل اہلِ ہوش	بنائیں اس آئینے کو حرزِ جان	زکی لکھ یہ تاریخ اتمامِ طبع	عقیدات شرحِ وقایہ ہی نمان ۸۶ ۲۱۲
	کھلی بینات و زبر کی بھی شان	کہ شرحِ وقایہ ز ہندی زبان ۸۶	

قطعہ تاریخ از فرید الزمان برادر خرد مولوی وحید الزمان از کمترین شاگردان مدرسۂ عالیہ سرکار عالی تعلیم یافتہ مولانا مولوی محمد نصر اللہ خان صاحب تعلقدار صدر

بعہدِ میر محبوب علی شاہ	کہ در طفلی خداداد شش ولایت	عجب دیوان او مختار ملک است	ہنر ور خلق پرور در ہدایت
باخلاقِ نکو در عدل و احسان	دلِ غمدیدگان را از رعایت	چنان افزود قدرِ عالمان را	کہ جا بخشید در ظلِ حمایت
جہان شاد از حسنِ انتظامش	خدا دارد بر او دائم عنایت	وحیدِ عصر و یکتاے زمانہ	نوشتہ شرح درسِ ہدایت
بفضلِ حق شود مقبولِ عالم	خلائق را از و گردد ہدایت	چو طبعش یافت انجام و پذیرفت	بتعلیم فکر تاریخش سرایت



بگوشم گفت ہاتف از سر لطف | شود با فقہ آن نور الہدایت

۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب از نتائج افکار شاعر نامی و مؤرخ لاثانی منشی محمد عبد الکریم صاحب خلف الاخلف الصدق جناب مولانا مولوی محمد مہدی صاحب واصف مترجم تفسیر جلالین کیمیای سعادت

جناب عبد رحمن خان شاکر
نظامی مطبعش در ہفت اقلیم
چہ طبع رشک نقاشان چین ست
اگر آید بجائے ذکر نیکش
سطورش رشک کہکشان نشست

بسا شوکت مآب و صاحب جاہ
بلطف مصطفائی یافت افواہ
چہ مطبع مطلع نور سحرگاہ
ہمہ گویند از لب و اہ واہ
نقاطش جملہ رشک انجم و ماہ
رقم زد کلک و الا سال طبعش

بذاتش ختم شد علم و فضیلت
نہایت صحت الفاظ و خوش خط
بود زیبائیش مشہور عالم
دران نور الہدایہ گشت مطبوع
برافلاک مسائل مستقیم ست
زہی نور الہدایہ تافت واللہ

اگر وہستند لیس مخلوق آگاہ
مداد و کاغذش ہم حسب دلخواہ
ندارد ثانی خود قصہ کوتاہ
بطرز دلکشا الحمد للہ
برای اہل دین حق ہمین راہ

۱۲۸۷ھ

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ دوسری جلد نور الہدایہ یعنی ترجمۂ اردو شرح وقایہ تصنیف نحریر فرید آوان مولوی محمد وحید الزمان صاحب سلمہ اللہ الواہب اہتمام امیدوار غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان افیض علیہ سجال العفو والغفران مطبع نظامی واقع کانپور عشرۂ اوسط ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین چھپ کر طیار ہوئی

وجہ مہر کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہی مہر اور دستخط صاحب مطبع کی اخیر مین ثبت کی

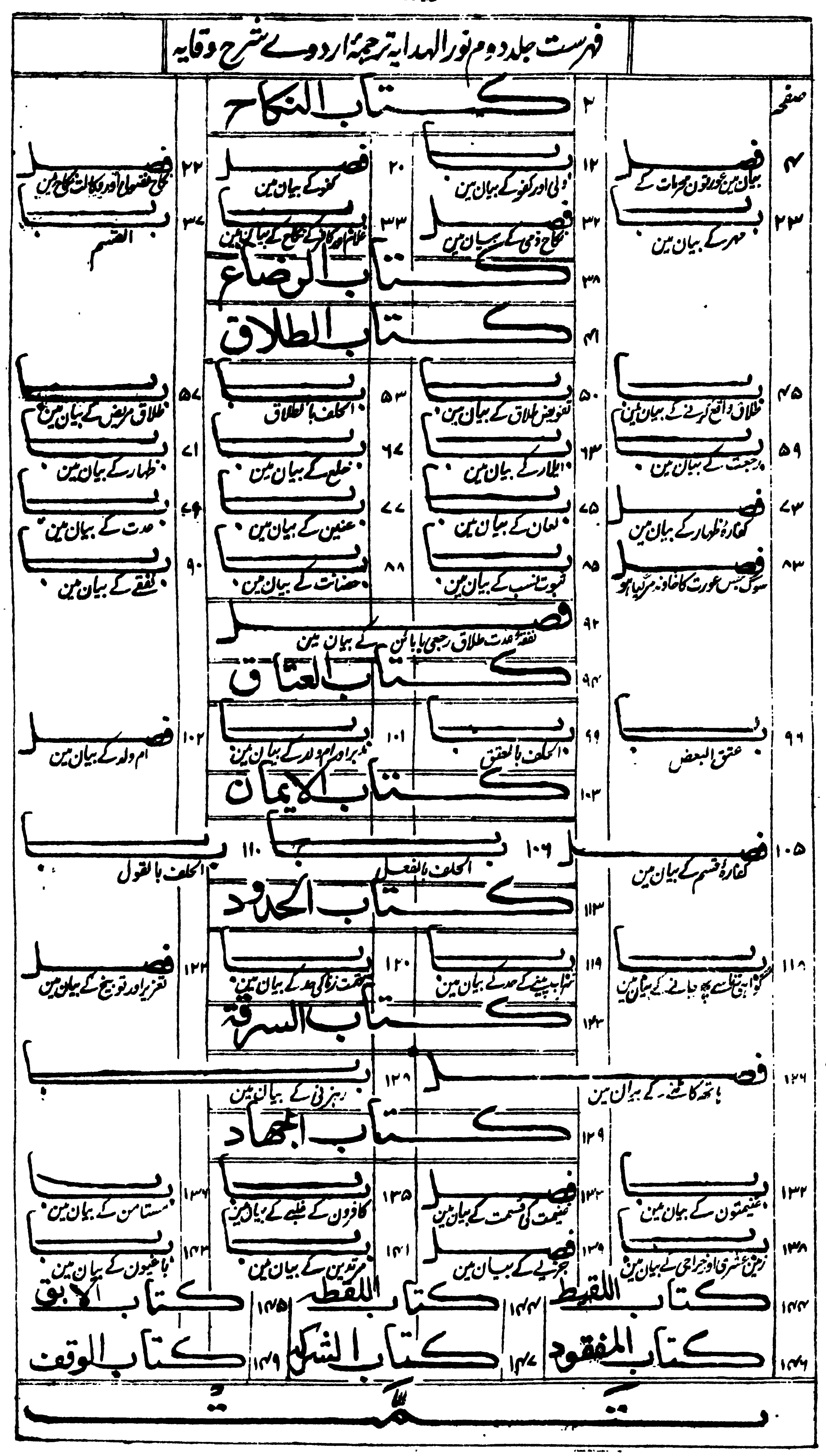
اشتہار

یہ کتاب بموجب قانون ستم سنہ ۱۸۶۷ع بہی رجسٹری گورنمنٹ مین داخل ہوئی کوئی شخص بدون اجازت احقر کے قصد چھاپنے کا نکرے

العبد

عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان حنفی تعلم خود

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲
محمد عبد الرحمن بن حا



فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمۂ اردوے شرح وقایہ

صفحہ

كتاب النكاح ۲
فصل بیان مین عورتون محرمات کے ۴
باب ولی اور کفو کے بیان مین ۱۲
فصل کفو کے بیان مین ۲۰
فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین ۲۲
باب مہر کے بیان مین ۲۳
فصل نکاح ذمی کے بیان مین ۳۲
باب غلام اور کافر کے نکاح کے بیان مین ۳۳
باب القسم ۳۷
كتاب الرضاع ۳۸
كتاب الطلاق ۴۱
باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین ۴۵
باب تفویض طلاق کے بیان مین ۵۰
باب الحلف بالطلاق ۵۳
باب طلاق مریض کے بیان مین ۵۷
باب رجعت کے بیان مین ۵۹
باب ایلا کے بیان مین ۶۳
باب خلع کے بیان مین ۶۷
باب ظہار کے بیان مین ۷۱
فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین ۷۳
باب لعان کے بیان مین ۷۵
باب عنین کے بیان مین ۷۷
باب عدت کے بیان مین ۷۹
فصل سوگ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو ۸۳
باب ثبوت نسب کے بیان مین ۸۵
باب حضانت کے بیان مین ۸۸
باب نفقے کے بیان مین ۹۰
فصل نفقۂ عدت طلاق رجعی یا بائن کے بیان مین ۹۲
كتاب العتاق ۹۴
باب عتق البعض ۹۶
باب الحلف بالعتق ۹۹
باب تدبیر اور ام ولد کے بیان مین ۱۰۱
فصل ام ولد کے بیان مین ۱۰۲
كتاب الايمان ۱۰۳
فصل کفارۂ قسم کے بیان مین ۱۰۵
باب الحلف بالفعل ۱۰۶
باب الحلف بالقول ۱۱۰
كتاب الحدود ۱۱۳
باب گواہی تمادی سے بچ جانے کے بیان مین ۱۱۸
باب شراب پینے کے حد کے بیان مین ۱۱۹
باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین ۱۲۰
فصل تعزیر اور توبیخ کے بیان مین ۱۲۲
كتاب السرقة ۱۲۳
فصل ہاتھ کاٹنے کے بیان مین ۱۲۶
باب رہزنی کے بیان مین ۱۲۹
كتاب الجهاد ۱۲۹
باب غنیمتون کے بیان مین ۱۳۲
فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین ۱۳۳
باب کافرون کے غلبے کے بیان مین ۱۳۵
باب مستامن کے بیان مین ۱۳۶
باب زمین عشری اور خراجی کے بیان مین ۱۳۸
فصل جزیے کے بیان مین ۱۳۹
باب مرتدین کے بیان مین ۱۴۱
باب باغیون کے بیان مین ۱۴۳
كتاب اللقيط ۱۴۴
كتاب اللقطة ۱۴۴
كتاب الاباق ۱۴۵
كتاب المفقود ۱۴۶
كتاب الشركة ۱۴۷
كتاب الوقف ۱۴۹

تمت



كتاب الدعوى

قال المدعي من لا يجبر على الخصومة اذا تركها والمدعى عليه من يجبر على الخصومة ومعرفة

مدعی کسی ست که جبر کرده نشود بر خصومت وقتیکه گذارد آن را و مدعی علیه کسی ست که جبر کرده شود بر خصومت وشناخت

الفرق بينهما من اهم ما يبتنى عليه مسائل الدعوى وقد اختلف عبارات المشائخ فيه فمنها ما قال

فرق میان هر دو مهم تر آن مطالب ست که موقوف اند بر وی مسائل دعوی و تحقیق مختلف گردید عبارات مشائخ در ان از انجمله ست آنچه گفت

في الكتاب وهو حد عام صحيح وقيل المدعي من لا يستحق الا بحجة كالخارج والمدعى عليه من يكون مستحقا

در کتاب وآن تعریف عام وصحیح ست وگفته شده که مدعی کسی ست که استحقاق ندارد مگر بدلیل مانند خارج از قبض و مدعی علیه کسی ست که مستحق باشد

بقوله من غير حجة كذي اليد وقيل المدعي من يتمسك بغير الظاهر والمدعى عليه من يتمسك

بقول خود بدون دلیل مانند قابض وگفته شد که مدعی کسی ست که سند گیرد بغیر ظاهر و مدعی علیه کسی ست که سند گیرد

بالظاهر وقال محمد في الاصل المدعى عليه هو المنكر وهذا صحيح لكن الشأن في معرفته

بظاهر وگفت امام محمد رحمة الله علیه در مبسوط که مدعی علیه منکر را گویند واین صحیح ست لیکن شان در شناخت او

والترجيح بالفقه عند الحذاق من اصحابنا لان الاعتبار للمعاني دون الصور فان المودع

و ترجیح بمعنی ست پیش زیرکان از اصحاب ما چراکه اعتبار مر معانی راست نه صور را پس تحقیق مودع

اذا قال رددت الوديعة فالقول قوله مع اليمين وان كان مدعيا للرد صورة لانه ينكر الضمان معنى

هرگاه گفت که رد کردم ودیعت را پس قول او معتبر باشد با سوگند اگرچه مدعی رد ودیعت ست بظاهر چراکه در معنی منکر ضمان ست

قال ولا يقبل الدعوى حتى يذكر شيئا معلوما في جنسه وقدره لان فائدة الدعوى الالزام بواسطة اقامة

و پذیرفته نشود دعوی تا آنکه بیان کند چیزی معلوم را در جنس و مقدار چراکه فائدهٔ دعوی لازم کردن ست بر خصم بسبب قائم کردن

الحجة ولا الزام في المجهول لا يتحقق فان كان عينا في يد المدعى عليه كلف احضارها ليشير اليها بالدعوى

حجت والزام در شیء مجهول متحقق نمیشود پس اگر شیء معین باشد در دست مدعی علیه تکلیف کرده خواهد شد برای احضار آن تا اشاره کند مدعی سوی آن

وكذا في الشهادة والاستحلاف لان الاعلام باقصى ما يمكن شرط وذلك بالاشارة في المنقول لان النقل ممكن

و همچنین شاهد وقت شهادت و مدعی علیه وقت سوگند زیراکه معلوم کنانیدن تا امکان شرط ست در صحت دعوی و اعلام باشاره ممکن ست در منقول چراکه نقل ممکن

تعريف المدعي والمدعى عليه

شرائط صحة الدعوى

والاشارة ابلغ في التعريف ويتعلق بالدعوى وجوب الحضور وعلى هذا القضاة من اخرهم في كل عصر

والشارة زائدترست در تشخيص ومتعلق ست بدعوى وجوب حضور بر مدعى عليه وبرهمين اند قاضيان از اول تا آخر در هر زمان

ووجوب الجواب اذا حضر ليفيد حضوره ولزوم احضار العين المدعاة لما قلنا واليمين اذا انكره وسنذكره

ووجوب جواب وقتيكه حاضر شود مدعى عليه تا كه حضورش مفيد باشد ولازم بودن احضار عين مدعاة از جهيكه ذكر كرديم وسوگند هرگاه كه انكار كند مدعى از ان عنقريب ذكر آن خواهيم كرد

قال وان لم تكن حاضرة ذكر قيمتها ليصير المدعى معلوما لان العين لا تعرف بالوصف والقيمة تعرف به وقد

اى القدورى ١٢ اى العين ١٢

واگر عين حاضر نباشد ذكر كند در دعوى قيمت آن تا كه مدعى معلوم شود زيرا كه عين بذكر وصف معلوم نميشود وقيمت معلوم ميشود بوصف وحال اين ست

تعذر مشاهدة العين وقال الفقيه ابو الليث يشترط مع بيان القيمة ذكر الذكورة والانوثة قال فان ادعى

اى القدورى ١٢

كه متعذر شد ديدن عين وگفت فقيه ابو الليث رحمه الله شرط ست با بيان قيمت ذكر نرى وما دگى در حيوانات اگر دعوى

عقارا حدده وذكر انه في يد المدعى عليه وانه يطالبه به لانه تعذر التعريف بالاشارة لتعذر النقل فصار الى

اى المدعى ١٢

عقار نمود حدود آن بيان كند وگويد كه آن بقبضه مدعى عليه است واو طلب ميكند از مدعى عليه آنرا چراكه متعذر شد تشخيص باشاره بوجه متعذر بودن نقل پس رجوع خواهد شد بسوى

التحديد فان العقار يعرف به ويذكر الحدود الاربعة ويذكر اسماء اصحاب الحدود وانسابهم ولا بد من ذكر

بعد ذكر البلد والموضع ١٢

ذكر حدود زيرا كه عقار شناخته ميشود بحدود وذكر كند هر چهار حدود را وناسهاى مالكان حدود وانساب ايشان ضرورست ذكر

الجد لان تمام التعريف به عند ابي حنيفة على ما عرف هو الصحيح ولو كان الرجل مشهورا يكتفى

اى بذكر الجد ١٢

جد ورا چراكه تمامى تشخيص باوست نزد امام ابو حنيفه رح بوجهيكه شناخته شده همين صحيح ست واگر خداوند حد مردى مشهورست كافى ست

بذكره فان ذكر ثلثة من الحدود يكتفي بها عندنا خلافا لزفر رح لوجود الاكثر بخلاف ما اذا غلط

دليل لزفر ١٢

ذكر نامش پس اگر ذكر نمود سه حد را كافيست نزد ما بخلاف امام زفر رح بسبب وجود اكثر بخلاف آنكه غلطى نمود

في الرابعة لانه يختلف به المدعى ولا كذلك بتركها وكما يشترط التحديد في الدعوى يشترط في الشهادة

در ذكر حد رابع زيرا كه بآن مدعى مختلف ميشود ونيست اختلاف بترك حد چهارم وچنانكه شرط ست ذكر حدود در دعوى شرط است در شهادت

وقوله في الكتاب وذكر انه في يد المدعى عليه لا بد منه لانه انما ينتصب خصما اذا كان في يده وفي العقار

وقول مصنف قدورى كه گويد آن در قبضه مدعى عليه است ضرورست چراكه مدعى عليه خصم نخواهد شد مگر وقتيكه عقار بقبضه او باشد ودر دعوى عقار

لا يكتفى بذكر المدعي وتصديق المدعى عليه انه في يده بل لا يثبت اليد فيه الا بالبينة

اكتفا نخواهد شد بذكر مدعى وتصديق مدعى عليه كه زمين بقبضه اوست بلكه قبض ثابت نميشود دران مگر بگواهان



او علم القاضي هو الصحيح نفيا التهمة المواضعة اذ العقار عساه في يد غيرهما بخلاف المنقول لان اليد فيه

یا علم قاضی بہمین صحیح ست از برای آنکه دران دفع تهمت موافقت مدعی و مدعی علیه است زیرا که میشاید که عقار در دست دیگری باشد بخلاف منقول که دران قبضه مشهود است

مشاهدة وقوله وانه يطالبه به لان المطالبة حقه فلا بد من طلبه ولانه يحتمل ان يكون مرهونا في يده او

مشاهد ست و قول مصنف که او طلب میکند از مدعی علیه آن را ازین وجه که مطالبه حق مدعی است پس ضرورست طلب و بنا بر آنکه احتمال است که مدعی گرو باشد

محبوسا بالثمن في يده وبالمطالبة يزول هذا الاحتمال وعن هذا قالوا في المنقول يجب ان يقول في

محبوس باشد بثمن بدست او و بمطالبه این احتمال زائل میشود   وبهمین جهت گفته اند مشائخ که در منقول واجب ست که گوید بدست

يده بغير حق قال وان كان حقا في الذمة ذكر انه يطالبه به لما قلنا وهذا لان صاحب الذمة

اوست ناحق   واگر باشد حق در ذمه ذکر کند مدعی که او طلب میکند آنرا از مدعی علیه ازین وجه که گفتیم چرا که ذمه دار

قد حضر فلم يبق الا المطالبة لكن لا بد من تعريفه بالوصف لانه يعرف به قال واذا صحت الدعوى

حاضر شد پس باقی نیست مگر مطالبه لیکن ضرورست تشخیص آن بوصف زیرا که حق شناخته میشود بآن   و وقتیکه صحیح شد دعوی

بيان كيفية الحكم المرتب على الدعوى

سال القاضي المدعى عليه عنها لينكشف له وجه الحكم فان اعترف قضى عليه بها لان الاقرار موجب

بپرسد قاضی از مدعی علیه دعوی مدعی را تا که ظاهر شود طریقه حکم   که اگر اقرار کند   حکم کند برو بآن   چرا که اقرار واجب میکند

بنفسه فيامره بالخروج عنه وان انكر سال المدعي البينة لقوله عليه السلام الك بينة فقال

بذات خود پس حکم کند مدعی علیه را برای خروج از ان و اگر انکار کند بپرسد از مدعی گواهان را بسبب قول آنحضرت علیه السلام آیا هست ترا گواهان پس گفت

لا فقال لك يمينه سال ورتب اليمين على فقد البينة فلا بد من السؤال ليمكنه الاستحلاف

نه فرمود پس هست برای تو سوگند او پرسید رسول خدا و ترتیب داد سوگند را بر نبودن گواهان پس ضرورست سوال تا که ممکن شود قاضی را گرفتن سوگند

قال وان احضرها قضى بها لانتفاء التهمة عنها وان عجز عن ذلك وطلب يمين خصمه استحلفه عليها

و اگر مدعی گواه آورد حکم کند بآن بسبب دفع شدن تهمت از دعوی و اگر عاجز شود از آوردن گواهان و طلب کند سوگند مدعی علیه را سوگند دهد قاضی

لما روينا ولا بد من طلبه لان اليمين حقه الا ترى انه كيف اضيف اليه بحرف اللام فلا بد من طلبه

از دلیلیکه ذکر کردیم و ضرورست طلب مدعی زیرا که سوگند حق اوست آیا نمی بینی که چگونه اضافت کرده شد لفظ یمین بسوی مدعی بحرف لام پس ضرورست طلب او

باب اليمين

باب در بیان یمین